شارحین نہج البلاغہ

(برّصغیر)

﴿مؤلف﴾

ڈاکٹر مولانا سید شہوار حسین نقوی

اسلامی ریسرچ سینٹر، امروہہ

ناشر:

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اسلامی ریسرچ سینٹر، امروہہ کی پیشکش

نام کتاب: **شارحین نہج البلاغہ**

مؤلف: ڈاکٹر مولانا سید شہوار حسین نقوی

اسلامی ریسرچ سینٹر، حقانی اسٹریٹ، امروہہ
E.Mail:shahwaramrohvi@gmail.com
Mob: 09319901464

طبع اول: ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت:

قیمت:

کمپوزنگ: سید اظہر عباس۔موبائل:8979777740

ناشر:

عرض ناشر

مؤلف ایک نظر میں

نام:	سید شہوار حسین نقوی
والد:	جناب سید علمدار حسین مرحوم
تاریخ پیدائش:	۱۳؍رجب ۱۳۹۲ھ/ ۵؍مئی ۱۹۷۲ء، امروہہ
تعلیم:	امام المدارس انٹر کالج امروہہ، جامعہ ناظمیہ لکھنؤ، فاضل ادب عربی و فارسی بورڈ، فاضل تفسیر لکھنؤ یونیورسٹی، حوزہ علمیہ قم ایران۔ Ph.D,M.A. روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی
مشاغل:	مدرس دار العلوم سید المدارس امروہہ
	امام جمعہ مراد آباد
	تحقیق، تصنیف و تالیف

آثار علمی:	فہرست کتب شبہات و ردّیہای علماء شیعہ (فارسی)	۱۹۹۸ء
	اسلامی جنرل نالج	۲۰۰۲ء
	تذکرۂ علماء امروہہ	۲۰۰۳ء
	جواہر الحدیث	۲۰۰۳ء
	تالیفات شیعہ، فارسی (گولڈ مڈل)	۲۰۰۵ء
	ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں امروہہ کا حصہ	۲۰۰۷ء
	مقدمہ تاریخ اصغری	۲۰۰۷ء
	مقدمہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر زیرک حسین	۲۰۱۰ء
	علامہ یوسف حسین نجفی حیات اور خدمات	۲۰۱۱ء
	تذکرۂ شہداء کربلا	۲۰۱۲ء
	تذکرۂ مفسرین امامیہ	
	مہدی نظمی حیات و خدمات	

فہرستِ مقدمۂ کتاب

صفحہ		نمبرشمار
۲۴	پیش لفظ	
۲۸	مقدمہ	
۳۱	علامہ سید علی بن ناصر ،علامہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ،قاضی عبد الجبار ابوالحسن علی بن ابوالقاسم زید بیہقی،شیخ قطب الدین راوندی۔	
۳۲	ابو الحسن محمد بن حسین بن حسن بیہقی مشہور بہ قطب الدین کیدری،شیخ افضل الدین الحسن بن علی ماہ آبادی،علامہ فخر الدین رازی،عزالدین ابو حامد عبدالحمید بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی،سید ابن طاؤس،رضی الدین علی بن موسیٰ آل طاؤس حلّی ،کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی۔	
۳۳	مؤید باللہ یحییٰ بن حمزہ بن علی بن ابراھیم ،ضیاء الدین ابی رضا فضل اللہ،علامہ حلّی ،شیخ کمال الدین عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراھیم عتایقی حلّی ،ابن عنقاء۔	
۳۴	خواجہ صائن الدین علی بن محمد بن افضل الدین محمد ترکتہ ،وزیر نظام الدین علی شیر بن گنجینہ بہادر،قوام الدین یوسف شیرازی،علی بن حسن زواری، شیخ عزالدین الآملی، فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی۔	
	شیخ شمس بن محمد بن مراد ،نظام الدین علی بن حسن بن نظام الدین	

صفحہ		نمبرشمار
۳۵	جیلانی، نور محمد بن قاضی عبدالعزیز بن قاضی طاہر، شیخ بہاء الدین عاملی، میرعبدالباقی تبریزی خطاط۔	
۳۶	محمد مہدی بن ابوتراب السھندی الکجمی، میر علاء الدین محمد گلستانہ بن شاہ ابوتراب، علامہ نعمت اللہ جزائری بن عبداللہ موسوی، عبدالکریم بن محمد یحییٰ قزوینی، میر محمد مہدی بن سید مرتضیٰ خاتون آبادی، محمد رفیع بن فرج الجیلانی۔	
۳۷	عبدالنبی بن شرف الدین محمد طسوجی، سید صدر الدین بن محمد باقر موسوی دزفولی، میرزا خلیل بن ابی طالب، شیخ محمد عبدہ بن حسن خیراللہ مفتی مصر، علامہ سید حبیب اللہ خوئی، میرزا ابراہیم دنبلی خوئی۔	
۳۸	میرزا محمد حسین ابن آقا مہدی اصفہانی، شیخ جواد بن محرم علی زنجانی، شیخ جہانگیر خان قشقائی، محمد حسن نائل مرغیٰ، میرزا محمد علی بن نصیر الدین بن زین العابدین نجفی، محمد علی بن میرزا محمد حسینی نجفی۔	
۳۹	شیخ عبدالحسین بن محمد طاہر دزفولی، شیخ حسن علی محمدی بجنوردی، محمد کاظم بن سید محمد ابراہیم موسوی قزوینی، نظام الدین گیلانی، شیخ ہادی بن حسین بن محسن بیرجندی، علی نقی فیض الاسلام بن سید محمد حسینی۔	
	عبداللہ بن سید ابی القاسم بن علم الھدیٰ بوشھری، حیدرقلی خاں کابلی، شیخ محمد مہدی بن عبدالکریم شمس الدین عاملی، محمد صالح بن محمد باقر قزوینی روغنی، قاضی سلطان محمود بن غلام علی طبسی مشہدی، میرزا محمد حسین بن علی	

صفحہ		نمبرشمار
۴۰	نقی ھمدانی۔	
۴۱	کمال الدین حسین بن شرف الدین اردبیلی، عماد الدین علی بن علی شریف قاری استرآبادی، سید ھبۃ الدین شہرستانی، ابوالفضل یحیٰ بن ابی طی بخاری حلبی، نصر اللہ تراب بن فتح علی دزفولی، محی الدین مہدی بن ابوالحسن بحرانی۔	

فہرست کتاب

نمبر شمار	طبقات شارحین/مترجمین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۲۴
۲	مقدمہ	۲۸
۳	سوانح علامہ سید شریف رضی علیہ الرحمۃ	۴۲
۴	گیارہویں صدی ہجری	۴۸
۵	حسین بن شہاب الدین العاملی	۴۹
۶	بارہویں صدی ہجری	۵۲
۷	محمد علی، حزیں لاھیجی	۵۳
۸	تیرہویں صدی ہجری	۶۷
۹	امداد علی خاں، راجہ	۶۸
۱۰	مسیح الدین کاکوروی	۷۰
۱۱	حیدر علی، میر	۷۳
۱۲	چودہویں صدی ہجری	۷۴
۱۳	محمد عباس، مفتی، شوشتری	۷۵
۱۴	احمد نذر، امروہوی	۸۴
۱۵	علی حسین، زنگی پوری	۸۵
۱۶	امداد علی رسؔا	۸۸
۱۷	علی محمد، تاج العلماء	۸۹

نمبر شمار		صفحہ
۱۸	محمد حسن علی، حافظ، خیر پوری	۱۰۰
۱۹	زوّار علی خاں	۱۰۲
۲۰	علی اکبر	۱۰۴
۲۱	احمد حسین، امروہوی	۱۱۵
۲۲	ناظر حسین، ناظم، مظفر نگری	۱۱۸
۲۳	محمد حسین، محقق ہندی	۱۲۳
۲۴	اولاد حسن، امروہوی	۱۲۶
۲۵	ارتضیٰ حسین	۱۲۸
۲۶	محمد اعجاز حسن، بدایونی	۱۳۰
۲۷	یوسف حسین، امروہوی	۱۳۳
۲۸	علی اظہر، فخر الحکماء	۱۳۹
۲۹	سبط حسن، جائسی	۱۴۵
۳۰	ظہور حسین، ظہیر الملت	۱۴۷
۳۱	ظفر مہدی گہرؔ، جائسی	۱۴۹
۳۲	غلام علی اسماعیل	۱۵۸
۳۳	ناصر حسین، ناصر الملت	۱۶۰
۳۴	احمد علی کریم بھائی دھرمسی	۱۶۲
۳۵	عبد الحسین	۱۶۳
۳۶	حیدر علی، صفا	۱۶۴

نمبر شمار		صفحہ
۳۷	ذاکر حسین، بھریلوی	۱۶۵
۳۸	مسرور حسین، امروہوی	۱۷۸
۳۹	عبدالرزاق ندوی، ملیح آبادی	۱۸۰
۴۰	محمد عسکری جعفری	۱۸۵
۴۱	نبی احمد خاں، رامپوری	۱۸۹
۴۲	شوکت علی زیدی	۱۹۳
۴۳	خورشید حسن، امروہوی	۱۹۴
۴۴	رفعت امام زیدی	۱۹۶
۴۵	رئیس احمد جعفری، ندوی	۱۹۷
۴۶	محسن نواب رضوی	۲۰۳
۴۷	اختر علی، تلہری	۲۰۵
۴۸	ابن حسن، جارچوی	۲۰۹
۴۹	رشید ترابی	۲۱۷
۵۰	مجتبیٰ حسن، کاموںپوری	۲۱۸
۵۱	محمد عادل رضوی، فیض آبادی	۲۲۲
۵۲	سبط الحسن، ہنسوی	۲۲۴
۵۳	آغا اشھر لکھنوی	۲۲۶
۵۴	امجد علی اشہر	۲۲۷
۵۵	صفدر حسین رضوی	۲۲۸

نمبر شمار		صفحہ
۵۶	رزم، ردولوی	۲۲۹
۵۷	علی رضا	۲۳۰
۵۸	**پندرہویں صدی ہجری**	۲۳۲
۵۹	علی اکبر شاہ	۲۳۳
۶۰	امتیاز علی خاں عرشی	۲۳۴
۶۱	رضی حیدر	۲۳۷
۶۲	جعفر حسین، مفتی	۲۳۸
۶۳	نذر حسن، گوپالپوری	۲۴۴
۶۴	ظفر الحسن رضوی	۲۴۷
۶۵	محمد وصی خاں	۲۵۵
۶۶	نائب حسین نقوی، امروہوی	۲۵۶
۶۷	محمد صادق، سید	۲۵۷
۶۸	نامعلوم؟	۲۷۱
۶۹	مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی	۲۷۲
۷۰	علی نقی، نقوی، سید العلماء	۲۷۹
۷۱	مہدی نظمی، لکھنوی	۲۸۷
۷۲	جاوید جعفری	۲۹۱
۷۳	ظفر حسن، امروہوی	۲۹۳
۷۴	سردار نقوی، امروہوی	۳۰۵

نمبر شمار		صفحہ
۷۵	محمد خالد فاروقی	۳۰۸
۷۶	انصار حسین، ماہلی	۳۰۹
۷۷	عزیز الحسن جعفری	۳۱۰
۷۸	احمد علی، ادیب، حیدر آبادی	۳۱۸
۷۹	نشاط نورانی	۳۱۹
۸۰	محمد تقی، امروہوی	۳۲۰
۸۱	علی عباد نیساں، اکبر آبادی	۳۲۱
۸۲	گروہ مترجمین	۳۲۲
۸۳	انیس فاطمہ، شبنم جعفری	۳۲۳
۸۴	ذیشان حیدر، جوادی	۳۲۵
۸۵	اشتیاق حسین	۳۳۱
۸۶	جہاد الاسلام	۳۳۲
۸۷	سعید حیدر زیدی	۳۳۳
۸۸	ابو جعفر	۳۳۴
۸۹	یوسف حسین، مرزا	۳۳۵
۹۰	حسن عسکری، حیدر آبادی	۳۴۰
۹۱	محمد باقر، جوراسی	۳۴۱
۹۲	عابدہ نرجس	۳۴۶
۹۳	محمد حسین اکبر	۳۴۷

نمبر شمار		صفحہ
۹۴	سید محمد تقوی، باسٹوی	۳۴۸
۹۵	آصف پاشا صدیقی	۳۵۱
۹۶	غلام محمد زکی، سرورکوٹی	۳۵۲
۹۷	حیدر جاوید سید	۳۵۸
۹۸	محمود حسن قیصرؔ، امروہوی	۳۶۲
۹۹	حامد رضوی، کراروی	۳۶۵
۱۰۰	احتشام عباس زیدی	۳۶۶
۱۰۱	افروز مجتبیٰ، امروہوی	۳۷۰
۱۰۲	افتخار حسین نقوی نجفی	۳۷۱
۱۰۳	اقبال حیدر حیدری	۳۷۳
۱۰۴	تقی عابدی ڈاکٹر	۳۷۴
۱۰۵	جرار رضوی، بھیکپوری	۳۷۷
۱۰۶	حسنین اختر، امروہوی	۳۸۱
۱۰۷	حسین ضابط، حیدرآبادی	۳۸۵
۱۰۸	خسرو قاسم	۳۸۶
۱۰۹	رضا علی عابدی	۳۸۹
۱۱۰	سلمان عابدی	۳۹۰
۱۱۱	شاہ محمد وسیم، پروفیسر	۳۹۳
۱۱۲	شمس الحسن عارفی	۳۹۷

نمبر شمار		صفحہ
۱۱۳	صفدر عباس طاہری	۴۰۱
۱۱۴	عارف حسین	۴۰۲
۱۱۵	علی امام زیدی	۴۰۳
۱۱۶	غلام حسین، رضا آقا	۴۰۸
۱۱۷	غلام رضا ناصر نجفی	۴۱۱
۱۱۸	قمر عباس	۴۱۲
۱۱۹	محمد اکرم	۴۱۳
۱۲۰	محمد بشارت علی	۴۱۴
۱۲۱	محمد حسنین رضوی	۴۱۵
۱۲۲	محمد سیادت نقوی، امروہوی	۴۱۶
۱۲۳	محمد عباس ہاشمی	۴۱۸
۱۲۴	محمد علی توحیدی	۴۱۹
۱۲۵	محمد علی فاضل، شیخ	۴۲۲
۱۲۶	نثار احمد، زین پوری	۴۲۴
۱۲۷	نصیر علی جاوا	۴۲۷
۱۲۸	نظر الحسنین نہجی لکھنوی	۴۲۸
۱۲۹	ہادی حسن فیضی	۴۳۱
۱۳۰	مہدی حسن جعفری	۴۳۲
۱۳۱	ناظم حسین خاں	۴۳۳

صفحہ		نمبر شمار
۴۳۴	محمد رضا نجفی	۱۳۲
۴۳۵	طیب رضا، اغوانپوری	۱۳۳
۴۳۸	عالم مہدی، زید پوری	۱۳۴
۴۴۱	مخطوطات نہج البلاغہ	۱۳۵
۴۸۴	فہرستیں	۱۳۶
۴۸۵	فہرست کتب	۱۳۷
۴۹۳	فہرست مخطوطات	۱۳۸
۴۹۹	کتب خانے	۱۳۹
۵۰۱	منابع ومصادر	۱۴۰

فہرست الفبای

نمبر شمار		صفحہ
	(آ)	
۱	آصف پاشا صدیقی	۳۵۱
۲	آغا اشہر لکھنوی	۲۲۶
	(الف)	
۳	ابن حسن، جارچوی	۲۰۹
۴	ابوجعفر	۳۳۴
۵	احتشام عباس زیدی	۳۶۶
۶	احمد حسین، امروہوی	۱۱۵
۷	احمد علی کریم بھائی دھرمسی	۱۶۲
۸	احمد علی، ادیب، حیدرآبادی	۳۱۸
۹	احمد نذر، امروہوی	۸۴
۱۰	اختر علی، تلہری	۲۰۵
۱۱	ارتضیٰ حسین	۱۲۸
۱۲	اشتیاق حسین	۳۳۱
۱۳	افروز مجتبیٰ، امروہوی	۳۷۰
۱۴	افتخار حسین نقوی نجفی	۳۷۱
۱۵	اقبال حیدر حیدری	۳۷۳
۱۶	امداد علی خاں، راجہ	۶۸

صفحہ		نمبر شمار
۸۸	امداد علی رسا	۱۷
۲۲۷	امجد علی اشہر	۱۸
۲۳۴	امتیاز علی خاں عرشی	۱۹
۳۰۹	انصار حسین، ماہلی	۲۰
۳۲۳	انیس فاطمہ، شبنم جعفری	۲۱
۱۲۶	اولاد حسن، امروہوی	۲۲
	(ت)	
۳۷۴	تقی عابدی، ڈاکٹر	۲۳
	(ج)	
۲۹۱	جاوید جعفری	۲۴
۳۷۷	جرار رضوی، بھیکپوری	۲۵
۲۳۸	جعفر حسین، مفتی	۲۶
۳۳۲	جہاد الاسلام	۲۷
	(ح)	
۳۶۵	حامد رضوی، کراروی	۲۸
۳۴۰	حسن عسکری، حیدر آبادی	۲۹
۴۹	حسین بن شہاب الدین العاملی	۳۰
۳۸۵	حسین ضابط، حیدر آبادی	۳۱

نمبر شمار		صفحہ
۳۲	حسنین اختر، امروہوی	۳۸۱
۳۳	حیدر جاوید، سید	۳۵۸
۳۴	حیدر علی، میر	۷۳
۳۵	حیدر علی، صفا	۱۶۴
	(خ)	
۳۶	خسرو قاسم	۳۸۶
۳۷	خورشید حسن، امروہوی	۱۹۴
	(ذ)	
۳۸	ذاکر حسین بھریلوی	۱۶۵
۳۹	ذیشان حیدر، جوادی	۳۲۵
	(ر)	
۴۰	رئیس احمد جعفری، ندوی	۱۹۷
۴۱	رزم، ردولوی	۲۲۹
۴۲	رشید ترابی	۲۱۷
۴۳	رضا علی عابدی	۳۸۹
۴۴	رضی حیدر	۲۳۷
۴۵	رفعت امام زیدی	۱۹۶
	(ز)	
۴۶	زوّار علی خاں	۱۰۲

نمبر شمار		صفحہ
	(س)	
۴۷	سبط حسن جائسی	۱۴۵
۴۸	سبط الحسن ہنسوی	۲۲۴
۴۹	سردار نقوی، امروہوی	۳۰۵
۵۰	سعید حیدر زیدی	۳۳۳
۵۱	سلمان عابدی	۳۹۰
۵۲	سید محمد تقوی باسٹوی	۳۴۸
	(ش)	
۵۳	شاہ محمد وسیم	۳۹۳
۵۴	شمس الحسن عارفی	۳۹۷
۵۵	شوکت علی زیدی	۱۹۳
	(ص)	
۵۶	صفدر حسین رضوی	۲۲۸
۵۷	صفدر عباس، طاہری	۴۰۱
	(ط)	
۵۸	طیب رضا، اغواپوری	۴۳۵
	(ظ)	
۵۹	ظفر الحسن رضوی	۲۴۷

نمبر شمار		صفحہ
۶۰	ظفر حسن، امروہوی	۲۹۳
۶۱	ظفر مہدی گہر، جائسی	۱۴۹
۶۲	ظہور حسین، ظہیر الملت	۱۴۷
	(ع)	
۶۳	عابدہ نرجس	۳۴۶
۶۴	عارف حسین	۴۰۲
۶۵	عالم مہدی، زید پوری	۴۳۸
۶۶	عبد الرزاق ندوی، ملیح آبادی	۱۸۰
۶۷	عبد الحسین	۱۶۳
۶۸	عزیز الحسن جعفری	۳۱۰
۶۹	علی اظہر، فخر الحکماء	۱۳۹
۷۰	علی اکبر	۱۰۴
۷۱	علی اکبر شاہ	۲۳۳
۷۲	علی امام زیدی	۴۰۳
۷۳	علی حسین، زنگی پوری	۸۵
۷۴	علی رضا	۲۳۰
۷۵	علی عباد نیساں، اکبر آبادی	۳۲۱
۷۶	علی محمد، تاج العلماء	۸۹
۷۷	علی نقی، نقوی، سید العلماء	۲۷۹

نمبر شمار		صفحہ
	(غ)	
۷۸	غلام حسین، رضا آقا	۴۰۸
۷۹	غلام رضا ناصر نجفی	۴۱۱
۸۰	غلام علی اسماعیل	۱۵۸
۸۱	غلام محمد زکی، سرورکوٹی	۳۵۲
	(ق)	
۸۲	قمر عباس	۴۱۲
	(گ)	
۸۳	گروہِ مترجمین	۳۲۲
	(م)	
۸۴	مجتبیٰ حسن، کاموںپوری	۲۱۸
۸۵	محسن نواب رضوی	۲۰۳
۸۶	محمد اعجاز حسن، بدایونی	۱۳۰
۸۷	محمد اکرم	۴۱۳
۸۸	محمد باقر، جوراسی	۳۴۱
۸۹	محمد بشارت علی	۴۱۴
۹۰	محمد تقی، امروہوی	۳۲۰
۹۱	محمود حسن قیصرؔ، امروہوی	۳۶۲

صفحہ		نمبر شمار
۱۰۰	محمد حسن علی، حافظ، خیر پوری	۹۲
۳۴۷	محمد حسین اکبر	۹۳
۱۲۳	محمد حسین، محقق ہندی	۹۴
۴۱۵	محمد حسنین رضوی	۹۵
۳۰۸	محمد خالد فاروقی	۹۶
۴۳۴	محمد رضا نجفی	۹۷
۴۱۶	محمد سیادت نقوی، امروہوی	۹۸
۲۵۷	محمد صادق، سید	۹۹
۲۲۲	محمد عادل رضوی، فیض آبادی	۱۰۰
۴۱۸	محمد عباس ہاشمی	۱۰۱
۷۵	محمد عباس، مفتی، شوشتری	۱۰۲
۱۸۵	محمد عسکری جعفری	۱۰۳
۴۱۹	محمد علی توحیدی	۱۰۴
۴۲۲	محمد علی فاضل، شیخ	۱۰۵
۵۳	محمد علی، حزیں لاھیجی	۱۰۶
۲۵۵	محمد وصی خاں	۱۰۷
۲۷۲	مرتضیٰ حسین، فاضل، لکھنوی	۱۰۸
۱۷۸	مسرور حسین، امروہوی	۱۰۹
۷۰	مسیح الدین کاکوروی	۱۱۰

نمبر شمار		صفحہ
۱۱۱	مہدی حسن جعفری	۴۳۲
۱۱۲	مہدی نظمی، لکھنوی	۲۸۷
	(ن)	
۱۱۳	نامعلوم؟	۲۷۱
۱۱۴	نائب حسین نقوی، امروہوی	۲۵۶
۱۱۵	ناصر حسین، ناصر الملت	۱۶۰
۱۱۶	ناظر حسین، ناظم، مظفر نگری	۱۱۸
۱۱۷	ناظم حسین خاں	۴۳۳
۱۱۸	نبی احمد خاں، رامپوری	۱۸۹
۱۱۹	نثار احمد، زین پوری	۴۲۴
۱۲۰	نذر حسن، گوپالپوری	۲۴۴
۱۲۱	نشاط نورانی	۳۱۹
۱۲۲	نصیر علی جاوا	۴۲۷
۱۲۳	نظر الحسنین، نجمی، لکھنوی	۴۲۸
	(ہ)	
۱۲۴	ہادی حسن فیضی	۴۳۱
	(ی)	
۱۲۵	یوسف حسین، امروہوی	۱۳۳
۱۲۶	یوسف حسین، مرزا	۳۳۵

پیش لفظ

نہج البلاغہ چوتھی صدی ہجری سے اہل علم وادب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ایک ہزار سال کے عرصے میں نامور محققین اور مایہ ناز مفکرین کی ارزشمند خدمات سے وجود میں آنے والے ادب کو ''ادبیات نہج البلاغہ'' کا نام دیا جاسکتا ہے جس کے فروغ میں علمائے عراق وایران کے شانہ بہ شانہ علمائے ہندوستان نے بھی اعلیٰ پیمانے پر یادگار خدمات انجام دیں ہیں جن کے نتیجہ میں درج ذیل عنوانات کے تحت علمی وتحقیقی کاوشیں منصۂ شہود پر آئیں۔

☆ نہج البلاغہ کی شرحیں
☆ نثری ترجمے
☆ منظوم ترجمے
☆ حواشی
☆ استناد نہج البلاغہ
☆ رجال
☆ رواۃ
☆ استدراک
☆ منابع ومآخذ
☆ حافظان
☆ کتاب نامہ
☆ نسخہ شناسی
☆ موضوعی فہرست
☆ معجم الفاظ نہج البلاغہ وغیرہ

نہج البلاغہ کے سلسلے میں علماء ایران وعراق کی علمی کاوشوں کے تعارف میں متعدد کتب منظر عام پر آچکی ہیں مگر برصغیر میں کوئی ایسی کتاب منظر عام پر نہ آسکی جس میں اس موضوع پر علماء ہندوستان کی علمی خدمات کا تعارف پیش کیا گیا ہو۔

جب میں ''تذکرۂ مفسرین امامیہ'' لکھکر فارغ ہوا تو خیال آیا کہ نہج البلاغہ کے سلسلے میں علماء کی کاوشوں کا تعارف پیش کیا جانا چاہیے۔احباب سے ذکر کیا موضوع کی اہمیت کے پیش نظر انھوں نے پسند کیا غرضیکہ خداوند عالم کی تائید اور حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کے توسل سے تالیف کا آغاز کیا اور اسکا نام ''شارحین نہج البلاغہ'' رکھا۔

اس سلسلے میں ہندوستان کے بڑے بڑے کتبخانوں میں جاکر اس موضوع پر کتابیں تلاش کیں کتبخانوں کی خطی اور مطبوعہ فہرستوں سے استفادہ کیا ناشرین کتب کی فہرستوں اور انکی مطبوعات سے فائدہ اٹھایا مولانا علی عباس صاحب طباطبائی مالک عباس بک ایجنسی لکھنؤ لائق تشکر ہیں انھوں نے اپنے کتبخانہ سے ضروری کتب فراہم کیں۔کتب شناسی سے متعلق اہم کتب'' الذریعہ الی تصانیف الشیعہ'' آقا بزرگ تہرانی، تالیفات شیعہ از راقم ''کتابنامہ نہج البلاغہ'' آقای رضا استادی، ''امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصانیف'' مولانا حسین عارف وغیرہ سے استفادہ کیا۔

مؤلفین کے حالات زندگی کے بارے میں ''تذکرہ بے بہا'' مولانا محمد حسین نوگانوی، ''مطلع انوار'' مولانا مرتضیٰ حسین فاضل سے مواد اخذ کیا۔

کتاب کی تالیف میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

اس کتاب میں صرف انھیں مؤلفین کا ذکر کیا گیا ہے جنکا تعلق ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے ہے اور جنھوں نے مستقل طور پر نہج البلاغہ کے سلسلے میں کتاب لکھی۔ضمنی طور پر نہج البلاغہ کا ذکر کرنے والے مؤلفین کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

مؤلفین کا ذکر ہجری صدی کے اعتبار سے کیا گیا ہے اور ہجری سن کے تعیین میں سال وفات کو معیار بنایا گیا ہے۔

اس کتاب میں ان مؤلفین کا بھی ذکر ہے جنھوں نے ایک خطبہ یا نہج البلاغہ کے کسی ایک موضوع پر کتاب تالیف کی۔

استدراک نہج البلاغہ کے سلسلے میں غرر الحکم و درر الکلم ، نہج الاسرار اور خطبہ بلا الف کی شرح کرنے والے مؤلفین کے احوال بھی شامل کئے گئے ہیں جو معتبر منابع و مآخذ سے ماخوذ ہیں۔

اسلوب فہرست نگاری:

کتاب کا مکمل نام

کتاب کی زبان۔اردو، فارسی۔ھندی،انگریزی وغیرہ

کتاب کے خطی یا مطبوعہ ہونے سے متعلق وضاحت

ناشر کا نام

سال اشاعت

مقام اشاعت

تعداد صفحات

خصوصیات کتاب

منابع ومصادر کا ذکر

کتاب کے موضوعات اور مشتملات کی وضاحت

ترجمہ کا نمونہ

مؤلفین کے حالات زندگی کے ساتھ انکے آثار پر مکمل طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کے آخر میں ''مخطوطات نہج البلاغہ'' کا ذکر ہے۔جس میں ہندوستان کے بعض

کتبخانوں میں نہج البلاغہ کے خطی نسخوں کا تعارف پیش کیا ہے اور اس فہرست کو مکمل نہیں کہا جا سکتا ممکن ہے بہت سے کتبخانوں کے مخطوطات رہ گئے ہوں اور اس تذکرہ کی تکمیل میں کوشش یہی رہی کہ تمام مؤلفین کے احوال و آثار کا ذکر کیا جائے اگر کسی کا تذکرہ رہ گیا ہو تو ارباب نظر سے گذارش ھیکہ مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اسے شامل کیا جا سکے۔

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای مھدوی پور دامت برکاتہ نمائندہ ولی فقیہ، کا شکر گذار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت اور طباعت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ حجۃ الاسلام مولانا سید عالم مھدی صاحب زید پوری اور مولانا کوثر عباس صاحب لائق تشکر ہیں جنھوں نے انتہائی دقیق نظر سے پروف ریڈنگ کی۔ مولانا اظہر عباس صاحب لائق ستائش ہیں کہ آپنے بڑی ذمہ داری کے ساتھ کمپوزنگ کی ذمہ داری نبھائی۔

استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد شاکر نقوی، ڈاکٹر مولانا سید محمد سیادت نقوی امام جمعہ، امروہہ اور مولانا سید غلام عباس صاحب پرنسپل دار العلوم سید المدارس کا ممنون ہوں جنھوں نے مفید مشوروں سے نوازا۔

آخر میں والدہ محترمہ اور برادران جناب تاجدار حسین صاحب، جناب شاندار حسین صاحب، جناب اقتدار حسین صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنکی محبت وشفقت کے سبب مجھے لکھنے پڑھنے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں خداوند عالم انکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

سید شہوار حسین نقوی

اسلامی ریسرچ سینٹر

حقانی اسٹریٹ، امروہہ

۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ/ ۱۲/ مئی ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَبْلُغُ مِدْحَتَہُ الْقَائِلُوْنَ وَلَا یُحْصِیْ نَعْمَائَہُ الْعَادُوْنَ وَلَا یُؤَدِّیْ حَقَّہُ الْمُجْتَھِدُوْنَ اَلَّذِیْ لَا یُدْرِکُہُ بُعْدُ الْھِمَمِ وَلَا یَنَالُہُ غَوْصُ الْفِطَنِ اَلَّذِیْ لَیْسَ لِصِفَتِہٖ حَدٌّ مَّحْدُوْدٌ وَلَا نَعْتٌ مَّوْجُوْدٌ وَلَا وَقْتٌ مَعْدُوْدٌ وَلَا اَجَلٌ مَمْدُوْدٌ فَطَرَ الْخَلَائِقَ بِقُدْرَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

نہج البلاغہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور ارشادات کا نفیس مجموعہ فصاحت و بلاغت، معانی و بیان، تلمیح واستعارہ، ایجاز واطناب، تمثیل و کنایہ، سجع وترصیع، سلاست وروانی، کا وہ حسین مرقع ہے جسمیں طبیعات و ما بعد الطبیعات الھیات وریاضیات، معاشیات ونفسیات، اخلاق وحکم، مواعظ وعبر، تدبیر منزل وسیاست مدن، فلکیات وارضیات کی ایسی جلوہ گری ہے جسکا ہر پہلونمایاں اور درخشاں ہے۔ یہ ایسا وقیع اور جامع کلام ہے جو" تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلووق" ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ جسے علامہ سید شریف رضیؒ نے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں مرتب کیا۔ اس کلام کی ادبی عظمت اور علمی جلالت ہر دور میں مسلّم رہی ہے۔

علامہ محمد عبدہ مفتی مصر (۱۳۲۳ھ) لکھتے ہیں:

> اہل عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس بات کا قائل نہ ہو کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کا کلام، کلامِ خدا و کلام رسول کے بعد ہر کلام سے بلند تر کثیر المعانی اور زیادہ فوائد کا حامل ہے۔ لہذا زبان عربی کے نفیس ذخیروں کے متلاشی حضرات کیلئے یہ کتاب اس امر کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ وہ اسے

اپنے محفوظات اور منقولات میں اہم درجہ پر رکھیں اور اسکے ساتھ ان معانی و مقاصد کے سمجھنے کی کوشش کریں جو اس کتاب کے الفاظ میں مضمر ہیں۔

عرب کے مشہور ادیب اور انشاء پرداز شیخ مصطفیٰ غلائینی استاد التفسیر بیروت اپنی کتاب ''اریج الزہر'' میں لکھتے ہیں:

''وہ عمدہ اور نفیس علمی ذخیرہ جو بلند معیار ادب کے طلبگاروں کے لئے لازمی اور ضروری قرار پاتا ہے۔ وہ امیر المومنین علیؑ کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ ہے جسکے لئے خاص طور پر یہ مقدمہ لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں بلیغ کلام اور ششدر کر دینے والے طرز بیان اور خوشنما مضامین اور مختلف عظیم الشان مطالب ہیں کہ مطالعہ کرنے والا اگر انکی صحیح مزاولت کرتا رہے تو وہ اپنی انشاء پردازی، خطابت اور گفتگو میں بلاغت کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔'' [۱]

جامعۃ الازھر کی علمی شخصیت استاد محمد محی الدین نہج البلاغہ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں:

''کتاب نہج البلاغہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کے کلام کا وہ انتخاب ہے جو شریف رضی ابو الحسن محمد بن حسن موسوی نے کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جو اپنے دامن میں بلاغت کے نمایاں جوہر اور فصاحت کے بہترین مرقعے رکھتی ہے اور ایسا ہونا ہی چاہیے کیونکہ یہ ایسے شخص کا کلام ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح اللسان سب سے زیادہ قدرت کلام کا مالک اور قوت استدلال میں سب سے زیادہ اور عربی الفاظ پر سب سے زیادہ قابو رکھنے والا تھا کہ الفاظ جس صورت سے چاہتا تھا انھیں گردش دے دیتا تھا۔ وہ بلند مرتبہ حکیم جسکے بیان سے حکمت

---

۱ مقدمہ نہج البلاغہ ص: ۴۶

کے سوتے پھوٹتے ہیں، وہ خطیب جسکی سحر بیانی دلوں کو بھر دیتی ہے۔ وہ عالم جسکے روابط رسول اکرمؐ کے ساتھ انتہائی گہرے تھے اور جس نے وحی کی کتابت اور دین کی نصرت میں شمشیر وزبان دونوں سے جہاد کیا۔ جسے ابتدائی عمر سے وہ مواقع حاصل ہوئے جو کسی دوسرے کو نصیب نہ ہو سکے۔ [1]

ان تمام بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلا تفریق مذہب وملت علماء اہل سنت اور علماء اہل تشیع نے اس گراں قدر فصیح اللسان و بلیغ البیان علمی شاہکار کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیا اور اس بحر بیکراں میں غواصی کر کے اپنے دامن علم وفضل کو فصاحت و بلاغت کے نایاب موتیوں سے بھرا اور تحریر وتقریر وخطابہ طلاقت لسانی کو معروف ومقبول بنایا۔

اس مجموعہ کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ علامہ سید شریف رضیؒ کی حیات ہی میں اہل علم اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور اسکی شرحیں لکھنے کا کام شروع کر دیا تھا آپکے بھائی علامہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ (۴۳۶ھ) جلیل القدر فقیہ تھے انھوں نے خطبہ شقشقیہ کی شرح لکھی انکے علاوہ علامہ سید علی بن ناصر نے اولین شرح نہج البلاغہ ''اعلام نہج البلاغہ'' کے عنوان سے لکھی۔ ان کاوشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ہزار سال کے عرصۂ دراز سے اس مجموعہ کی شرحیں، ترجمے، حواشی، استدراک اور استناد لکھے جانے کا سلسلہ جاری ہے اب تک نہج البلاغہ کے ۱۳۱ خطی نسخوں کی دریافت ہو چکی ہے جنکا تعلق پانچویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری کے درمیان ہے۔

جہاں تک نہج البلاغہ کی شرحوں کا تعلق ہے تو انکی تعداد کا اندازہ مندرجہ ذیل ماخذ ومنابع سے ہوتا ہے آقا بزرگ تہرانی نے ''الذریعہ الی تصانیف الشیعہ'' کی چودھویں جلد میں نہج البلاغہ کی ۱۰۰ شرحوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ علامہ امینی نے ''الغدیر'' کی چوتھی جلد میں ۸۱ شرحوں کا ذکر کیا ہے۔

شیخ حسین جمعہ عاملی نے اپنی کتاب ''شروح نہج البلاغہ'' میں ۲۱۰ شرحوں کا تعارف پیش کیا ہے۔ کتاب ''نہج البلاغہ چیست'' میں بھی متعدد شرحوں کے مشخصات بیان کئے گئے ہیں۔

---

[1] مقدمہ نہج البلاغہ ص: ۴۸

معروف کتاب شناس آقای رضا استادی دامت برکاتہ نے ''کتابنامہ نہج البلاغہ'' میں تقریباً ۳۷۰ شرحوں اور ترجموں کا ذکر کیا ہے۔ افادیت کے پیش نظر ہم کچھ شارحین کے احوال مختصراً ذکر کرر ہے ہیں جنھوں نے عراق، ایران، مصر اور لبنان مین نہج البلاغہ کی شرحیں قلمبند کیں۔

علامہ سید علی بن ناصر:

علامہ رضی (۴۰۶ھ) کے معاصر تھے اولین شرح نہج البلاغہ لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ شرح کا نام ''اعلام نہج البلاغہ'' ہے اسکا خطی نسخہ مولانا اعجاز حسین کنتوری کے پاس لکھنؤ میں موجود تھا۔

علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (۴۳۶ھ):

علامہ شریف رضی کے بڑے بھائی تھے فقہ واصول میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے آپنے خطبہ شقشقیہ کی شرح لکھی۔ [۱]

قاضی عبدالجبار (پانچویں صدی ہجری):

اپنے عہد کے جید عالم وفاضل تھے صاحب ریاض العلماء نے آپکی شرح نہج البلاغہ کا ذکر کیا ہے۔ [۲]

ابوالحسن علی بن ابوالقاسم زید بیہقی (۵۶۵ھ):

ابن فندق کے نام سے مشہور تھے علم وفضل میں درجہ کمال پر فائز تھے ''معارج نہج البلاغہ'' آپکی مشہور تصنیف ہے جسے ۵۵۲ھ میں تحریر کیا۔ [۳]

شیخ قطب الدین راوندی (۵۷۲ھ):

آپ کا نام قطب الدین ابی الحسین سعید بن ھبۃ بن الحسن راوندی۔ جلیل القدر فقیہ و محقق تھے جنہوں نے نہج البلاغہ کی شرح رقم کی۔ [۴]

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۷ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۰ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۸

۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۶

ابوالحسن محمد بن حسین بن حسن بیہقی مشہور بہ قطب الدین کیدری:

آپ نے ۵۷۳ھ میں حدایق الحقایق کے عنوان سے شرح نہج البلاغہ لکھی۔ [۱]

شیخ افضل الدین الحسن بن علی ماہ آبادی (متوفی بعداز ۵۸۵ھ):

شیخ منتخب الدین کے مشائخ میں سے تھے عظیم المرتبہ عالم تھے آپ نے شرح نہج البلاغہ رقم کی۔ [۲]

علامہ فخر الدین رازی (۶۰۶ھ):

امام اہلسنت علامہ فخر الدین رازی نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی جس کا ذکر آقا بزرگ تہرانی نے الذریعہ ج ۱۴ص ۱۶۰ میں تاریخ الحکماء قفطی کے حوالے سے کیا ہے۔

عزالدین ابوحامد عبدالحمید بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ):

۵۸۶ میں مدائن میں پیدا ہوئے آپ نے معرکۃ الاراشرح نہج البلاغہ ۲۰ جلدوں میں لکھی جو تہران، مصر، لبنان سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے تحقیقی، معلوماتی، مبسوط شرح ہے۔ عام مقبولیت حاصل ہے۔ یہ شرح آپ نے وزیر مؤیدالدین ابی طالب محمد مشہور بہ ابن علقمی کے لئے لکھی۔

سید ابن طاؤس (۶۶۴ھ):

فقیہ، محقق تھے نہج البلاغہ کی معرکۃ الاراشرح لکھی۔ [۳]

رضی الدین علی بن موسیٰ آل طاؤس حلّی (۶۶۴ھ):

فاضل الجلیل و عالم نبیل تھے۔ صاحب کشف الحجب والاستار مولانا اعجاز حسین کنتوری نے آپکی شرح نہج البلاغہ کا ذکر کیا ہے۔ [۴]

کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی (۶۷۹ھ):

---

۱ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ص:۱۴۶ ۲ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ص:۱۲۳ ۳ الذریعہ۔ ج:۱۴ ۴ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ص:۱۴۰

آپ نے نہج البلاغہ کی مبسوط گرانقدر شرح بنام ''مصباح السالکین'' لکھی یہ شرح خواجہ علاء الدین عطا ملک جوینی وزیر (۶۸۰ھ) کیلئے رقم کی۔ جو ۶۷۷ھ میں مکمل ہوئی۔

ابتدائی عبارت: سبحانک اللھم و بحمدک توحدت فی ذالک فحسر عن ادراکک انسان کل عارف '' یہ شرح ۱۲۷۶ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔ ۱

مؤید باللہ یحییٰ بن حمزہ بن علی بن ابراھیم:

آپ نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی جسکا نام ''الدیباج المضی'' ہے جو نسخہ شیخ محمد سماوی کے کتبخانہ میں ہے اس کی کتابت ۷۰۱ھ میں ہوئی۔ ۲

ضیاء الدین ابی رضا فضل اللہ:

جامع معقول و منقول عالم تھے۔ نہج البلاغہ کی شرح لکھی آپکے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ کتبخانہ اصفہان میں موجود ہے جو ۷۲۳ھ میں لکھا گیا۔ ۳

علامہ حلی (۷۲۶ھ):

آپ کا نام شیخ جمال الدین ابی منصور الحسن بن سعید الدین یوسف بن مطہر الحلی تھا۔ جلیل القدر فقیہ تھے۔ نہج البلاغہ کی شرح آپ کی بہترین یادگار ہے۔ ۴

شیخ کمال الدین عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراھیم عتایقی حلی:

آپ جامع معقول و منقول تھے آپ نے ۷۷۷ھ میں شرح نہج البلاغہ لکھی۔ ۵

ابن عنقاء (آٹھویں صدی ہجری):

علی واعظ خیابانی تبریزی نے آپکی شرح نہج البلاغہ کا ذکر کیا ہے۔ ۶

---

۱ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ ص:۱۲۶ ۲ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ ص:۱۵۲ ۳ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ ص:۱۴۳
۴ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ ص:۱۲۴ ۵ نہج البلاغہ چیست۔ ص:۱۴ ۶ الذریعہ۔ ج:۱۴۔ ص:۱۵۷

خواجہ صائن الدین علی بن محمد بن افضل الدین محمد ترکتہ (۸۳۰ھ):

آپ نے خطبات امیرالمومنینؑ کی شرح لکھی اسکے علاوہ المفاحص، تمھید القواعد، یادگار ہیں۔ ۱

وزیر نظام الدین علی شیر بن گنجینہ بہادر (۹۰۶ھ):

آپ سلطان حسین میرزا کے وزیر تھے مشہد مقدس میں قیام تھا پھر سمرقند چلے گئے۔ آپ نے کلمات قصار کی شرح لکھی۔

قوام الدین یوسف شیرازی (۹۲۲ھ):

قاضی بغداد کے نام مشہور تھے آپنے شرح نہج البلاغہ کی شرح کے علاوہ شرح تجرید خواجہ نصیرالدین طوسی کی بھی شرح لکھی۔ ۲

علی بن حسن زواری:

محقق کرکی (۹۴۰ھ) کے شاگرد اور فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) کے استاد تھے۔

فارسی میں شرح نہج البلاغہ لکھی جس کا نام ''روضۃ الابرار'' ہے۔ ۳

شیخ عزالدین الآملی:

صاحب فضل وکمال، تبحر علمی میں لاثانی تھے۔ آپ کی تحریر کردہ نہج البلاغہ کی شرح کتبخانہ مدرسہ سپہسالار میں موجود ہے۔ شارح ۲۹/ذی قعدہ ۹۴۴ھ میں لکھکر فارغ ہوئے۔ ۴

فتح اللہ بن شکراللہ کاشانی (۹۸۸ھ):

مفسر قرآن ابوالحسن زواری کے شاگرد تھے آپکی تصنیف کردہ شرح نہج البلاغہ کا نام ''تنبیہ الغافلین'' ہے۔ ۱۳۱۳ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۰ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۴ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۶

۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۵

شیخ شمس بن محمد بن مراد:

آپنے نہج البلاغہ کی شرح چھ جلدوں میں لکھی جو بیس اجزاء پر مشتمل ہے ساتویں جلد کے آخر میں لکھا ہے۔

''الفقیر الی رحمة ربه الجواد شمس بن محمد بن مراد فی یوم الاحد من شهر ربیع المولود سنة ۱۰۱۳ھ'' اس کا نسخہ مکتبہ محتشم السلطنت اسفندیاری میں موجود ہے۔ ۱

نظام الدین علی بن حسن بن نظام الدین الجیلانی:

حکیم الملک الجیلانی کے لقب سے مشہور تھے نہج البلاغہ کی شرح ''انوار الفصاحۃ'' کے عنوان سے لکھی ۱۰۲۶ھ میں لکھکر فراغت پائی۔ ۲

نور محمد بن قاضی عبدالعزیز بن قاضی طاہر:

آپ نے ۱۰۲۸ھ میں شرح نہج البلاغہ تحریر کی جس میں امیر المومنین علیہ السلام کے عرفانی کلام کی مکمل وضاحت کی۔ ۳

شیخ بہاءالدین عاملی (۱۰۳۰ھ):

معروف بہ شیخ بہائی آپنے شرح نہج البلاغہ لکھی جو علمی ودقیق مفاھیم پر مشتمل ہے۔ ۴

میر عبدالباقی تبریزی خطاط (۱۰۳۹ھ):

شاہ عباس صفوی اول کے عہد کے مشہور شاعر تھے دانشمند تخلص تھا آپنے ''منھاج الولایۃ'' کے عنوان سے نہج البلاغہ کی فارسی شرح لکھی جس میں مولا علیؑ کے عرفانی نظریات کی مکمل طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ ۵

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۷ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۶ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۶۰

۴ الغدیر۔ج:۴۔ص:۱۹۱،مصادر نہج البلاغہ۔ج:۱۔ص:۲۳۲ ۵ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۰

محمد مہدی بن ابوتراب السھندی الکجمی:

آپ نے فارسی زبان میں نہج البلاغہ کی شرح لکھی ماہ رمضان المبارک ۱۰۹۷ھ میں لکھکر فارغ ہوئے اس شرح کا نسخہ آستان قدس رضویؑ میں محفوظ ہے۔ ۱

میر علاء الدین محمد گلستانہ بن شاہ ابوتراب (۱۱۱۰ھ):

آپکی گرانقدر شرح نہج البلاغہ ''بھجۃ الحدائق'' ہے جو بیحد مقبول ہے متعدد بار ایران سے شائع ہو چکی ہے۔ ۲

علامہ نعمت اللہ جزائری بن عبداللہ موسوی (۱۱۱۲ھ):

آپ نے نہج البلاغہ پر حاشیہ لکھا جو ''الحواشی الصافیۃ'' کے نام سے ہے

ابتدائی عبارت: "الحمد لله وحده لا شريک له".

اس کا نسخہ مکتبہ سید نصر اللہ تقوی تہران میں موجود تھا۔ ۳

عبدالکریم بن محمد یحییٰ قزوینی (۱۱۳۴ھ):

شاہ سلطان حسین صفوی کے معاصر تھے خطبہ قاصعہ کی فارسی شرح لکھی پندرہویں باب میں غرر الحکم کے ان کلمات کی شرح کی جو نہج البلاغہ میں مذکور ہیں۔ ۴

میر محمد مہدی بن سید مرتضیٰ خاتون آبادی (۱۱۵۰ھ):

آپ نے فارسی میں شرح نہج البلاغہ لکھی اسکا نسخہ مدرسہ سپہسالار میں موجود ہے۔ آپ علامہ مجلسیؒ کے داماد تھے۔ ۵

محمد رفیع بن فرج الجیلانی (۱۱۶۰ھ):

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۸ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۵ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۱

۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۳ ۵ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۸

مشہد امام رضا علیہ السلام کے مجاور تھے۔ شیخ حسین بن محمد بن عبد النبی بحرانی آپکے شاگرد تھے۔ نہج البلاغہ کی بہترین شرح لکھی۔ [1]

عبد النبی بن شرف الدین محمد طسوجی (۱۲۰۳ھ):

جامع الفنون تھے کربلائے معلیٰ میں قیام تھا نہج البلاغہ کی شرح لکھی اسکے علاوہ "**الرد علی نواقض فی الرّوافض**" وتحفۃ السالکین، یادگار ہیں۔ [2]

سید صدر الدین بن محمد باقر موسوی دزفولی (۱۲۵۶ھ):

آپ نے "منہج المعرفۃ فی شرح نہج البلاغہ" فارسی میں لکھی۔ اس شرح کا شمار فارسی کی اہم شرحوں میں ہوتا ہے۔ [3]

میرزا خلیل بن ابی طالب (۱۳۱۷ھ):

فارسی میں شرح نہج البلاغہ لکھی پہلی جلد ۱۳۶۶ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔ [4]

شیخ محمد عبدہ بن حسن خیر اللہ مفتی مصر (۱۳۲۳ھ):

آپ کی شرح نہج البلاغہ کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی تحقیقی اور معلوماتی شرح ہے متعدد جلدوں میں کئی بار مصر اور ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

علامہ سید حبیب اللہ خوئی (۱۳۲۴ھ):

سید ہاشم بن عبد الحسین الموسوی کے فرزند تھے۔ "منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ" علمی وتحقیقی شرح ہے جو کئی جلدوں میں ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

میرزا ابراہیم دنبلی خوئی (۱۳۲۵ھ):

---

[1] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۶ [2] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۴ [3] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۹

[4] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۶

جلیل القدر عالم تھے۔ ۱۲۹۱ھ میں ''الدرۃ النجفیۃ فی شرح نہج البلاغہ الحید ریۃ'' مکمل ہوئی متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ ۱

میرزا محمد حسین ابن آقا مہدی اصفہانی (۱۳۲۵ھ):

فروغی کے نام سے مشہور تھے آپنے فارسی زبان میں عہد نامہ بہ مالک اشتر کی شرح لکھی جو ۱۳۵۸ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔ ۲

شیخ جواد بن محرم علی زنجانی (۱۳۲۵ھ):

آپ نے ''شرح الاحتشام'' کے عنوان سے نہج البلاغہ کی شرح لکھی۔ ۳

شیخ جہانگیر خان قشقائی (۱۳۲۸ھ):

حکیم، عارف اور فلسفی تھے اصفہان میں زندگی گذاری آپکی شرح نہج البلاغہ مشہور ہے۔ ۴

محمد حسن نائل مرمغیٰ (۱۳۲۸ھ):

عربی ادب کے استاد تھے آپنے نہج البلاغہ پر تعلیقہ لکھا۔ ۵

میرزا محمد علی بن نصیر الدین بن زین العابدین نجفی (۱۳۳۴ھ):

آپ نے متعدد جلدوں میں نہج البلاغہ کی شرح لکھی اسکے علاوہ شرح دعاء السمات، شرح الجامعۃ الکبیرۃ، ذریعۃ العباد، تحفۃ الحسینیہ آپکی یادگار ہیں۔ ۶

محمد علی بن میرزا محمد حسینی نجفی (۱۳۳۴ھ):

آپ نے نہج البلاغہ سے منتخب خطبات کی تشریح کی جو نجف اشرف سے شائع ہوئی۔ ۷

---

۱ نقباء البشر: ا۔ص:۱۳، شہداء الفضیلۃ ص۳۴۲، فہرست مشار۔ص:۳۶۰، الفوائد الرضویۃ ۶۱، مصادر نہج البلاغہ ج ا۔ص:۲۵۰ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۵ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۱، نقباء البشر۔ص:۳۳۹ ۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۲ ۵ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۸ ۶ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۱ ۷ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۰

شیخ عبدالحسین بن محمد طاہر دزفولی (۱۳۳۹ھ):

خطبہ ھمام کا ترجمہ ''دُرثمین'' کے نام سے کیا آپ عالم، واعظ اور ادیب تھے علامہ شیخ اسد اللہ صاحب مقابس کے بھائی تھے۔ ۱

شیخ حسن علی محمدی بجنوردی (متولد ۱۳۴۵ھ):

حافظ قرآن تھے نجف اشرف میں تعلیم حاصل کی مدرسہ سید یزدی میں قیام تھا آپنے ۲۸ خطبوں کی شرح لکھی۔ ۲

محمد کاظم بن سید محمد ابراہیم موسوی قزوینی:

کربلا میں ۱۲/شوال ۱۳۴۸ھ میں متولد ہوئے آپکی شرح نہج البلاغہ نجف اشرف سے ۱۳۷۸ھ میں شائع ہوئی۔ ۳

نظام الدین گیلانی:

آپ نے نہج البلاغہ کی شرح تحریر کی جسکا نام ''مصباح الانوار'' ہے۔ ۱۳۵۵ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ ۴

شیخ ہادی بن حسین بن محسن بیرجندی (۱۳۶۶ھ):

والد ماجد سے تعلیم حاصل کی پھر ۱۲۹۹ھ میں سامرہ چلے گئے جہاں سید شیرازی سے استفادہ کیا انکی وفات کے بعد آیت اللہ سید اسماعیل صدر کے ساتھ کربلا گئے آپنے عہد نامہ مالک اشتر کی شرح لکھی جو ابن مقفع کے ترجمہ کے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔ ۵

علی نقی فیض الاسلام بن سید محمد حسینی:

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۱ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۳ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۴

۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۴ ۵ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۲

نہج البلاغہ کا نہایت نفیس ترجمہ کیا جو زبان و بیان کے اعتبار سے فارسی ادب میں نمایاں وممتاز حیثیت کا حامل ہے اور بہترین معیاری شرح تحریر کی جسکے مسلسل ایڈیشن بہ کثرت شائع ہوتے رہے ہیں جو اولین بار تین جلدوں میں تہران سے ۱۳۶۷ھ میں شائع ہوئی۔

عبداللہ بن سید ابی القاسم بن علم الھدیٰ بوشھری (۱۳۷۲ھ):

آپ نے کلمات قصار کی فارسی میں شرح بنام ''محفظۃ الانوار'' لکھی جو ۱۳۴۳ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ [۱]

حیدر قلی خاں کابلی (۱۳۷۲ھ):

آپ کا تعلق کابل افغانستان سے تھا۔ ۱۳۳۹ھ میں شرح نہج البلاغہ لکھنے کا آغاز کیا تھا۔ [۲]

شیخ محمد مہدی بن عبد الکریم شمس الدین عاملی:

آپ نے عہد نامہ امیر المومنین علیہ السلام بہ مالک اشتر کی شرح لکھی جس کا نام ''دراسات نہج البلاغہ'' ہے نجف اشرف سے ۱۳۷۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ [۳]

محمد صالح بن محمد باقر قزوینی روغنی:

فارسی میں شرح نہج البلاغہ لکھی جو ۱۳۷۸ھ میں طبع ہوئی تحقیقی شرح ہے۔ [۴]

قاضی سلطان محمود بن غلام علی طبسی مشہدی:

آپ مشہد کے قاضی اور کئی کتب کے مؤلف تھے آپ نے نہج البلاغہ کی معلوماتی شرح لکھی۔ [۵]

میرزا محمد حسین بن علی نقی ھمدانی:

خطیب میرزا محمد رضا ھمدانی کے بھائی تھے۔ آپ نے ''ھدایات الحسام'' کے نام

---

[۱] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۴ [۲] کتابنامہ نہج البلاغہ۔ص:۴۳ [۳] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۸
[۴] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۸ [۵] الغدیر۔ج:۱۴۔ص:۱۲۶

سے عہد نامہ بہ مالک اشتر کی شرح لکھی۔ ۱

کمال الدین حسین بن شرف الدین اردبیلی:

آپ نے فارسی میں نہج البلاغہ کی شرح بعنوان ''منہج الفصاحۃ'' لکھی جو مقبول ہوئی۔ ۲

عمادالدین علی بن علی شریف قاری استرآبادی:

شیخ طھماسب کے معاصر تھے۔ صاحب ریاض العلماء نے آپکی شرح نہج البلاغہ کا ذکر کیا ہے۔ ۳

سید ھبۃ الدین شہرستانی:

آپ کا نام سید علی بن حسین تھا مگر شہرستانی کے نام سے مشہور تھے۔
''بلاغ المنہج فی شرح النھج'' کے نام سے شرح لکھی۔ ۴

ابوالفضل یحییٰ بن ابی طی بخاری حلبی:

حلب میں متولد ہوئے جیدالاستعداد عالم تھے آپنے نہج البلاغہ کی شرح لکھی۔ ۵

نصراللہ تراب بن فتح علی دزفولی:

آپنے شرح نہج البلاغہ بن ابی الحدید معتزلی کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ شیخ مرتضیٰ انصاری کے شاگرد تھے۔ ۶

محی الدین مہدی بن ابوالحسن بحرانی:

معقولات میں مہارت رکھتے تھے، ادب میں قدرت کاملہ تھی، ''الھی'' تخلص تھا آپنے خطبہ ھمام کی منظوم شرح کی جو ''نغمۂ الھی'' کے نام سے شائع ہوئی۔

---

۱ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۵ ۲ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۵ ۳ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۴۰
۴ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۳۷ ۵ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۳ ۶ الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۵۰

جامع نہج البلاغہ

علامہ سید شریف رضی علیہ الرحمۃ

محقق، ادیب، حکیم الٰہی، مدوّن نہج البلاغہ علامہ سید شریف رضی کی ولادت ۳۵۹ھ میں بغداد کے علمی وادبی خانوادہ میں ہوئی آپ کا نام محمد، لقب رضی اور کنیتیں ابوالحسن، ذوالحسبین تھیں آپکا سلسلہ نسب اسطرح ہے محمد بن ابی احمد، حسین بن موسی بن ابراھیم فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

آپکی والدہ کا نام فاطمہ بنت حسین بن ابی محمد الحسن الاطروش بن علی بن حسن بن علی بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام تھا۔

والد ماجد پانچ مرتبہ نقابت آل ابی طالب کے منصب پر فائز ہوئے۔ بنی عباس اور بنی بویہ آپکا یکساں احترام کرتے تھے ابونصر، بہاء الدولہ نے ۳۸۸ھ میں آپ کو ''شریف اجل'' ۳۹۲ھ میں ''ذی المنقبتین'' ۳۹۸ھ میں رضی ذوالحسبین جیسے القابات سے نوازا۔ سربراہ مملکت نے اولین بار کسی کو اس عظیم لقب سے سرفراز کیا۔ اوران مناصب جلیلہ پر فائز کیا۔ ۳۸۰ھ میں جب آپکی عمر اکیس برس تھی عہد طائع میں نقیب خانوادہ ابوطالب ہوئے انکے ذمے حجاج کی امارت اورفوج داری کے شعبہ کی ذمہ داری تھی۔ بہاء الدولہ کے دور حکومت میں طالبین کے تمام امور کے نگراں تھے اور ''نقیب القضاء'' کے لقب سے ملقب کئے گئے۔ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کے مطابق مکہ اور مدینہ کی خلافت کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔ [1]

اساتذہ ومشائخ:

ابواسحاق ابراھیم احمد بن محمد طبری: بلند مرتبہ فقیہ ومحدث تھے علوم قرآن پر گہری نظر

---

[1] شرح نہج البلاغہ۔ ج:۱۔ص:۳۸

رکھتے تھے علامہ رضی نے قرآن مجید کا درس آپ سے لیا۔

حسن بن عبداللہ سیرافی: نحو وصرف کے استاد تھے عروض وقوافی میں اعلیٰ ملکہ رکھتے تھے کتاب سیبویہ کی شرح لکھی۔

ابوالفتوح عثمان ابن جنی موصلی: ادبیات کے استاد کامل تھے دیوان متنبیؔ کی شرح لکھی علامہ رضیؒ نے ادبیات میں آپ سے استفادہ کیا۔

ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی: مرجع وقت اور صاحب فتویٰ تھے علامہ رضیؒ نے فقہ میں آپ سے کسب فیض کیا اور انکے علاوہ مندرجہ ذیل مراجع ومشائخ سے بھی استفادہ کیا۔

ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری

ابویحییٰ عبدالرحیم بن محمد المعروف بہ ابن نباتہ

قاضی عبدالجبار شافعی معتزلی

ابوحفص عمر بن ابراہیم بن احمد کنانی

ابوالقاسم عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح

ابواحمد عبداللہ بن محمد اسدی اکفانی

ابوالحسن علی بن عیسیٰ ربعی نحوی بغدادی

ابوعبداللہ شیخ مفید علیہ الرحمہ [1]

کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

شیخ مفیدؒ آپ کے معلم ومربی تھے علم کلام ومناظرہ میں ملکہ رکھتے تھے علامہ رضیؒ آپ سے مکمل فیضیاب ہوئے۔

---

[1] الغدیر۔ج:۴

خواب:

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے معد بن فخار سے نقل کیا ایک رات شیخ مفیدؒ نے خواب دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ امام حسن اور امام حسین کے ہمراہ مسجد کرخ میں تشریف لائیں اور ان سے خطاب کر کے فرمایا اے شیخ میرے ان بچوں کو علم دین کی تعلیم دو۔ شیخ مفید جب خواب سے بیدار ہوئے تو حیرت میں پڑ گئے اور خواب کی تعبیر سوچنے لگے۔ اسی عالم میں صبح ہوئی تو دیکھا کہ فاطمہ بنت الحسین کنیزوں کے جھرمٹ میں تشریف لا رہی ہیں اور انکے دونوں بیٹے سید مرتضیٰ اور سید رضی انکے ہمراہ ہیں۔ شیخ انھیں دیکھکر تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے جب وہ قریب آئیں تو فرمایا اے شیخ میں ان بچوں کو آپکے سپرد کرنے آئی ہوں۔ آپ انھیں علم دین پڑھائیں یہ سنکر رات کا منظر ان کی نظروں میں پھرنے لگا مجسم تعبیر نگاہوں کے سامنے آ گئی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان سے رات کا خواب بیان کیا جسے سنکر تمام لوگ بیحد متاثر ہوئے۔

شیخ مفیدؒ نے اسی دن سے انکی طرف بھرپور توجہ کی اور تعلیم و تربیت کر کے علم و فضل کی اس بلندی پر پہونچایا جہاں ساری بلندیاں پست نظر آتی ہیں۔ علامہ رضی کی علمی عظمت کا اعتراف اپنے، غیر سب نے کیا ہے۔

ابن جوزی منتظم لکھتے ہیں:

> ''(آپ نے) قلیل مدت میں قرآن حفظ کر لیا تھا فقہ و فرائض کی دانا ترین فرد، عالم، فاضل اور بلیغ شاعر تھے۔ بلند ہمت اور متدین ایسے کہ ایک خاتون سے کچھ مخطوطات خریدے۔ گھر آئے تو اسمیں ابن مقلّہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ بھی تھا جس شخص کے ذریعہ نسخے خریدے تھے اس سے کہا اس خاتون کو بلا کر لاؤ۔ وہ آئی تو آپنے فرمایا مخطوطات میں ابن مقلّہ کا مخطوطہ بھی آ گیا ہے اگر چاہو تو اسے واپس لے لو ورنہ اسکی قیمت لے لو اس

نے قیمت لے لی اور واپس چلی گئی آپ بڑے سخی اور جوّاد تھے۔

عمری اپنی کتاب مجدی میں لکھتے ہیں:

وہ بغداد میں نقباء طالبین کے نقیب تھے انکی بڑی ہیبت وجلالت تھی۔ متورع عفیف، تارک الدنیا اور جلیل القدر عالم تھے شاعری میں بھی انکا درجہ بہت بلند تھا اشعر قریش کہے جاتے تھے۔

ثعالبی یتمہ کہتے ہیں:

اپنے وقت کے عظیم، نجیب سادات عراق سے تھے۔ بلند اخلاق سے آراستہ، آداب وفضل میں لاثانی، جمیع محاسن سے آراستہ اور اشعر طالبین تھے۔ [1]

وفات: علم وادب کا یہ آفتاب عالم تاب ۶ رمحرم ۴۰۶ھ کو بغداد میں غروب ہوا اکثر شعراء نے آپکی وفات پر مرثیے کہے۔

تلامذہ ورواۃ: بڑی تعداد میں شیعہ وسنی علماء آپکے شاگرد تھے جن میں سے ہم چند کا ذکر کررہے ہیں۔

شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی

شیخ جعفر بن محمد درویشی

شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی حلوانی

قاضی ابوالمعالی احمد بن علی بن قدامہ

ابوزید سید عبداللہ بن علی کیا بکی

ابوبکر احمد بن حسین بن احمد نیشاپوری

[1] الغدیر۔ ج:۴۔ص:۱۶۰

ابومنصور محمد بن ابی نصر بن احمد عکبری
قاضی سید ابوالحسن علی بن بندار محمد ہاشمی
شیخ مفید عبدالرحمٰن بن احمد بن یحییٰ نیشاپوری

دیگر آثار علمی:

تلخیص البیان عن مجازات القرآن:

قرآن کے بارے میں اولین کتاب ہے جسمیں نیا طرز اختیار کیا گیا ہے اس کا موضوع مجازات قرآن ہے یعنی وہ آیات جنکے ظاہری معنی کے خلاف مقصود ہے اس میں صرف ان آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے جنھیں سمجھنے میں دیگر قرآنی علوم کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل:

علامہ رضی کی دوسری تالیف تفسیر قرآن ہے اس تفسیر کا فقط جزء پنجم دستیاب ہے اس تفسیر کے بارے میں علامہ احمد بن عمر بن روح کے استاد خطیب بغدادی فرماتے ہیں

''سید رضی نے ایک کتاب معانی قرآن کے بارے مین لکھی ہے
اس جیسی کتاب نہیں ملتی۔'' [1]

معانی القرآن: [2]

اس تفسیر کے بارے میں معروف نسب شناس عمری نے اپنی کتاب ''المجد''میں لکھا ہے ''میں نے سید رضی کی تفسیر کے مجلدات میں سے ایک جز کو دیکھا تھا جو بہت عمدہ و دقیق ہے ابوجعفر (شیخ طوسی) کی تفسیر تبیان جیسی بلکہ اس سے بھی عظیم تر ابن خلکان کا بیان ھیکہ کتاب معانی القرآن کم نظیر ہے اور علم نحو ولغت میں سید رضی کے وسیع احاطہ علمی کی دلیل ہے۔ [3]

خصائص الائمہ:

---

۱ تاریخ بغداد۔ج:۲۔ص:۲۴۶ ۲ معالم العلماء۔ص:۴۴ ۳ سید رضیؒ نہج البلاغہ کے ساحل پر۔ص:۶۹

الجید من شعر ابن الحجاج:

اس کتاب کا دوسرا نام ''الحسن من شعر الحسین'' ہے۔ حسین عرب کے مشہور شاعر کا نام ہے جنکے منتخب اشعار کو آپنے جمع کیا ہے۔

مختار شعر ابی اسحاق الصابی:

اس کتاب میں آپ نے اپنے دوست ابواسحاق صابی کے اشعار کا انتخاب کیا ہے۔

دیوان: [۱]

آپ کے دیوان کے بارے میں ثعلبی کا بیان ھیکہ آپ کا دیوان چار جلدوں پر مشتمل تھا۔

حاشیہ برایضاح ابوعلی فارسی

الزیادات انتخاب اشعار ابوتمّام

رسائل وانشایئے [۲]

اخبار قضات بغداد

خطوط شعری: ابواسحاق سے جو شعری مکاتبت ہوئی۔ [۳]

شرح حال پدر بزرگوار طاہر [۴]

انشراح الصدر

طیف الخیال

مجازات آثار نبویہ

اختلاف الفقہاء

[۱] کشف الظنون۔ ج:۱۔ص:۵۱۳ [۲] فہرست ابن ندیم۔ص۱۹۴ [۳] فہرست نجاشی۔ص:۳۹۸ نمبر:۱۰۶۵ [۴] تاریخ آداب اللغۃ۔ج:۱۴۔ص:۹۳

گیارہویں صدی ھجری

حسین بن شہاب الدین العاملی (م۱۰۷۶ھ)

علامہ شیخ حسین بن شہاب الدین بن حسین بن محمد بن حسین بن حیدر عاملی کرکی ۱۰۱۴ھ کے قریب متولد ہوئے۔آپکا شمار گیارہویں صدی کے مایہ ناز شارحین نہج البلاغہ میں ہوتا ہے۔ ''کرک'' وطن تھا بزرگ اساتذہ سے کسبِ علم کرکے فقہ،اصول،تفسیر، حدیث، فلسفہ،منطق، طب میں مہارت حاصل کی ادبیات میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔آقای سید علی مدنی نے سلافۃ العصر اور شیخ حر عاملی نے امل الآمل میں آپکی توصیف بیان کی ہےاور بطور نمونہ آپ کے اشعار بھی نقل کئے ہیں۔مولانا اعجاز حسین مرحوم نے شذور العقیان میں شیخ حسین کے نام شیخ بہاء الدین عاملی کا اجازہ نقل کیا ہے۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ حسین انکے شاگردوں میں تھے۔

آپ عربی النسل تھے۔ایران کے شہر اصفہان میں ایک مدت تک قیام کیا پھر حیدرآباد دکن آگئے۔دکن میں عبداللہ قطب شاہ کی حکومت تھی۔عرب وعجم کے علماء عزت واحترام کی زندگی بسر کررہے تھے۔بادشاہ آپکا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا اور آپکے علم وفضل کا قدرداں تھا۔شیخ حسین اپنی شگفتہ مزاجی، حاضر جوابی،خوش اخلاقی اور علمی وجاہت کی وجہ سے مقبول خاص وعام ہوئے آپ نے چونسٹھ سال کی عمر میں دوشنبہ ۱۹/صفر ۱۰۷۶ھ/۱۶۶۵ء کو رحلت کی اور حیدرآباد میں آسودۂ لحد ہوئے۔ [1]

صاحب نجوم السماء:

''وی بغایت فصیح اللسان و حاضر جواب و متکلم و حکیم تیز فکر و کثیرالحفظ و عظیم الاستحضار بود سلافة العصر اسم و نسب او را بایں عنوان آورده شیخ حسین بن

[1] امل الآمل۔ج:۱۔ص:۷۰،تذکرۂ بے بہا۔ص:۱۲۰،مطلع انوار ۱۸۹

خانـدار شهـاب الدین بن حسین بن محمد بن محمد حسین بن خاندار الشامی العاملی الکرکی۔''

شرح نہج البلاغہ:- آپ نے مبسوط شرح تحریر کی جوفکری وتحقیقی مطالب سے لبریز ہے۔قیام حیدرآباد دکن کے دوران علامہ ابن خاتون کی سعی وکوشش کے نتیجے میں منصۂ شہود پرآئی۔ صاحب مطلع انوارعلامہ ابن خاتون کے احوال میں تحریر کرتے ہیں۔

''ابن خاتون نے حیدر آباد میں مساجد و شفا خانے بنوائے۔ سرائیں تعمیر کیں۔علماء وفضلاء کو بڑے بڑے تحفوں سے نوازا غرباء کی پرورش کی۔ملک وعوام کوخوش حال رکھنے کیلئے منصوبے بنائے۔شاہی تقریبات میں بےاعتدالیوں کوروکا مذہبی اقدارکوفروغ دینے کی سعی کی۔حیدرآباد کی مکہ مسجد آپ ہی کی نگرانی میں مکمل ہوئی مدرسے آباد کئے خود اپنا مدرسہ بنوایا جہاں بڑے بڑے علماء،فقہاء،ادباء،فلاسفہ بحث ومباحثہ کرتے اورطلباء درس لیتے تھے۔منگل کے روز سرکاری چھٹی ہوتی تھی اس دن ادبی اجتماعات ہوتے تھے۔عربی وفارسی کے شعراء داد سخن دیتے اور بڑے بڑے اعزاز وانعام لیتے تھے۔انکے قیمتی اور وقیع کتب خانے میں علماء مطالعہ کیلئے آتے تھے۔وہ خود سرکاری کام سے فارغ ہوکر درس دیتے۔مصنفین کی امداد کرتے چنانچہ ملاعلی ابن طیفور کا ترجمہ ''عیون اخبار الرضاؑ''اور''تاریخ حدیقۃ السلاطین''ملاحسین عاملی کی شرح نہج البلاغہ اور ملامحمد بن شرف الدین کی ''جوامع الکلم'' ابن خاتون علیہ الرحمہ کی معارف پروری کا ثمر ہے۔ [1]

[1] مطلع انوار ۴۷۴

دیگر تالیفات:-

حاشیه تفسیر بیضاوی

هداية الابرار (اصول دین)

حاشیه مطوّل

مختصر الاغانی

الاسعاف

رساله رائقة فی طريقة العمل

عقود الورد فی حل ابيات المطول

ديوان الشعر (عربی)

كتاب كبير فی الطب

ارجوزة فی النحو

ار جوزة فی المنطق

بارہویں
صدی ھجری

محمد علی، حزیں لاھیجی (م ۱۱۸۰ھ)

شیخ محمد علی حزیں بارہویں صدی کے اہم شارحین نہج البلاغہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر المومنینؑ کے بعض خطبات کی فارسی میں شرح لکھی جسکا نام ''شرح بعض خطب امیر المومنینؑ'' ہے۔ شرح تحقیقی و معلوماتی ہے دقیق مطالب کو اچھے انداز میں واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ خطبہ شقشقیہ کا معنی خیز ترجمہ کیا ہے۔ آپ شیخ ابوطالب کے فرزند تھے، ۲۷ر ربیع الثانی ۱۱۰۳ھ/ ۱۹ر جنوری ۱۶۹۲ء اصفہان میں متولد ہوئے، ملا شاہ محمد شیرازی نے تقریب بسم اللہ کرائی۔ بچپن سے علم وادب کا شوق تھا علماء اصفہان سے کسب علم کیا والد ماجد سے شرح نظام، تہذیب، شرح ایساغوجی، شرح مطالع الانوار، شرح ہدایت الحکمۃ کا درس لیا۔ اس کے علاوہ شرائع الاسلام، معالم الدین، تفسیر صافی کی تعلیم حاصل کی۔ عارف کامل شیخ خلیل اللہ سے روحانی تربیت حاصل کی۔

آیت اللہ آقای ہادی بن ملا صالح مازندارنی سے تہذیب الاحکام کا درس خارج لیا اور درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

۱۱۳۴ھ میں محمود غزنوی نے اصفہان پر حملہ کیا حزیں تین ماہ تک خانہ نشین رہے خوانسار سے خرم آباد آئے۔ بیماری اور پریشان حالی کے باوجود طلباء کے اصرار پر تفسیر بیضاوی اصول کافی، اور شرح اشارات کا درس دینا شروع کیا اور دو سال تک پڑھاتے رہے۔ اتنے میں ترکوں نے حملہ کر دیا، ایران ایک اور زلزلہ سے دوچار ہو گیا۔

ان ہنگاموں میں صفویوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ امراء، علماء، حکماء، سب مارے گئے۔ خرم آباد دشمن کی زد میں آ گیا۔ حزین نے ہمدان کا رخ کیا راستہ میں رومیوں نے گرفتار کر لیا۔ ممکن چوٹیں کھا کے بچ نکلے ہمدان پہنچے تو شہر لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔ اس طرح مختلف شہروں میں سرگرداں رہے کہیں سکون نہ ملا غرض کہ یکم شوال ۱۰۶۴ھ/ ۲۴ر فروری ۱۷۳۴ء ٹھٹھہ پہنچ گئے دو ماہ

قیام کے بعد ملتان گئے۔ ملتان میں سیلاب اور اس کے بعد وبا پھیلی تو آپ بھی زد میں آ گئے۔ غموں سے نڈھال یہاں کے حالات اور وطن کی یاد میں پریشان، نہ کوئی نوکری، نہ کوئی ساتھی مجبوراً لاہور کا راستہ اختیار کیا تین ماہ میں روبصحت ہوئے تو دہلی کا سفر شروع کیا۔ دہلی میں ایک سال رہ کر ہمت جواں ہوئی اور مشہد کے لیے کمر بستہ ہو کر لاہور گئے تو نادرشاہ کے حملے اور راستوں کے خطرے معلوم ہوئے مجبوراً لاہور سے سرہند آئے اور وہاں سے دہلی پہونچے۔

ہندوستان میں مخالفین سے مقابلہ رہا کئی شہروں میں قیام کے بعد بنارس پہنچے اس وقت شجاع الدولہ اور راجہ بنارس سے معاہدہ ہو رہا تھا وہاں ایرانی و ترک امراء کی چشمک بھی نہیں تھی لہٰذا بنارس میں قیام کو بہتر سمجھا۔ بنارس میں شہر سے باہر ایک شاندار مکان باغ اور فاطمان نام کا حسینیہ بنوایا وہاں خوشحالی کی زندگی گذارنے لگے۔ نواب شجاع الدولہ ان سے ملنے بنارس گئے گویا حزیں بنارس میں مرکز عقیدت بن گئے اور بنارس علم و معرفت، شیعہ عقائد و اعمال سے منور ہو گیا۔ حزیں نے بنارس میں درس تو جاری نہیں کیا مگر ان کی علمیت اور ذوق شاعری اور پرہیزگاری، عبادت و ریاضت کے سبب عقیدت مندوں کی بھیڑ رہتی تھی۔ [۱]

صاحب الذریعہ:

''شرح بعض خطب امیر المومنین فارسی للشیخ محمد علی الحزین ابن الشیخ ابی طالب الزاهدی الجیلانی الاصفهانی المتوفی فی بنارس بالهند'' [۲]

صاحب نزهة الخواطر:

''الشیخ الفاضل محمد علی بن ابی طالب بن عبدالله بن عطاء الله الشیعی الاصفهانی المتلقب فی الشعر بالحزین کان من

۱؎ مطلع انوار ص۱۶۴ ۲؎ الذریعہ ج ۱۳ ص ۱۲۶

الشعراء المفلقين ولد لثلاث بقين من ربيع الآخر سنة ثلاث و مائة والف باصفهان و قراء العلم على والده و على كمال الدين حسن الفسائى و عناية الله الگيلانى والسيد حسن الطالقانى و محمد طاهر بن ابى الحسن القائنى'' [۱]

وفات: ۱۱ر جمادی الاول ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء کو رحلت کی اور فاطمان بنارس میں محوآرام ہوئے۔

دیگرآثار علمی:۔

تفسیر شجرۃ الطّور فی شرح آیت النور: سورہ نور کی ۳۵ آیت ''**الله نور السموات والارض... والله بكل شئ عليم**' کی عربی تفسیر ہے جوآٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

ہندوستان میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ ایک رامپور رضالائبریری میں ہے دوسراانڈیاآفس میں۔

تفسير سورة الاخلاص: [۲]

تفسير سوره حشر: . (فارسی) [۳]

تفسير سوره دهر: . (فارسی) [۴]

خواص السورو الآيات:

یہ کتاب نجف اشرف میں قیام کے دوران تحریر کی۔

الناسخ والمنسوخ فى القرآن: .

فضائل القرآن: . (عربی)

تجويد القرآن: . (عربی)

---

۱ نزھۃ الخواطر ج۶،ص۳۳۳۔ ۲ الذریعہ ج۴،معرفی۔۱۴۴۰ ۳ الذریعہ ج۴،شمارہ معرفی۔۱۴۵۸
۴ الذریعہ ج۴،شمارہ معرفی۔۱۵۰۶

آداب و دعوات الاسماء والاذکار	(فارسی)
آداب عزلت و خلوت	(فارسی)
ابطال تناسخ	(فارسی)
ابطال الجید والتفویض	(فارسی)
احکام الشک و السهو فی الصلوٰة	(عربی)
اخبار ابی تمّام	(عربی)
اخبار اسمعیل بن عباد	(عربی)
اخبار المتنبی و ذکر بعض اشعاره الفائقة	(عربی)
اخبار المحقق طوسی	(عربی)
اخبار زاهد الجیلانی	(عربی)
اخبار شیخ صفی الدین حلی و نوادر اشعاره	(عربی)
اصول المنطق	(فارسی)
الادعیه فی الادویه	(فارسی)
الامامة و الحجت فی شرائطه	(فارسی)
الاغاثة فی الامامة	(عربی)
التالیف بین الناس	(فارسی)
التخلیه و المتخلیه	(فارسی)
التعلیقات علی امور العامة من شرح التجوید	(عربی)
التعلیقات علی تذکرة ابن الرشد	(عربی)
التعلیقات علی مبحث الفلکیات	(عربی)
التعلیقات علی الفصوص	(عربی)
التعلیقات علی کتاب المطارحات للشیخ المقتول	(عربی)

التعلیقات علی کتاب النجاۃ الشیخ الرئیس (عربی)

التعلیقات علی مقامات العارفین من شرح الاشارات (عربی)

التعلیقات علی غوامض المجسطی (عربی)

التعلیقات علی التلویهات للشیخ المقتول (عربی)

التعلیقات علی شرح المقاصد (عربی)

التعلیقات فی الطبیعی و الالٰهی (عربی)

التوجیه لقول قدماء الفرس فی المبداء (عربی)

الجواب عن مسائل سئل عنها شیخ احمد (عربی)

الجواب عن المسائل الطبریه (عربی)

الجواب الی سید نصر الله (عربی)

الجمع بین الحکمة و الشریعة (فارسی)

الخواص المتجربة (فارسی)

الدعوات الصالحات و اسماء الله الحسنی (عربی)

الدیباج فی ابانة اغلاط الزجاج (عربی)

الذخر و السعادت فی العبادت

الرد علی التناسخیه (عربی)

الرد علی التصاری فی القول با اقانیم (فارسی)

الرموز الکشفیه (فارسی)

الرمح و المصقول فی الثانی علی اکثر قواعد الاصول (عربی)

الصراط السوی فی غوایة البغوی (عربی)

الطول و العرض (عربی)

العلاجاة الغریبة (فارسی)

الفرق بین اللمس و المس	(فارسی)
الفصح	(عربی)
الفصول البليغة	(عربی)
الفضائل فی احياء السنان الاوائل	(عربی)
الكسوف و الخسوف	(فارسی)
الباب فی علم الحساب	(عربی)
اللمع فی اذهاب البدع	(عربی)
اللمعات مراة الله فی شرح شهد النثر	(عربی)
المفصل فی خبر العقل و التوكل	(عربی)
المراصد فی الرائج الكاسد	(عربی)
المعيار فی اوزان الشريعة	(عربی)
المقاله فی بيان النقطه	(عربی)
المناظرات و المحاضرات	(عربی)
المكر و احكام المياة	(عربی)
المواهب فی ليلة الرغائب	(فارسی)
المواييد السماويه	(فارسی)
الناسخ والمنسوخ	(عربی)
انسب لطيفيه	(فارسی)
انيس القواد فی حقيقة الاجتهاد	(عربی)
بهجة الاقران	(عربی)
بشارة النبوت	(فارسی)
تجدد الامثال	(فارسی)

تجرید النفس (فارسی)

تجوید القرآن (عربی)

تحقیق معاد روحانی (فارسی)

تحقیق الرویا و اصول التعبیر (فارسی)

تذکرة الاحوال (فارسی)

تذکرة الشعراء (فارسی)

تذکرة المعاصرین (فارسی)

ترجمه اقلیدس (فارسی)

ترجمه الجوشن الصغیر (فارسی)

ترجمه دعای صباح (فارسی)

ترجمه رسالة الافیون (فارسی)

ترجمه رساله بیان و قل الروح من امر ربی (فارسی)

ترجمه رساله تحقیق ما هو الحق فی مسئلة العلم (فارسی)

ترجمه رساله عرفة ربی بفسخ العزائم (فارسی)

ترجمه رساله صحیفة فی علم اصطرلاب از شیخ بهائی یا توضیحات و افادات

ترجمه منطق تجرید (فارسی)

ترجمه نوادر محمد بن ابی عمید و ذکر سیرة و احواله (عربی)

تعریف حصر در انواع قسمت (فارسی)

تقسیم اسماء و معانی آنها (فارسی)

توفیق (فارسی)

جام جم در موالید کائنات (فارسی)

جر الاثقال و مایناسب له (فارسی)

جلاء الافهام فی العلم المساحة	(عربی)
جواب از سوال عن الاربعة المناسبة	(فارسی)
جواب مسائل از جیلان	(فارسی)
جواب نامه هائی خراسان	(فارسی)
جواب نامۀ از قسطنطنیه	(فارسی)
جوامع الادب	(عربی)
جوامع الكلم	(عربی)
حاشیه امور عامه شرح تجرید	(عربی)
حاشیه و الهیات شفا	(عربی)
حاشیه بر شرح هیاكل النور	(عربی)
حاشیه بر شرح قلمت الاشراق	(عربی)
حل بعض اشعار خاقانی	(فارسی)
حواشی بر شرح حكمت اشراق	(فارسی)
حیات الاخوان	(عربی)
خلاصة المنطق	(عربی)
خلق الاعمال	(عربی)
دائم الدین	(عربی)
دستور الفضلاء	(فارسی)
در عمل و ذم بی عمل	(فارسی)
دعائے یمینی	(عربی)
راح الارواح	(عربی)
رجم الشیاطین	(فارسی)

رساله الحسن والقبح علی العقليين	(فارسی)
رساله الفرق بين العلم والمعرفت	(فارسی)
رسالۂ امامت	(فارسی)
رساله اقسام المصدقين بالسعادت الاخرويه	(فارسی)
رساله ا لاسنیٰ فی تحقيق قوله تعالیٰ	
رساله البحث مع الشيخ سهروردی فی الرويا	(فارسی)
بيان قوت قدسيه	(فارسی)
رساله بيان خوارق عادات و المعجزات والكرامات	(فارسی)
رساله تحقيق غنا	(عربی)
رساله تدوين بعض ما كتبت الی الاشعب	(فارسی)
رساله تذكية النفس	(فارسی)
رساله تعضيف الشطرنج	(فارسی)
رساله جواب المسالة فی الوضو	(فارسی)
رساله حدوث و قدوم	(فارسی)
رساله هو ضروريات الدين	(فارسی)
رساله اوزان مثقال درهم و دينار وغيره	(فارسی)
رساله در تجرد نفس	(فارسی)
رساله در تحقيق جهل بسيط و مركب	(فارسی)
رساله در جواب سوال اربعين روضۂ شهادت	(فارسی)
رساله در جبر	(فارسی)
رساله در جفر	(فارسی)
رساله در چگونگی صيد مرواريد	(فارسی)

رساله در حقیقت نفس و تجرد آن (فارسی)
رساله در قلت تمباکو و کشیدن قلیان (فارسی)
رساله در خواص الحیوانات یا رساله صید یه در حرام و حلال (فارسی)
رساله در غسل (فارسی)
رساله در فهرست اساتذه و تصنیفات خود (فارسی)
رساله زاد المسالک (فارسی)
رساله فی الامامت (فارسی)
رساله فی تحقیق صلوٰة الجمعه (فارسی)
رساله فی جواب عن السوال (فارسی)
رساله فی جواب النفحیه (فارسی)
رساله عملیات خاص (فارسی)
رساله فی جواب مسح رجلین (عربی)
رساله فی دلالت النل والمضاری المثبت (فارسی)
رساله فی ذکر احوال افضل الدین محمد (فارسی)
رساله فی السماع و آدابه (عربی)
رساله قضا و قدر (فارسی)
رساله مدارج حروف یا در مدارج حروف (فارسی)
رساله مناسک الحج (فارسی)
رساله منطق (فارسی)
رقعات حزیں (فارسی)
رموز کشفیه (فارسی)
رواح الهیات (فارسی)

روائح الجنان	(فارسی)
ریاض الحکمت	(فارسی)
سبب الاختلاف فی الاخبار والبیان و طریقة جمعیه	(فارسی)
سید عبد الله .... واخباره	(عربی)
سیرة المتعلمین	(فارسی)
سیف الله المسلون علیٰ اعداء الرسول	(عربی)
شرح حکمت التصوف شیخ اشراق	(فارسی)
شرح دعائی عرفه	(فارسی)
شرح رساله ابی یوسف.......فی تحقیق النفس	(فارسی)
شرح رساله حکیم عیسی بن زرع	(عربی)
شرح رساله فی اعمال المسبی	(فارسی)
شرح رساله فی قول ارسطو	(فارسی)
شرح رساله حکمات تصوف	(فارسی)
شرح عنوان اخبار الرضی	(عربی)
شرح فصوص الحکم	(عربی)
شرح قصائد لامیه	(فارسی)
شرح قصیده الجیمیه الفویضیة	(فارسی)
شرح مصباح الشریعت	(فارسی)
شرح مطلع الانوار	(فارسی)
شرح هیاکل النور	(فارسی)
فاتحه	(فارسی)

فتح الابواب (فارسی)

فتح السبل (فارسی)

فرائد الفوائد (فارسی)

فرس نامه (فارسی)

فضل العراق (فارسی)

فوائد چهل و یک و دیگر اور اد و اعمال (فارسی)

فوائد الطب (فارسی)

فوائد العلیاء (عربی)

فی تحقیق استحالة ان یکون لمعلول
واحد شخص اونوع علتان (عربی)

فی تحقیق رفع شبهات المشابهه (عربی)

فی تحقیق المعانی الواحد (عربی)

کتاب الاثنی (فارسی)

کتاب الانساب (فارسی)

کتاب التعریف فی حصر انواع القسمت (فارسی)

کتاب الجبلّت (فارسی)

کتاب الدلالت علی الخیر (فارسی)

کتاب الزکوٰة (فارسی)

کتاب العین (فارسی)

کتاب الفصوح (عربی)

کتاب المعادن (فارسی)

کتاب الموارث (فارسی)

کتاب النصرت	(عربی)
کتاب النیت	(عربی)
کتاب الوصیة	(عربی)
کتاب فضائل فی احیاء السنن	(عربی)
کتاب فی ذات الاکباد	(عربی)
کتاب مع جاربه القلم	(عربی)
کتاب معنی الحمد و سورئه توحید	
کتاب نوادر ابی حسین ماهیار	
و اخباره و ذکر بعض عزة اشعاره	(عربی)
کتاب هشام ابن الحکم و مناظرته	(عربی)
کنز القلم فی حال جهته جفر الاصم	(عربی)
کشف التلبیس فی هدم اساس ابلیس	(عربی)
کنهه المرام	(عربی)
لوامع مشرقیه در معنی واحد و حدت	(فارسی)
مجربات	(فارسی)
مختصر البدیع والعروض والقوافی	(عربی)
مختصر الدعوات والزیارات	(فارسی)
مدة العمر	(عربی)
مدارج العلیا	(عربی)
معرفة الباری	(فارسی)
معرفت التقویم و احکام النجوم	(فارسی)
مراة الله فی آیة شهد الله...........	

مصابیح الاظلام فی ارائة الکلام	(فارسی)
مطمح الانظار	(فارسی)
معراج النفس	(عربی)
معرفت الباری	(فارسی)
معرفت التقویم و احکام النجوم	(فارسی)
معرفت الاجسام	(فارسی)
معنی الصمد و سوره التوحید	(عربی)
مفرح القلوب	(عربی)
مقالات بعض المشائخ	(عربی)
مکتوبات حزیں	(فارسی)
مکتوبات در جواب آرزو	(فارسی)
مکتوبات لا بو طالب شولستان	(فارسی)
مکیال العلوم	(فارسی)
مواعظ الحکماء	(فارسی)
نجم الادب فی استخراج	(عربی)
نوادر العرب و اخبار هم	(عربی)
وجوب النص علی الامام	(فارسی) [1]

[1] شیخ محمد حزیں حیات وکارنامے ص ۲۸۵، نجوم السماء ص ۲۸۳

تیرہویں صدی ھجری

امداد علی خاں، راجہ (م ۱۲۹۲ھ)

تیرہویں صدی کے گرانقدر شارح نہج البلاغہ راجہ امداد علی خاں بڑے عالم، فاضل، ذی وقار، ذی اقتدار اور دیندار بزرگ تھے۔ آپکی ولادت کنتور کے خوشحال معزز خانوادے میں ہوئی۔ آپکے والد ماجد رحمان بخش کنتور کے صاحب اقتدار افراد میں تھے۔

وطن ہی میں نشو ونما ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حکیم سید علی حسن کنتوری سے حاصل کی پھر لکھنو گئے اور مولانا اعظم علی طاب ثراہ شاگرد جناب غفرانمآب اور شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) سے تکمیل کی۔

عقائد وکلام، فلسفہ ومنطق، ادبیات عرب پر غیر معمولی دسترس تھی۔

شرح خطبہ شقشقیہ :-

آپ نے نہج البلاغہ کے خطبہ شقشقیہ کی عربی زبان میں دقیق شرح لکھی جس کا خطی نسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے اسکی تالیف ۱۲۴۷ھ میں ہوئی ۱۵۵ اورراق ہیں ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں۔ [1]

صاحب نزہۃ الخواطر:

''الامیر الفاضل امداد علی بن رحمن بخش الشیعی الکنتوری، احد الرجال المشهورین، ولد بکنتور سنة ثمان و مأتین والف و قراء بعض الکتب الدرسیة علی السید علی حسن الحکیم الکنتوری ثم سافرالی لکهنو و قراء اکثر الکتب علی الشیخ ولی الله بن حبیب الله اللکهنوی قراء علی

[1] تالیفات شیعہ ص ۴۰۳۔ فہرست مراۃ العلوم، پٹنہ ج۔۱

الشیخ اعظم علی تلمیذ السید دلدار علی المجتہد و له مصنفات منها "منهج السداد" تفسیر القرآن و منها تفسیر سورة یوسف بالعربیة فی صیغة الاهمال و له شرح الخطبة الشقشقیة و شرح علی مقامات الحریری، و رسالة فی المنطق توفیٰ سنة اثنتین و تسعین و مائتین و الف." ۱

دیگر آثار علمی:

تفسیر سورۂ یوسف بلا نقطہ
منہج السداد تفسیر قرآن
شرح مقامات حریری
رسالہ فی المنطق ۲

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷۔ص:۸۰ ۲ مطلع انوار۔ص:۱۱۰،تالیفات شیعہ ص ۲۰۷

مسیح الدین، کاکوروی (م۱۲۹۹ھ)

مولوی حاجی مسیح الدین خان بہادر جید الاستعداد حنفی عالم تھے۔ آپ میر منشی گورنر جنرل بہادر ہند وسفیر شاہ اودھ برائے لندن تھے۔ آپکے والد ماجد مولوی علیم الدین خان کا شمار کاکوری کے معروف ارباب علم وادب میں ہوتا تھا۔

۱۵ر شعبان المعظم ۱۲۱۹ھ کو کاکوری میں متولد ہوئے آپکے چچا قاضی سعید الدین خان بہادر نے تاریخ ولادت لکھی

چو آن نیک طالع بہ عرش وجود :: شدہ جلوہ آرائے چون شہ بہ تخت

بتاریخ میلاد او از سعید :: بدیہا خرد گفت بیدار بخت

فارسی کتب کی تعلیم شیخ قیام الدین موہانی سے حاصل کی۔ عربی کتب کا درس حاجی امین الدین، حکیم حسن بخش سنامی سے لیا۔ پھر والد ماجد کے ساتھ آگرہ گئے وہاں مولوی سید میر علی سے پڑھا۔ وطن آکر فضل اللہ نیوتنوی اور مولوی محمد مستعان کاکوری سے استفادہ کیا اور لکھنؤ جا کر مولوی ظہور اللہ اور مولوی قدرت علی سے کسب فیض کیا اور تکمیل مرزا حسن علی لکھنوی سے کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ آگرہ میں رہے بقدر ضرورت انگریزی پڑھی وہاں پہلے کچھ دنوں منصفی کی قائم مقامی کی مستقل ہونے پر وہ عہدہ اپنے بھائی مولوی بشیر الدین کے سپرد کر کے خود میر منشی محکمۂ گورنری کے لئے منتخب ہوئے۔ اس زمانے میں لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل تھے وہ آپکی حسن کار کردگی سے بہت خوش ہوئے۔ ۱۸۳۸ء میں انھوں نے آپکو پانچ پارچہ کا خلعت کارچوبی مع مرصع سرپیچ و مالائے مروارید خطاب خانی و بہادری معہ سند عطا کی۔ اسکے ایک سال بعد یہ ترقی کر کے میر منشی گورنر جنرل بہادر ہو گئے۔ تمام ہندوستان اور سب ریاستوں کا انتظام انھیں سے متعلق ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ پھر اولاً حیدر آباد سے اور پھر مرشد آباد سے طلبی ہوئی آپ نے مرشد آباد کو ترجیح دی۔ وہاں اولاً عہدۂ دیوانی پر تقرر ہوا کاروبار

ریاست جونہایت ابتر حالت میں تھا۔ اسکی خوب درستی کی۔ اس کارگزاری سے حکام نے داروغگی دیوانجات نظامت وعرض بیگی پر ترقی دی چند سال تک ان دونوں عہدوں پر ماموررہے پھر وہاں سے علیحدہ ہوکر خانہ نشین ہوگئے۔ دوسال کے بعد جب انتزاع ریاست اودھ کا معاملہ پیش ہوا ان معاملات میں چونکہ انکی واقفیت ومعلومات مسلمہ تھی۔ لہذا یہی مشورہ کیلئے طلب ہوکر ضروری کاموں کے سلسلہ میں کلکتہ بھیجے گئے۔ اور یہ طے پایا کہ بادشاہ کی طرف سے بہ نیابت مفتی خلیل الدین خاں بہادر سفیر شاہ اودھ حسب تجویز انکے مقرر کرکے لندن بھیجے جائیں۔ اور کمپنی بہادر کے حکم کا مرافعہ دوبارہ انتزاع سلطنت اودھ ملکہ وکٹوریہ کے دربار میں پیش کریں۔ چنانچہ ملکہ کشور یعنی نواب واجد علی شاہ کی ماں ومرزا جواد علی سکندر حشمت ومرزا حامد علی یعنی نواب واجد علی شاہ کی ماں، بھائی اور بیٹے کے ساتھ لندن روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ کر مناسب حال تدبیریں کیں۔ اور ملکہ وکٹوریہ کے دربار میں نہایت عزت کے ساتھ باریابی ہوئی اور پرتکلف دعوتوں میں شرکت کی۔ پھر ہندوستان واپس آگئے بڑا کتبخانہ جمع کیا کچھ عرصہ تک ریاست ٹونک میں اعلیٰ عہدہ پر مقرر رہے پھر وہاں سے رامپور گئے اور نواب کلب علی خاں کی رفاقت میں ایک مدت تک رہے۔ ۷/محرم چہارشنبہ ۱۲۹۹ھ بعمر ۸۸/سال انتقال کیا اور کاکوری میں دفن ہوئے۔ [۱]

آپکو تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا اتنی مصروفیت کے باوجود لکھنے پڑھنے کیلئے وقت نکال لیتے تھے۔ آپنے خطبہ شقشقیہ کی شرح لکھی۔

فوائد النقیہ شرح خطبہ شقشقیہ :-

یہ نہج البلاغہ کے خطبہ شقشقیہ کی مفصل شرح ہے۔ جسکا اردو مخطوطہ رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔

ابتدائی عبارت :-

---

[۱] مشاہیر کاکوری ص:۳۹۹

''اما بعد میگوئد اقل العباد........... محمد مسیح الدین الکاکوروی
ارباب لیاقت اور تمیز پر مخفی نہیں ہے کہ نہج البلاغہ ایک کتاب ہے جسمیں خطبے
اور خطوط اور بعض متفرق کلام جو منسوب طرف جناب حضرت علی مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہ کے ہیں جمع کئے گئے ہیں.......... الخ

اختتام:-

''پس جو مقاتلات آپنے اپنے اجتہاد سے کئے وہ سب حق تھے
اور مخالفین انکے اور متخلفین اون کے مقاتلات سے یا خطا پر تھے یا باطل پر و
**هذا آخر ما اردنا ایراده فی الکتاب و الله اعلم بالحق
و الصواب''**

نسخہ کا خط نستعلیق ہے عربی عبارتیں عمدہ جلی نسخ میں اور با اعراب ہیں۔شرح کی روشنائی کالی، عربی متن کی لاجوردی اور بین السطور کے اردو ترجے اور شرح کے اہم الفاظ کی شجرفی ہے۔ جدول لال ہے کاغذ انگریزی ہے۔ پشتہ اور جلد دونوں نئے ہیں۔معمولی پیوند کاری بھی ہے۔ ابتدائی صفحات کی روشنائی جلد سازی کے وقت نمی کے اثر سے دیگر صفحات سے چپک گئی ہے۔ جسکی وجہ سے الفاظ پڑھنے میں قدرے دشواری ہوتی ہے۔اس نسخے کے کاتب مولانا سید احمد نذر ابن جعفر نذر صاحب امروہوی ہیں۔جنھوں نے جمعہ ۲۷/رجب ۱۲۹۶ھ/۱۸/جولائی ۱۸۷۹ء کو مصنف کے نسخے سے رامپور میں نقل کیا تھا۔اوراق ۱۰۵، سطریں ۲۱ اور ناپ ۲۹×۲/۱ ۲۱ سینٹی میٹر ہے۔ [1]

---

[1] فہرست مخطوطات اردو رامپور رضا لائبریری ص:۴۱

حیدر علی، میر

مولانا میر حیدر علی بن محمد علی حیدر آبادی کا تعلق سرزمین حیدر آباد دکن سے تھا آپنے کلام امیر المومنینؑ علیہ السلام کی شرح لکھی۔

حلیۃ الصالحین کلمات امیر المومنین:

یہ شرح حیدر آباد دکن سے ۱۲۹۴ھ میں شائع ہوئی۔ [1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۷۲، امامیہ مصنفین ج:۱۔ص:۹۹، معجم ما کتب عن الرسول واھل بیت۔ج:۵۔ص:۴۰۸

چودہویں
صدی ھجری

محمد عباس، مفتی، شوشتری(۱۳۰۶ھ)

سرکار مفتی محمد عباس کا تعلق خانوادہ علم و ادب سے تھا آپ کے جد علامہ سید نعمت اللہ جزائری تھے جن کی اولاد دکن اور لکھنؤ میں آباد ہوئی۔

مفتی صاحب نے نہج البلاغہ کے خطبہ شقشقیہ کی تحقیقی اور مبسوط شرح لکھی جو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ آپکی ولادت شب شنبہ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/ ۱۸/ مارچ ۱۸۰۹ء کو جناب مولانا سید علی اکبر جزائری کے یہاں لکھنؤ میں ہوئی۔

آپ نے فارسی کا درس والد ماجد سے لیا۔ فقہ، اصول، کلام وعقاید کی تعلیم سید العلماء سید حسین سے اور معقولات کا درس علماء فرنگی محل مولانا عبد القدوس وعبد القوی سے لیا اور قابل رشک صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

خداوند عالم نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ عہد طفلی سے علم وریاضت کا شوق تھا۔ لہو ولعب سے متنفر تھے۔ بارہ سال کی عمر میں ''بنیاد اعتقاد'' (منظومہ) اور چودہ برس کی عمر میں مثنوی ''من وسلویٰ'' لکھ کر ارباب علم کو محو حیرت کیا۔ آپ کی ذہانت، ذکاوت، قابلیت اور بلند فکری خداوند عالم کا خاص عطیہ تھی۔ حاضر دماغی اور اعلیٰ صلاحیت کی بنا پر اساتذہ بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے بالخصوص سید العلماء سید حسین صاحب بے حد محبت کرتے تھے اور اپنی ذمہ داریاں آپ کے سپرد کر دیں تھی۔

۱۲۶۱ھ میں سلطان العلماء سید محمد نے آپ کو فقہی تبحر کے پیش نظر مفتی لکھنؤ نامزد کیا اور بادشاہ نے ''تاج العلماء'' افتخار الفضلاء کے لقب سے نوازا۔ آپ نے قضاوت اور انشاء کے لیے ایک دستور قلم بند کیا جو اودھ کے تمام قاضیوں کو بھیجا گیا۔ استاد مدرسہ، قاضی شریعت ہونے کے باوجود سادگی کا یہ عالم تھا جو لباس مل جاتا تھا وہ پہن لیتے تھے، اچھا لباس محتاجوں کو دے دیا کرتے اور بوسیدہ لباس پہننے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ کھانا جو مل گیا کھا لیا، گھر کا سودا خود لاتے جبکہ نوکر

جا کر سب موجود تھے۔

ہر ایک سے بے تکلف، طبیعت مزاح پسند تھی، ظرافت، تاریخ گوئی اور بذلہ سنجی میں ان کا کوئی جواب نہ تھا۔

فقہی تبحر کا یہ عالم تھا کہ اس وقت لکھنؤ میں فقہ کا بڑا چرچا تھا اور استدلال فقہ کے اس دور نشاط میں بڑے بڑے فقہاء مسند اجتہاد پر فائز تھے۔ عراق میں ان دنوں حضرات آیۃ اللہ شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام اور حضرت آیۃ اللہ سید علی طباطبائی مراجع تھے۔ جن کی تخلیقات فن استدلال میں حرف آخر تسلیم کی جاتی تھیں۔ مفتی صاحب نے بغیر عراق وایران جائے ہوئے نجفی دبستان اور قمی اسلوب پر ''شریعت غرّا'' جیسی معرکۃ الآرا فقہی تخلیق پیش کر کے فقہ میں ادب کی چاشنی بھری، ہر مسئلہ پر مخالف وموافق آراء وفتاویٰ۔ پھر ہر فتوے پر کتاب وسنت واصول فقہ سے استدلال کر کے اپنے مسلک کی تقویت اس قدر جامعیت کے ساتھ پیش کی کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے۔

لطف یہ کہ ایک ایک فن میں متعدد کتابیں لکھیں اور ہر کتاب معیاری اور لاجواب ہے۔ ہر علم وفن کے اساتین سے روابط تھے سب احترام کرتے تھے اور اہم مسائل میں آپ سے رائے لیتے تھے۔ آپ نے ہر موضوع اور ہر فن میں کتابیں تحریر کیں علم ہیئت، فلسفہ، تاریخ، کلام، عقائد تفسیر، حدیث، حساب، منطق، رجال، ادب، میں آپ کے آثار باوقار ہیں۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ کے بہت سے علمی آثار ختم ہو گئے۔ آپ نے ہندوستان کے متعدد اہم شہروں کے سفر بھی کئے جن میں عظیم آباد، کلکتہ، امروہہ، بنارس، کانپور، قابل ذکر ہیں۔ آخری عمر میں مستقل لکھنؤ میں قیام رہا۔ ضعیفی کے باوجود درس موعظہ، تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ غرض کہ ۲۵/رجب ۱۳۰۶ھ/ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور حسینیہ غفرانمآب کے صحن میں آسودۂ لحد ہوئے۔

سرکار نجم العلماء سید نجم الحسن صاحب جو آپ کے شاگرد رشید اور خویش تھے آپ کے جانشین بنے جنھوں نے مفتی صاحب کے علمی آثار کی حفاظت اور اشاعت کی۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:-

جناب مستطاب سید الجهابذة الکرام عمدة الاساتذة الاعلام زبدة المحققین نخبة المجتهدین الضّارب قباب مجده علی السماکین المزری جواهر کلمه بالعسجدو اللّجین حجة الاسلام آیة الله فی الانام نائب الائمة الکرام علامة العلماء نحریر الفقهاء مولانا و مقتدانا

جناب المفتی السید محمد عباس الموسوی الشوشتری الجزائری

افاض اللـه علی جدثه الشریف شابیب الرضوان واسکنه برحمته بحالج الجنان زبان ژولیده بیان تاب بیان احوال مکرمت اشتمال او ندارد و قلم شکسته زبان نمی تواند شمه ای از آن بر صفحۂ قرطاس بنگارد کلك نیستانی اگر در وقت مدح سرائش باشاخ سدرة المنتهی لاف همسری زند عجب نباشد و صفحۂ قرطاس وقت نگارش اوصاف او اگر با صحن بهشت چشمك زنی نماید بی سبب نباشد صحرای نامحدود مدحش از پای اشهب خامۂ سر شکسته نتوان پیمود و صورت زیبای رفعت و اعتلایس در آئینۂ صفحه نتوان نمود آوازئه علم و کمالش در اقطار عالم پیچیده و شهرئه فضل و براعتش بآذان اقاصی و ادانی رسیده خاصه و عامه از مائدئه افاداتش زاله ربائی نموده و مخالف و موالف در اقرار و اعتراف افضلیتش زبان انصاف گشوده آفتاب مناقبش خیره کن اهل نظر و کوکب هداتیش خضر بیابان بحر و بر و سعت دارئه کمالش احاطه کن محدد جهات و اقطار و علو کعبش کالشمس فی رابعة النهار مستغنی از اظهار در منطق و حکمت و فلسفه و ریاضی علم اشتهار برافراشته و در فقه و حدیث تبحر و کمال فراهم داشته در علم کلام نادرئه ایام و در ورع و تقویٰ یگانۂ انام و اما علم

عـربیت و ادب پس بیان آن از حوصلۂ فهم اهل کمال بیرون است و از سرحد فکر رسائی او با افزون و معذلك در همه حال پابند رضای معبود و اکثر هنگام در لیالی و ایـام سر بسجود اولا آنچه خود آن علامه مبرور در سوانحۂ عمری اجمالاً مرقوم داشته اند در این مقام منقول می شود دهو هذا۔

السیـد مـحـمد عباس بن السید علی اکبر بن السید محمد جعفر بن السید ابـی طـالـب بـن السیـد نـور الـدین بن السید نعمت الله الجزائری التستری از زمرئه سـادات نوریه و ذریه طیبۂ نبویه است که شرف فضل شان از جملۂ ضروریات دین و مشهور و معروف در اقطار ارضین کشجرة اضلها ثابت و فرعها فی السماء توتی اکـلهـا کـل حیـنٍ و هـمیشـه در این سلسله علماء و فقهاء صلحاء بوده عالمیان را بشـاهـراه شـریعت هدایت می نموده اند اما عالیجناب سید نعمت الله پس حالش کـا لشـمـس فـی رابـعة الـنهار مستغنی از اظهار است معاصر مولی المفاخر مولانا مـحمد باقر مجلسی اعلی الله درجاته فی اعلیٰ علیین و در اکثر تصانیفش شریك و مـعیـن بـوده شیـخ یـوسف بـحـرانـی کـه از افـاضل علماء محدثین و اکابر فقهای مـقـدسیـن و اسـاتـذه بـحـر العلوم سید مهدی طباطبائی است در مقدمۂ عاشره از مقدمات حدائق می نویسد۔

شرح خطبہ شقشقیہ:-

آپنے فارسی زبان میں اس معروف خطبہ کی معرکتہ الآرا شرح لکھی۔ جو ۱۲۸۷ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جسکا نسخہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ آپنے یہ شرح نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خاں ضیغم جنگ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے تحریر کی۔

آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں۔

"شرح الخطبة الشقشقيه فارسی للسيد محمد عباس التستری اللكهنوی المتوفی سنة ١٣٠٦ھ لافه باستدعاء النواب معتمد الدوله مختار الملک السيد محمد خان بهادر ضيغم جنگ الذی الف باستداعائه ايضاً البارقة الضغمية الملقب بالحملة المختارية طبع سنة ١٢٨٧ھ و معه حواشی و تعليقات علی الخطبة له ايضاً"

دیگر آثار علمی:-

تفسیر روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمٰن عربی زبان میں یہ تفسیر آپ کا علمی و ادبی شاہکار ہے جو ۱۲۷۸ھ میں مطبع جعفری لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ ۴۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سلطان المدارس اور جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے کتب خانوں میں محفوظ ہے۔

تفسير سورة الرحمن

تفسير سورۂ ق

تفسير آيةسيجنبها الاتقى:-عربی، مخطوطہ

تفسير انوار يوسفيه:-(خطی) عربی زبان میں سورہ یوسف کی تحقیقی تفسیر ہے۔

حسناء عاليه المهر فی تفسير سورة الدهر:-(خطی) فارسی

حواشی قرآن:-عربی زبان میں قرآن پر مفید اور معلوماتی حواشی مندرج ہیں۔

شرى الاربعين (حديث) فارسی

سيف مسلول جامع الاصول (عربی)

نزع القوس من روضة الفردوس(عربی)

ترصیع الجواھر. جواہر سنیہ سے احادیث قدسیہ کا خلاصہ (عربی)

جواھر الکلام ملقب به انهار الانوار

اصول کافی سے احادیث کی شرح لطیف (عربی)

التقاط اللئالی من الامالی. امالی شیخ صدوق سے انتخاب احادیث(عربی)

روح الایمان. اصول دین سے متعلق چالیس احادیث کی شرح

علم کلام

شعلۂ جوّاله: احراق قرآن کے متعلق نادر و لطیف کتاب۔ (عربی)

آتشپاره ترجمه شعلۂ جوّاله: (فارسی)

بغیة الطالب فی اسلام ابی طالب: (عربی) ایمان ابوطالب کا ثبوت

جواهر عبقریه رد تحفۂ اثنا عشریه: باب غیبت امام عصر کا جواب (فارسی)

جواب منتهی الکلام: (فارسی)

روح الجنان فی مطاعن عثمان: (عربی)

دلیل قوی: (فارسی)

مقتل عثمان:(عربی)

رساله رجعت

تائید الاسلام: رد عیسائیت (اردو)

مطرفه فی الرد علی المتصوّفه: (عربی)

نصر المومنین ملقب به مقام محمود: رد یهودیت

دره بهّیه در مبحث تقیه

منابر الاسلام: ۲ جلد

مواعظ لقمانیه

مواعظ حسنه

مجالس المواعظ: ۵ جلد (اردو)

فقہ واصول فقہ

شریعت غرّا: (فقه استدلالی عربی)

رشحة الافکار فی تحدید الاکرار: (عربی)

اساور عسجدیه علی مبحث الفوریه: (اصول فقه عربی)

استفسار

نورالابصار فی مسائل الاصول والاخبار: (رد اخباریت)

کتاب القضا: (احکام قضا سے متعلق، عربی)

نبراس فی حجیة القیاس: (اصول فقه عربی)

جلجلة السحاب فی حجیة ظواهر الکتاب: (اصول فقہ میں ہے سید العلماء سید حسین نے تقریظ لکھی ۱۲۶۲ھ)

فوح العبیر فی الاحباط والتکفیر

صفحه الماس فی غسل الارتماس

سماء مدرار فی الاصول والاخبار

روض اریض فی منجزات المریض: (عربی)

معراج المومنین: (فارسی) طهارة، صلوة)

بناء الاسلام فی احکام: الصیام: (فارسی)

تحفۂ حسینیه فی حل عبارة من الصومیه: (عربی)

طریق جعفری : مسائل کا جواب (فارسی)

لسان الصباح: تحقیق وقت صبح (عربی)

اقبال خسروی دربیان طهارة و صلوٰة: (اردو)

حواشی دره منظومه: (عربی)

تعلیقه انیقه حواشی شرح لمعه: (عربی)

(صرف ونحو)

توصیف التعریف: وجوه الاستعمال فی صلة الافعال

(علم معانی وبیان وعروض)

رسالۂ عروض: (فارسی)

اطلاق الصبی در تحقیق لفظ صبی

رساله در معانی و بیان رفع الالتباس عما و قع فی معنی الشعر فی المعیار والاساس

(علم منطق، فلسفہ، ہئیت و ہندسہ)

تعلیقه حسناء حواشی ملاحسن بر شرح سلم

حواشی شرح سلم

حواشی تحریر اقلیدس رساله فارسیه در منطق

جواب انتقاض انعکاس خاصتین

ترجمه صدرا حواشی ملاجلال

رساله در جواب شبهٔ ابن کیمونه

(ادب)

موجهٔ کوثری شرح قصیده حمیری

اوراق الذهب

شمع المجالس

یدبیضا قصیده امام موسی کاظمؑ

مثنوی جوهر

مثنوی خطاب فاصل در جواب دمغ الباطل

مثنوی آب زلال

مثنوی گوهر شاهوار (فارسی)

مثنوی بیت الحزن

مثنوی صحن چمن

دیوان فارسی ۳ جلد

مثنوی بطرز نان و نمک (فارسی)

مثنوی من وسلویٰ

کشکول وغیرہ کے علاوہ بہت سی تالیفات ہیں۔

(ماخذ: تجلیات مرزا محمد ہادی عزیز، مطلع انوار ص ۵۵۸، ۔تذکرہ بے بہا ص ۲۲۶، نزہۃ الخواطر ج ۸، تکملہ نجوم السماء ج ۲۔ص ۳۳)

احمد نذر، امروہوی (م ۱۳۱۰ھ)

چودھویں صدی کے اوائل میں مکتوبات نہج البلاغہ کو فارسی پیکر میں ڈھالنے والی ذات مولانا سید احمد نذر کی ہے۔ آپ کی ولادت محلّہ سٹّھی امروہہ میں ہوئی۔ والد ماجد سید جعفر نذر امروہہ کے ارباب علم و فضل میں تھے۔ تعلیمی مراحل امروہہ ہی میں طے کئے علم جفر میں مہارت تھی اور خوشنویسی میں بھی ملکہ رکھتے تھے اور یہ فن حد کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ ایک عرصے تک مراد آباد منصفی میں بعہدۂ ناظر ملازم رہے اور اس کے بعد ریاست رامپور میں ملازم ہوئے۔ آپ امروہہ کے مشہور عمائدین میں شمار کئے جاتے تھے۔

آپ نے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔ ۱

مشہور مورخ سید رحیم بخش لکھتے ہیں:

> ''یہ پیش نماز صاحب علم ذی کمال تھے۔ علم جفر میں آگہی حاصل تھی۔ خوش نویس اچھے تھے۔ ان کا زہد و تقویٰ اس درجہ پہنچا ہوا تھا کہ بحالت نہ ہونے درجہ اختتام علوم کے مذہب شیعہ میں پیش نمازی کرتے تھے۔'' ۲

ترجمہ مکتوبات امیر المومنینؑ:۔

آپ نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مکتوبات کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ میں ادب کی چاشنی اور زبان کی روانی ہے۔

یہ نسخہ رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے۔ اس کی کتابت ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ خط نستعلیق و نسخ عمدہ میں لکھا ہوا ہے۔ ۳

---

۱ تذکرۂ علماء امروہہ ص ۵۵ ۲ تواریخ واسطیہ ص ۲۷۴ ۳ فہرست نسخہ ھای خطی کتابخانہ رضا رامپور، ص: ۱۹

علی حسین، زنگی پوری (م۱۳۱۰ھ)

عالم ربانی مولانا علی حسین نے جناب خیرات علی کے گھر ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں آنکھ کھولی۔ابتدائی تعلیم حاصل کر کے لکھنؤ گئے اور وہاں مولانا حسن علی، مولانا حسین اصغر پاروی، مولانا محمد طاہراور مفتی محمد عباس سے فیضیاب ہوئے۔ناسازی مزاج کی بنا پر تعلیمی سلسلہ منقطع ہوگیا وطن واپس چلے گئے صحتیاب ہونے کے بعد دوبارہ لکھنؤ گئے اور قائمۃ الدین مرزا محمد علی، ممتاز العلماء سید محمد تقی، سید العلماء سید حسین اور جناب احمد علی محمد آبادی کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ بزرگ علماء آپکے علم وفضل زہداورتقوی کے مداح تھے۔ممتاز العلماء سید محمد تقی نے ضلع گیا میں سید محمد تقی صاحب کو جو خط لکھا اس میں مولانا علی حسین صاحب کے بارے میں لکھا

"مولوی صاحب ما شاء الله بکلیه صلاح و سداد آراسته بزیور تقویٰ و پرهیزگاری پیراسته می باشد و بتوثیق ثقات عدالت و صلاحیت ایشان مخصوص باقامت جمعه و جماعت برما ثابت است و علوی شان و مرتبت ایشان ارفع از آن است که کسی را در این ماده محل تردد و ه گنجایش کلام بوده باشد۔۔۔الخ"

قائمۃ الدین مرزا محمد علی

فارتقی الی درجة العلم و الکمال و هو الفاضل العامل ذوا الفطنة الوقادة و القریحة النقادة البذل الحبر الصفی المتوقد الخیر الحفی الالمعی الذکی من سلسلة السادات الاخبار المصطفین المولوی السید علی حسین

صانه الله عن کل شین " [1]

تحریر بروز جمعہ ۲۹/ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ

آپ قصبہ صاحب گنج میں مرزا اا قابل بہادر کے یاں تبلیغی امور انجام دیتے تھے امام جمعہ تھے۔عراق گئے اور وہاں آیۃ اللہ مرزا محمد حسن شیرازی آخوند ملا حسین اردکانی، آقای مرزا ابو تراب اور شیخ محمد حسین مازندرانی سے کسب علم کر کے فقہ واصول میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں وفات ہوئی۔

زهرۂ مشرقہ شرح خطبہ مونقہ:

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ مونقہ کی شرح فارسی زبان میں کی جو زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔شرح تحقیقی ومعلوماتی ہے۔

دیگر آثار علمی:

صیحة المیتة فی النهی عن الغیبه (فارسی)

قسطاس مستقیم (مناظره)

تذکرة الانسان (ادعیه)

دلیل العصاة علی سبیل النجاة در توبه (عربی)

ذخائر در احکام کبائر (فارسی)

خمسئه متحیره رد قول مولوی سلامت الله در سورۂ قدر

بیاض حسینی (اشعار عربی وفارسی)

تعلیقات بر شرح باب حادی عشر (عربی)

---

[1] تذکرہ بے بہا ص ۲۳۶

تعلیقات بر شرح ملا جامی (عربی)

تذکرة المتعلمین (عربی)

اسالیب الادبیه فی المکاتیب العربیه (عربی)

لسان الصادقین فی شرح الاربعین

افحام الخصوم

تحقیق علوی در تصدیق نودی

نسیم سحر (اردو نظم)

امداد علی رسؔا

میرزا امداد علی رسؔا اپنے عہد کے جلیل القدر شاعر تھے آپنے حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ بلا الف کا منظوم ترجمہ کیا جسکا عنوان ''مثنوی رسا'' ہے یہ مثنوی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں مطبع بینظیر لاہور سے شائع ہوئی۔ [۱]

آغاز:

ہے بہر پرستش فقط وہ ہی رب
کہ جس نے یہ مخلوق کی خلق سب
ہے ہم پر بہت لطف رب قدیر
کہ بخشی ہمیں نعمتیں ہیں کثیر

---

[۱] امامیہ مصنفین ج:۱۔ص:۱۰۱

علی محمد، تاج العلماء (۱۳۱۲ھ)

مولانا سید علی محمد، سلطان العلماء سید محمد کے فرزند اور حضرت مولانا سید دلدار علی غفرانمآب کے پوتے تھے۔ آپ نے نہج البلاغہ کے خطبہ شقشقیہ کی اردو زبان میں شرح لکھی جو زبان و بیان کے اعتبار سے امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ آپ کی ولادت ماہ شوال ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ والد بزرگوار اور اس دور کے جید علماء سے کسب فیض کیا اور فقہ، اصول، عقائد و کلام میں مہارت حاصل کر کے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ یہود و نصاریٰ سے مناظرہ کرنے کے لیے عبرانی زبان سیکھی کتب ماسبق کا بھی گہرا مطالعہ تھا۔ حسام الاسلام سید نثار حسین صاحب سے شیخ محمد علی شیخی کا مناظرہ حیدرآباد دکن میں ہوا۔ دکن والوں نے علماء لکھنؤ سے جوابات مانگے وہ جوابات نجف و کربلا علماء کی خدمت میں بھیجے گئے ان علماء نے تاج العلماء سید علی محمد کے جوابات کو بہت سراہا اور تعریف کی۔

سلطان العلماء کی وفات کے بعد آپ عراق تشریف لے گئے۔ اس وقت آیۃ اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی، ملا حسین اردکانی، آقای حسین شہرستانی، آقای مرزا علی نقی طباطبائی، وغیرہم نے ۱۲۸۵ھ میں پندرہ اجازے عطا کیے۔

آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں:

”شرح الخطبة الشقشقیه لتاج العلماء السید علی محمد بن محمد بن دلدار علی النقوی اللکھنوی المتوفی سنة ۱۳۱۲“

آپکو آیت اللہ مرزا علی نقی طباطبائی نے گرانقدر اجازے سے نوازا جو درج ذیل ہے:

الحمد لله الذی جعل العلماء الاعلام ورثة الانبیاءِ و فضّل مدادهم علی کثیر من دماء الشهداء و صلی الله علی محمد و آله الطیبین الطاهرین مادامت الخضراء علی الغبراء

وبعد فان جناب العالم العامل و الفاضل الكامل قطب دائرة الكمال و شمس فلک الاجلال نتيجة العلماء الاعلام و سليل المجتهدين الفخام وارث المعالم والمآثر كابراعن كابر السيد السند العالم المولوى المعتمد السيد على محمد صاحب ابن المرحوم الافضل الاكمل الاوحد سلطان العلماء المولوى السيد محمد بن المرحوم السيد الجليل والعالم الذى ليس له مثيل صاحب عماد الاسلام حضرة المولوى السيد دلدار على طاب ثراهما بعد ان تشرف بزيارة حضرة مولانا سيد الشهدآء ابى عيد الله الحسين عليه السلام و سمعت بوروده و بمن سعوده بادرت الى زيارته و سررت من حسن مصاحبته و طيب مجالسته و موانسته و اطلعت على بعض تاليفاته و طالعت نبذاً من رسائله و تصنيفاته و جدته بحمد الله فائزا بما فاز من المراتب السامية و حائزا من حازه من المطالب العالية و الملكة الاستنباطية الاجتهادية حمدت الله تعالیٰ على ذالک و سررت بما هنالک و بعد الاطمينان بكمال استعداده و الوثوق بقا بلية و حسن ارشاده احببت ان اكتب له اجازة وافية و رخصة كافية اتباعاً للمشائخ العظام واقتفاءً لطريقة الفقهاء الفخام كما اجد اجدادى السابقون نور الله مضاجعهم لابآئه السالفون عطّر الله مراقدهم فاجزته ايده

الـله تعالیٰ ان یروی عنی جمیع ما جازت اجازته و ساعت لی روایتـه مـا صنف فی الاسلام و الف من کتب الاصول و الفقه و التـفسیر و الکلام و کتب الاخبار المروی عن النبی المختار و الائـمة الاطهــار خـصـوصــاً الـکــافـی و الفقیـه و التهذیب و الاستبـصار عن شیخی و استادی الفقیه الذی عقمت مثله ام الـزمن الشیخ محمد حسن صاحب جواهر الکلام قدس سره عـن شیـخـه و استـاده و الـعـلامه الشیخ جعفر صاحب کشف الغطاء اعلی الله مقامه و احله دار المقامه عن شیخه و استاده حـجة الـلـه الـطـاهـرـة و آیة الباهرة حضرة جدی المعروف السیـد مـحـمـد مهـدی الـطبـاطبائی الموصوف ببحر العلوم صـاحـب الـمـصـابیـح عـطّر الله ضریحه عن شیخه و استاده جـدی الآخـر و الـمـولـی الاکرم استاد الفقهاء المجتهدین و اعـلـم اهـل عـصره اجمعین المؤید بالتأیید السبحانی حضرة الآقـا الـکبیـر الآقـا مـحمد باقر البهبهائی طاب ثراه الحائری الـکـربـلائـی عـن جـمیـع المشایخ السابقین و اعیان العلماء الســالـفیـن رفـع الـلـه درجـاتهم و عن جمیع مصنفات جدی الـمـجـاهـد فـی سبیـل الـله السید محمد صاحب المناهل و مـصـنـفـات جـدی الاعـلی صاحب الریاض الامیر سید علی الـطباطبائیین و عن جمیع مصنفات شیخی و استادی صاحب الـفصول الغرویة قدس سره عن جمیع ما صنفه فی الاصول و

الفقه خصوصاً کتابی الکبیر الدوة الحائریة فانه ایده الله تعالیٰ اهل للاجازة و حقیق بما قد فازه فینبغی ان یشکر الله تعالیٰ علی وصول هذه المرتبة السامیة و حصول هذه الدرجة العالیة التی لا یکاد تعریفها و لا تبلغ السنة الواصفین توصیفها فاسئله تعالیٰ ان تنشربه رایات العلم والکمال و ترفع به الویة الفضل و الافضال و تحیی به دروس الفرائض والسنن و تفنی به آثار والضلالة و الفتن ویهتدی به العباد و نعم منه البلاد والرجاء ان لا یتجاوز عن سبیل الاحتیاط خصوصاً حال الاستنباط و یجتنب جانبی التفریط والافراط ولا ینسانی من صالح الدعوات سیما فی مظان الاجابات انه ولی الخیرات و مجیب الدعوات فانی اتخذته ولدا فلیتخذنی والدا فان دعاء الوالد للولد مقرون بالاجابة بنص الاخبار المستفیضة حرره الجانی السید علی نقی الحسنی الحسینی الطباطبائی الکربلائی

ترجمہ نہج البلاغہ مجلد: آپ نے نہج البلاغہ کا ترجمہ فصیح زبان میں کیا تھا۔

دیگر تالیفات:

ترجمہ قرآن:- یہ ترجمہ بغیر متن عربی دو جلدوں میں ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔

درِ بے بہا تفسیر سورۂ دہر:- یہ تفسیر رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

تفسیر احسن القصص:- یہ عربی زبان میں سورۂ یوسف کی تفسیر ہے جو مطبع صبح صادق عظیم

آباد سے شائع ہوئی۔ ۸۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر ۱۱/ربیع الاول ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء کو مکمل ہوئی اور رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

رساله قاسمیه در عقد جناب قاسم

رساله مهدویه

موعظهٔ جونپوریه

رساله مکیه

عید کا چاند

ترجمه الفیه شهید

رساله عروض و قوافی

طرائف الظرائف

متن متین (فقه عربی، غبار مفطر صوم ہے)

رساله عدیمة المثال (جواز تصویر عکسی)

اثنا عشریه

ترجمة الصلوٰة

تعلیم الاطفال

الدر الثمین فی نجاسة الغسلات

احتجاج علوی رد پادری عماد الدین

زاد قلیل (عربی کلام)

رساله عدم جواز جهاد در غیبت امام

تحفة الواعظین

نصر المومنين در ردّ ميرزا محمد اخبارى

ايقاظ الراقدين در بعض منامات صادقه

شرح زبدئه مقدس اردبيلى در مبحث صوم

ترجمه الصلوة (اردو)

زبدة الحساب (اردو)

تصديق الصدوق در منطق عربى

سوانح عمرى فارسى

عضاريه (عربى)

رسالۂ تعليق انيق در ردّ شرح معين (عربى)

شرح صغير

وجيزه عربى

جوهر عزيزه

شرح وسيط

وجيزئه (عربى)

سلسلة الذهب

شرح كبير وجيزه (عربى)

منطقيه (عربى)

عروضيه (عربى)

تدقيق دقيق

ساعتيه (عربى) معروف بتهذيب الصرف

طبیه متن در فن طب عربی

زعفران زاردر حکایت مضحکه عربی

ارشاد اللبیب شرح تهذیب النحو عربی

انوار الانظار تفسیر کریمه "الله نور السموات" (عربی)

فصل الخطاب در اثبات حرمت شراب و قلیان

خطاب فاصل در مناظرۂ قلیان کشیدن

صولة علویه للذب عن الملة المحمدیه ردّ نصاریٰ (فارسی)

عماد الدین ملاذ المومنین ردّ نصاریٰ

ضربت علویة در ردّ نیچرو دهریه (فارسی)

رسالۂ جهادیه در فقه

جواب مسئله لندنیه در نجاست اهل کتاب (فارسی)

رساله مهدیه در ردّ مهدی کذاب

جوهر فرد (عربی)

شرح حدیث عقل

معرکه آرا (فارسی)

زاد قلیل

تنقید جدید

خلق عظیم

متن متین در اخلاق (عربی)

جنة الله الواقیة

رسالۂ مختصر در جواب رقعۂ بعض اخباریه

غیث الله المدرار لاطفائے نائره اهل النار در ردّ نار الله الموقدة

رحیق مختوم در ماجرای خم غدیر

شرح خطبۂ فاطمیه فدکیة

اذانیة در ردّ رسالۂ میرزا محمد اخباری ثانی کشمیری

هزار مسئله

حواشی قرآن در ردّ سید احمد خان نیچری

تنبیه الاطفال مکاتبۂ مولوی ابو الحسن مخاطب به اسوة العلماء عالم

مرشدآباد در فن تجوید

گوهر شب چراغ در نماز شب

جواب مسائل حیدر آباد

اثنی عشر فی البشارات النبویه

رسالۂ یهودیه

مواعظ اکبر پوریه رد تصوف

موعظه عظیم آبادیه

خلاصة الدعوات

عماد الاجتهاد فقه استدلالی شرح تبصره درسه مجلد (عربی)

طریق اثنا عشریه شرح الشرح قاضی مبارک (عربی)

وقایة النار در عقد زنان بیوه (فارسی)

رسالۂ مجیه

لحن داودی

رسالۂ قصاص اجازئہ مولوی سید سبط محمد ابن سید مرتضیٰ مرحوم

مسئـله زنگباریه بعربی از سبب یا بالسبب در احوال حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ

مواعظ یونسیه (اردو)

مواعظ جوادیه (اردو)

خلق محمدی شرح استدلالی

اخلاق ناصری

خلق حسنی فتاوی علم اخلاق

ملال سبب ضعف ریاست اسلام و علاج آن

دستور العمل انبیاء و ائمه

مسائل عجیبه سیاست مدن (عربی)

فتاویٰ (عربی)

قول فیصل

ترجمه دعائے عدیله

رسالۂ در دفع ایرادات ترجمۂ دعاءِ صباح

مسئله ربائیه در ربا

اجازئه مولوی ابو الحسن

اجازئه روایت مولوی علی حسین رئیس زنگی پوری

مقامات علیه فی المنامات العلویه

اجازئه مولوی کلب باقر

رساله در علم اخلاق

مثنوی غره در علم کلام (منظوم عربی)

مثنوی قندمکرر

خلاصۂ دعاءِ سمات

رساله در ردّ مولوی عنایت علی در مسئله سر تراشیدن

رسالۂ در کسر رواج خلاف عقل

کتاب جداول در علم رجال

اجازئه مولوی مهدی علی

اجازئه روایت مولوی مکرم حسین جلال پوری

فرائض الفوائد

رسالۂ جمعه

رسالۂ طبیه عربی

رسالۂ قال اقول در ردّ اهل سنت

تحقیق عجیب در عدم ضمان طبیب

خطاب فاضل (حلیت قلیان)

شرح رسالۂ ذخیره

رساله در فن تجوید

ارشاد الصائمین

شرح رساله زبده (عربی)

حاشیه زبدة الاصول

نخبة الدعوات

مثنوی غرّه منظومه

رساله مفرده هندیه

نور کاتڑ کا ترجمه دعائے صباح

وفات: علم وفقاہت کا یہ آفتاب جمعہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو لکھنؤ میں غروب ہوا اور حسینیہ غفرآنماب میں والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔ [1]

[1] مطلع انوار ص ۳۶۵، تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۱۵۳، تذکرۂ بے بہا ص ۲۴۱، نزہۃ الخواطر ج ۸، تالیفات شیعہ

محمد حسن علی، حافظ، خیر پوری (۱۳۲۴ھ)

نہج البلاغہ کو سندھی قالب میں ڈھالنے والی ذات نواب خیر پور حافظ میر محمد حسن علی خاں صاحب میر محمد نصیر خاں کے فرزند تھے۔ ۲۶/ ذی قعدہ ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء کو حیدر آباد کے قلعہ میں متولد ہوئے۔ آخوند احمد ہالائی اور ایک ایرانی عالم دین سے کسب علم کیا۔ بلا کا حافظہ تھا۔ دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ۱۸۴۳ء کی جنگ میں جب انگریزوں نے میران خیر پور میں میر رستم خاں اور میر نصیر خاں کو گرفتار کیا تو اس وقت آپ جوان تھے لہذا آپ کو بھی گرفتار کر کے پونہ اور کلکتہ بھیجا گیا۔ قید سے رہا ہونے کے بعد مطالعہ اور تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور کئی اہم کتب تحریر کیں۔

۸۵ سال کی عمر میں ۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۷ء کو رحلت کی کربلائے معلیٰ میں نوابین خیر پور کے مقبرہ میں آسودہ لحد ہوئے۔

منظوم ترجمہ:۔

آپکا اہم علمی و ادبی کارنامہ نہج البلاغہ کا سندھی زبان میں منظوم ترجمہ ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے آپ کو اس خدمت کے سلسلے میں اولیت حاصل ہے۔ علمی حلقوں میں اس کارنامے کو بہت پسند کیا گیا اور قدر دانی کی گئی۔

کتاب لسان الحق میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

''مقدس، فاضل، عالم، کامل، صاحب لسان الصدق و بیان الحق حافظ سرکار شہزادہ میر محمد حسن علی خان والی حیدر آباد سندھ'' [۱]

[۱] تذکرہ حفاظ شیعہ ج۔۲، ص۔۱۴۵

دیگر آثار علمی:-

۱۔لسان الحق بجواب میزان الحق پادری فنڈر (فارسی) یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۵۸ھ میں نیوامپیریل پریس لاہور سے شائع ہوئی۔

۲۔احسن البیان در جواب پادری عماد الدین

جوابات پادری سی جی فانڈر

رداءالخوارج (سندھی)

جواب سوالات محمد علی خاں تالپوری (فارسی)

حملہ حیدری (سندھی)

مختار نامہ

نہر البکاء

رویائے صادقہ (فارسی) ۱

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۳۱۳، سندھ میں اردو شاعری نبی بخش بلوچ۔ مطلع انوار ص ۱۸۷

زوّار علی خاں (۱۳۲۵ھ)

نواب زوار علی خاں، عالم، فاضل، ادیب شارح نہج البلاغہ اور جید الاستعداد بزرگ تھے۔ آپکی ولادت تقریباً ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں ہوئی آپکا شمار حسین آباد ضلع مونگیر بہار کے عظیم رؤسا اور زمینداروں میں تھا۔ تعلیم وتربیت بھی رئیسانہ انداز میں ہوئی مگر طبیعت میں مذہبی رجحان تھا۔ اسلئے سطحیات کی تکمیل کے بعد اعلیٰ تعلیم کیلئے تاج العلماء مولانا علی محمد طاب ثراہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور معقولات، منقولات وادبیات کا درس لیکر علم وفضل کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔ عربی ادب میں کامل عبور رکھتے تھے آپکی ادبی صلاحیتوں کے خطیب اعظم شمس العلماء مولانا سید سبط حسن اعلی اللہ مقامہ بھی مداح اور قدرداں تھے آپکی والہانہ محبت وعقیدت کا ثبوت یہ ہیکہ صاحب تذکرہ بے بہا مولانا سید محمد حسین صاحب نوگانوی سے نواب زوار علی خاں کا تذکرہ لکھنے کی فرمائش کی ماہنامہ اصلاح کھجوہ میں مرقوم ہے:

> ''نواب زوار علی خاں صاحب مرحوم صرف رئیس، فیاض مونگیر ہی نہ تھے بلکہ جامع الریاستین تھے۔ ریاست کے ساتھ علمی ریاست کو کم لوگ ہی جمع کرتے ہیں۔ علم ادب میں ایسا ید طولیٰ تھا کہ عربی قصائد بہت سے ممدوح کے یادگار زمانہ ہیں۔ جسکی فصاحت وسلاست کا ذائقہ وہی جان سکتا ہے جو اس فن سے آشنا ہو۔'' [۱]

شرح نہج البلاغہ:

آپکا علمی کارنامہ نہج البلاغہ کی تحقیقی شرح ہے جسمیں شرح علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کی اغلاط پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ان مطالب کی نشاندہی کی ہے جن سے ابن ابی

۱۔ ماہنامہ اصلاح ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ

الحدید نے چشم پوشی کی ہے۔

آپ دوران تصنیف مرض سل میں مبتلا ہو گئے تھے مگر ذوق علمی کا یہ عالم تھا کہ اسی حالت میں شرح لکھتے رہے آپ نے ایک خط فخر الحکماء مولانا حکیم علی اظہر طاب ثراہ کو لکھا تھا کہ ''میں اس شرح کا نسخہ آپکی خدمت میں بھیجوں گا شاید یہی شرح توشۂ آخرت ہو'' یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسکا نسخہ حکیم صاحب کو بھیجا یا نہیں۔ اسکے علاوہ عربی و فارسی اشعار پر مشتمل دیوان آپکی یادگار ہے۔

آپ نے ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں مرض ہیضہ میں شہر پٹنہ میں رحلت کی اور مقبرۂ تلسی منڈی میں دفن ہوئے۔ ۱

نواب صاحب نے قطعہ وفات کہا:

ہاں مولد پاکش حسین آباد بودہ از مونگیر :: مومن رئیس صالح الاعمال پابند نماز

در پانزدہ ماہ جمادی دوم زینجا برفت :: افسوس آن نواب زوار علی خاں پاکباز

۱۳۲۵ھ

صاحب تذکرۂ بے بہا:

''ہائے نواب زوار علی خاں مرحوم ایسے لائق رئیس اور ہمدرد قوم کا مثل ہرگز زمانہ پیدا نہیں کرسکتا۔ مرحوم کا خلق انکساری فروتنی علمی لیاقت تھی کہ مدتوں آپکی یادگار رہے گی۔'' ۲

---

۱ مطلع انوار ص۲۴۵، نجوم الارض ص۴۷ ۲ تذکرہ بے بہا ص۱۶۴

علی اکبر (م ۱۳۲۷ھ)

چودہویں صدی کے نامور شارح نہج البلاغہ مولانا علی اکبر، سلطان العلماء سید محمد بن غفران مآب کے فرزند تھے۔ یکم رجب ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۲ء کو متولد ہوئے۔ تعلیم خانوادے کے علماء سے حاصل کی۔ بالخصوص والد ماجد سے استفادہ کیا۔ جامع معقول ومنقول تھے۔ ڈپٹی کلکٹر اور منصفی کے منصب پر فائز ہوئے۔ تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا۔ اسّی سال عمر گذار کر ۲؍ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء یوم شنبہ صبح کے وقت رحلت کی۔ شہر کے علماء ادباء، امراء نے جنازے میں شرکت کی۔ آپنے اپنی جائیداد امور خیر اور کتبخانہ کے لئے وقف کردی تھی۔ [1]

آپکو نہج البلاغہ سے والہانہ عشق تھا۔ جسکی بناپر آپنے خطبہ شقشقیہ، خطبہ طاؤس، عہدنامہ مالک اشتر کی، مبسوط شرحیں لکھیں۔

(۱) عنوان ریاست وبنیان سیاست (نامہ امیر المومنین بہ مالک اشتر):

یہ شرح مطبع فیض حسینی اثنا عشری سے ۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی جسمیں مکمل دستور حکومت اسلامی بیان کیا گیاہے۔ [2]

(۲) اسرار حکمت (شرح خطبۂ طاؤسیہ):

یہ خطبہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے معرکۃ الآرا خطبات میں سے ہے۔ جسمیں آپنے مور کی خلقت اور اسکے حسن و جمال کی تعریف اس انداز سے کی ہے جسے پڑھکر بڑے بڑے خردمند محو حیرت رہ جاتے ہیں۔ شرح خطبہ انتہائی دقیق اور حسین ہے۔

(۳) توضیحات تحقیقیہ شرح خطبہ شقشقیہ:

یہ شرح ۱۵؍ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ میں مطبع اثنا عشری لکھنؤ سے شائع ہوئی ۳۱۲ صفحات پر مشتمل

---

[1] تذکرۂ بے بہا۔ص:۲۴۹، مطلع انوار ۳۴۸، تالیفات شیعہ۔ص:۲۱۹ [2] تالیفات شیعہ۔ص:۴۵۳

ہے جسمیں خطبہ شقشقیہ کی ۶ ۷ توضیحات کے ذریعہ تشریح کی ہے۔ پہلی توضیح میں مولا علیؑ اور آپکے کلام کی عظمت پر روشنی ڈالی ہے اور دوسری توضیح میں محققانہ انداز میں ثابت کیا ہے کہ خطبہ شقشقیہ علامہ رضی کا جعل کردہ خطبہ نہیں بلکہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہی کا کلام ہے۔ جسے ہم افادیت کے پیش نظر ہدیہ ناظرین کررہے ہیں۔

''توضیح دوم: **هدايه و ارشاد فيه صدق وسداد** واضح ہو کہ یہ توقیع رفیع بلیغ منیع خاص ارشاد ہدایت بنیاد سرور عالیمقام کلام امام انام حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ اور بیان کافی۔ اور تبیان شافی بہ برہان وافی۔ یہ ہے کہ بموجب قضیہ منطقیہ شکل بدیہی الانتاج کے نتیجہ تصدیق ہویدا ہوتا ہے یعنی **هـذه الـخطبه من كلام على و كل كلامه حق** پس نتیجہ یہ ہے کہ **فهذه الخطبة حق** توضیح اسکی یہ ہے کہ یہاں دو قضیہ کا اثبات لازم ہوتا ہے ایک صغرا یعنی یہ خطبہ کلام امام علیہ السلام ہے۔ اور دوسرا کبریٰ یعنی کلام امام علیہ السلام حق ہے تو یہ دونوں قضیہ بتفصیل تمام بعون اللہ المنعام وسیامن فیوض حضرت امام ہمام علیہ صلوات اللہ الملک العلام۔ گوش گذار ارباب کرام کئے جاتے ہیں۔ قضیہ [1] پس واضح ہو کہ صغرا یعنی یہ خطبہ قاصعہ بارقہ لامعہ ساطعہ خاص کلام امام علیہ السلام ہے بوجوہ متعددہ ثابت ہے۔

اول: یہ کہ اکثر علمائے اہلسنت نے تمامی کتاب نہج البلاغہ کی تصدیق کی ہے۔

دوم: یہ کہ اکثر علمائے اہلسنت نے خاص اس خطبہ کی توثیق کی ہے۔

سوم: یہ کہ یہ طرز مرصع ومرصوص حضرت شاہ ولایتؑ کے مخصوص ہے جسکا نظیر وعدیل اور مثیل وبدیل نہیں ہے۔

چہارم: یہ کہ ایسا کلام براعت اساس بلاغت اختصاص جانب غیر منسوب کرنا محض وسواس

[1] قضیہ صغریٰ

بعیداز قیاس ہے۔ **اعاذنا الله من شرا لوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة و الناس .**

پنجم : یہ کہ شان فاضل المعی علامہ معمعی مقدس زکی وحیدنوذعی جناب سید رضی علیہ الرحمہ سے افترااور بہتان کرنا حضرت امام الانس والجان پر نہایت بعید وغیر سدید ہے۔

ششم : یہ کہ ہرگاہ کتب واسفار شیعیان حضرت آئمہ اطہار علیہم صلوات اللہ الغفار ہیں۔ ہزاران ہزار مطاعن و مثالب خلفائے نامدار بتصریحات واضحہ مندرج دفاتر بیشمار ہیں تو استعارات و کنایات وتشبیہات وتلویحات کی ضرورت نہیں تھی اور ہرگاہ یہ وجوہ بالا جمال سامعہ نوازار باب حق طراز ہوچکی تو اب توضیح ہروجہ وجیہ کی بوجہ بلیغ گذارش کیجاتی ہے۔

وجہ اول: یعنی علمائے اہل سنت نے بتصریح تمام کتاب نہج البلاغہ کی توثیق وتصدیق تام کی ہے حسب ذیل میں

(۱) علامہ قوشچی نے شرح تجرید میں لکھا ہے **هو افصحهم لسانا کما یشهد به کتاب نهج البلاغه** یعنی وہ امام صادق بحق ناطق فصیح ترین خلائق تھے جیسا کہ کتاب نہج البلاغہ شاہدواثق گواہ صادق ہے۔ **و قال البلغا کلام دون کلام المخلوق** یعنی بلغائے زمان و فصحائے شیریں زبان وخطبائے غدمان وفحطان عارفان علوم معانی و بیان نے اعتراف کیا ہے کہ کلام اس حضرت کا کلام خالق انام سے کمتر اور کلام مخلوقات تمام سے عالی تر ہے۔

(۲) علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ **و ایضا هوا افصحهم لسانا علی ما یشهد به کتاب نهج البلاغه**

(۳) ملا یعقوب عالم اہل سنت نے شرح تہذیب میں لکھا ہے **من اراد مشاهدة بلاغة و مسامعة فصاحة فلینظر الی کتاب نهج البلاغه ولا ینبغی ان ینسب هذا**

۱؎ وجہ اول توثیق نہج البلاغہ اعتراف علامہ قوشچی اعتراف علامہ تفتازانی اعتراف ملا یعقوب عالم اہل سنت

الکلام الی رجل شیعی یعنی جس شخص کو منظور ہو کہ مشاہدہ فصاحت اور مسامعہ بلاغت شاہ ولایت کرے تو کتاب نہج البلاغت کو ملاحظہ کرے اور ایسے کلام فصیح و مقال بلیغ کو کسی شخص شیعی مذہب کی طرف منسوب کرنا بالکل ناروا و ناسزا ہے۔

(۴) شیخ احمد گاذرونی امام اہل سنت نے کتاب مفتاح الفتوح میں لکھا ہے کہ **من تامل فی کلامه و کتبه و خطبه و رسالاته علم ان علمه لا یوازی علم احد و فضایله لا تشاکل فضائل احد بعد محمد صلی الله علیه و سلم و من جملتها کتاب نهج البلاغه وایم الله لقد وقف دونه فصاحة الفصحاء و بلاغة البلغاء وحکمة الحکماء** یعنی جس شخص نے دیدہ حق بین اور چشم رائے زرین سے انوار کلمات مبین اسرار خطبہ ہائے حق آگین وتوقیعات بلاغت آئین کا مطالعہ کیا ہے اسکو علم کافی یقین وافی حاصل ہو گیا ہے کہ بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم جناب ولایت مآب میں کوئی ہمسری اور انکے فضائل کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ چنانچہ منجملہ اسکے کتاب نہج البلاغہ ہے قسم بخدا کہ فصاحت فصحائے عرب وعجم و بلاغت بلغائے بنی آدم وحکمت حکمائے تمام عالم اسکے سامنے کم بلکہ گویا اصم وابکم ہے۔

(۵) ابن ابی الحدید معتزلی عالم اہل سنت نے لکھا ہے کہ جسکا محصل یہ ہے کہ بعض ارباب ہوا وہوس نفسانی واصحاب جہل ونادانی کہتے ہیں کہ بعض بعض خطب ورسائل مندرجہ کتاب نہج البلاغہ مضاف ومشمول مصنوع ومنحول موضوع ومجعول ہیں یا عالم زکی سید رضی کی تالیف یا اور کسی عالم شیعی کی تصنیف ہیں لیکن یہ فہم فاسد وہم کاسد ان لوگوں کا ہے کہ جنکی چشمہ ہائے بصیرت کو پردہائے تعصب وعناد نے کور وسواد ظلمت نے بے نور کر دیا ہے طریقہ قویم وصراط مستقیم سے سرگشتہ ورو گردان بادیہ ضلالت ووادی غوابت میں سرگرداں وپریشان ہیں اسلوب کلام فصاحت نظام سے

اعتراف امام گاذرونی اعتراف ابن ابی الحدید معتزلی

واقف وقائق علم بلاغت کے عارف نہیں ہیں پس ہم باختصار واقتصار دلیل استوار سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ وہم دوراز صواب لائق احتراز واجتناب ہے چنانچہ بیان اس کا یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ تمام نہج البلاغہ مصنوع ہے یا بعض اصلی و بعض موضوع ہے۔

شق اول بالضرورت باطل حیّز اعتبار سے عاطل ہے کیونکہ اکثر خطب وکلام کو اکثر محدثین بلکہ جمیع محدثین اہلسنت نے بتواتر حضرت امیر المومنین کی طرف منسوب کیا ہے جسکی صحت واسناد میں کوئی شک وفساد نہیں ہے اور شق دوم یعنی یہ کہ بعض اصلی بعض مصنوع ہیں یہ بھی باطل ہے کیونکہ جسکو حظ علم ومعرفت اور مذاق فصاحت و بلاغت اور علوم ادب میں مہارت حاصل ہے وہ بخوبی واقف ہے کہ کلام رکیک وسخیف کون ہے اور کلام فصیح ولطیف کون ہے دونوں میں تفریق تام تمیز تمام کرسکتا ہے۔ چنانچہ اگر دیوان ابی تمّام ایا ابی نواس بالتمام ملاحظہ فرماوے اور چند اشعار کسی شاعر کے اسمیں شامل پاوے تو اسکے ذہن وقاذ کا نقاد پر فوراً منکشف ہو جاویگا کہ یہ اور ہے وہ اور ہے اسکا اور طور اسکا اور طور ہے پس جس شخص نے خطب ورسائل مندرجہ کتاب نہج البلاغہ کو تمام و کمال مطالعہ کیا ہے اور اسکی فصاحت و بلاغت سے استفادہ اور اسکے مطالب رائقہ ومضامین فائقہ سے استفاضہ کیا ہے اسنے تمام کلام کو باسلوب واحد اور طرز واحد مانند جسم بسیط واحد یا نفس نفیس واحد یا آب زلال واحد یا سرچشمہ سلسبیل واحد پایا ہے ایک کو دوسرے سے اختلاف یا کل اسکا بعض سے کچھ خلاف نہیں ہے اول کو آخر سے یا آخر کو اوسط کے انداز سے کچھ امتیاز نہیں بلکہ مانند قرآن مجید فرقان حمید کے **اولہ کاوسطہ و اوسطہ کاخرہ و آخرہ کاوّلہ** ہر سورۃ مشابہ آیت و ہر آیت مماثل سورت اور اول سے آخر تک ایک مناسبت ہے پس اگر بعض خطب ورسائل کتاب نہج البلاغہ اصلی اور بعض مصنوعی وجعلی ہوتے تو ضرور فرق مابہ الامتیاز پیدا اور طرز اسلوب ہر واحد جداگانہ ہوتا پس جو گمان فاسد اور خیال کاسد اس امر کا کرے کہ تمامی خطب نہج البلاغہ یا بعض خطب ورسائل جناب ولایت مآب کے نہیں ہیں وہ بالکل پایہ اعتبار سے ساقط درجہ اعتماد

سے ہابط ہے علاوہ اسکے اگر ایسے احتمالات سخیفہ توہمات رکیکہ تخیلات ضحیفہ کوگنجائش دی جاوے گی تو ابواب منقولات مسدود اور علم احادیث وروایات مفقود ہوجاویگا کیونکہ اسی طرح سے ہر حدیث نبوی اور کلام مصطفویؐ اور آیات قرآنی اور کلام یزدانی میں اشتباہ کیا جا سکتا ہے کہ کل یا بعض مصنوع ومجعول اور موضوع ومنحول ہے پس چارہ کار دشوار اور تدارک حصول علم احادیث دوراز کار ہوجاویگا انتہی ملخص کلام ابن ابی الحدید وجہ دوم ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ علمائے اعلام اہلسنت نے تسلیم کیا ہے کہ کتاب نہج البلاغہ میں کلام معجز نظام حضرت امام علیہ السلام ہے تو یہ امر باقی رہا کہ اس خطبہ خاص میں اقوال علمائے اہلسنت بالاختصاص کیا ہیں پس واضح ہو کہ اکثر علمائے اہل خلاف نے اس خطبہ علویہ کا صاف صاف اقرار واعتراف کیا ہے۔

(ا) مجدالدین فیروزآبادی نے کتاب قاموس میں لغت شقشقیہ میں اعتراف کیا ہے کہ خطبۂ علویہ میں حضرت علی علیہ السلام نے جواب ابن عباس میں فرمایا ہے **هیهات هیهات یابن عباس تلک شقشقیةٌ هدرت ثم قوت۔**

(ب) ابوالفضل احمد بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری نے کتاب مجمع الامثال میں اعتراف کیا ہے کہ یہ خطبہ لاجواب کلام جناب ولایت مآب ہے۔

(ج) ابن اثیر جذری صاحب جامع الاصول نے کتاب نہایہ میں پندرہ مقام پر اعتراف کیا ہے۔ (ا) لغت خضم میں (۲) لغت شقشقیہ میں (۳) لغت عفطہ میں (۴) لغت نثل میں (۵) لغت نفح میں (۶) لغت جذا میں (۷) لغت برج میں (۸) لغت ربض میں (۹) لغت فلق میں (۱۰) لغت نسم میں (۱۱) لغت حلو میں (۱۲) لغت شفق میں (۱۳) لغت تف میں (۱۴) لغت خدا میں (۱۵) لغت نفخ میں اور ہر مقام پر بیان کیا ہے کہ اس لفظ سے یہ مراد ہے۔

(ا) اعتراف فیروزآبادی (۲) اعتراف نیشاپوری (۳) اعتراف ابن اثیر (۴) اعتراف محمد طاہر گجراتی (۵) اعتراف ابن خشاب (۶) حسن بن عبداللہ عسکری

(د)اور محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار میں بعض لغات سابقہ کے بیان میں اعتراف کیا ہے۔

(ھ)ابن خشاب نے اپنے شاگرد مصدق کے درس دینے میں اعتراف کیا ہے۔

(و)حسن ابن عبداللہ ابن مسعود عسکری عالم اہلسنت صاحب کتاب مواعظ وزواجر نے اسکی شرح کی ہے۔

(ز) شیخ الموحدین ابن میثم علیہ الرحمۃ نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو ایسے نسخہ میں دیکھا ہے جس پر خط ابن الفرات وزیر مقتدر باللہ تھا جو کچھ اوپر ساٹھ برس قبل سید رضی کے تھا اور میرے گمان میں غالب یہ ہے کہ وہ نسخہ ابن الفرات کے وجود سے ایک مدت پیشتر لکھا گیا تھا۔

(ح)ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں اعتراف کیا ہے۔

(ط) سبط ابن جوزی نے یہ خطبہ کتاب تذکرہ میں ابوالقاسم انباری سے اور اسنے باسناد خود عکرمہ سے نقل کیا ہے۔

(ی)علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ میں اعتراف کیا ہے۔یا قاضی القضاۃ نے جو تاویلات فقرات خطبہ موصوفہ کئے ہیں اسکا جواب شافی کتاب شافی میں موجود ہے۔ پس اعتراف علمائے نامدار اہلسنت و جماعت کالشّمس فی النہار روشن وآشکار ہوگیا کہ یہ خطبہ جناب حیدر کرار کلام صاحب ذوالفقار ہے علیہ صلوات اللہ الغفار علی مرالدہور والاعصار وجہ سیوم واضح ہو کہ خطبہ شریفہ میں جس قدر فحاوی کلمات فصاحت آگیں مضامین آئین بلاغت۔شاقت الفاظ زاہرہ اناقت فقرات نادرہ وجودت معانی دقیقہ عذوب سبانی انیقہ حسن اسالیب کلمات تراکیب فقرات مجتمع ہیں تعریف اسکی مافوق عمایطاق ویستطاع وتوصیف اسکی متجاوز از تحریر خامہ ویراع و تسطیر نامہ ورقاع ہے کیونکہ اعتراف علمائے عظام بحسب مقولہ کلام الامام امام الکلام اور اقرار

(۷)اعتراف ابن ابی الحدید (۸)اعتراف ابن جوزی (۹)اعتراف علاء الدولہ (۱۰) تاویل قاضی القضاۃ

فضلائے فخام بمقال فوق کلام الانام دون کلام الملک العلام شہادت کافی و دلیل وافی ہے چنانچہ فاضل سدید ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ ابوالخیر مصدق نے ۶۰۳ھ میں عبداللہ بن احمد المعروف بابن خشاب نے اپنے استاد کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ آیا یہ خطبہ بے اصل ومجعول یا مضوع ومنحول یا مشکوک ومجہول ہے تو در جواب اسکے ابن خشاب نے فرمایا کہ نہیں قسم بخدائے برحق کہ مجھکو جسطرح سے یقین واثق ہے کہ تو مصدق ہے اسی طرح سے اطمینان صادق ہے کہ یہ کلام علی متحقق ومصدّق ہے مصدق نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلام فاضل زکی علامہ رضی کا ہے ابن خشاب نے کہا کہ کہاں کلام رضی اور کہاں کلام علی ولی کسکو طاقت ہے کہ بہ طرز رشیق اسلوب انیق یہ مضمون دقیق یہ کلام فصیح یہ عبارت بلیغ لکھ سکے ہم نے طرز وطریقہ کلام سید رضی دیکھا ہے کہ انکے کلام کو اس کلام سے کیا مناسبت ہے قسم بخدا کہ میں نے اس خطبہ کو ان کتابوں میں پڑھا ہے جو دوسو برس قبل تولد سید رضی کے تصنیف ہوئی تھیں۔

اور میں نے اس خطبہ کو ان علمائے سابقین کے ہاتھ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو بیشتر تھے سید رضی کی والد سے بعد اسکے ابن الحدید نے لکھا ہے کہ میں نے خود اس خطبہ کا بہت سا حصہ مصنّفات ابوالقاسم بلخی امام بغدادیین میں دیکھا ہے جو زمانہ متقدر باللہ میں تھی اور سید رضی بھی مقدم تھے اور کتاب انصاف ابوجعفر بن قتیبہ عالم امامیہ میں دیکھا ہے کہ جو کہ قبل تولد سید رضی کے فوت ہو چکے تھے خلاصہ کلام ابن ابی الحدید معتزلی تمام ہوا علاوہ بریں جاننا چاہیے کہ اس خطبہ کو جناب صدوق علیہ الرحمہ نے دوسندوں سے نقل فرمایا ہے کتاب معانی الاخبار میں اور کتاب مذکور بہت پیشتر ولادت سید رضی سے تصنیف ہوئی ہے اسلئے کہ ولادت سید رضی علیہ الرحمہ والرضوان ۳۵۹ ہجری میں ہوئی اور معانی الاخبار کا ایک نسخہ ۳۲۱ھ کا لکھا ہوا صاحب ظرائف کی نظر سے گذرا ہے اور جناب سید علی بن طاوس علیہ الرحمہ نے اس خطبہ کو کتاب ظرائف میں نقل کیا ہے جو بہت مقدم تھی جناب سید رضی سے اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں نقل کیا ہے جو استاد جناب

سید رضی علیہ الرحمہ تھے۔ پس بوجوہ تذکرہ بالا ثابت ہے کہ تصنیف جناب سید رضی نہیں ہے وجہ چہارم خدمت بارفعت ارباب علم ودانش اصحاب فہم وبنیش میں گذارش ہے کہ جس خطبہ فصاحت دستور منشور لامع النور شقشقیۂ بلاغت منشور کی نسبت علمائے باوقار فصحائے کامگار بلغائے روزگار ادبائے کائمیں کملائے فاضلین فضلائے ماہرین عقلائے متبحرین اس امر کے معترف ہیں کہ یہ خطبہ بے مثال فصاحت اشتمال بلاغت منوال مرصع تمثال مرقع جمال جواہر مقال زواہر اقوال سے مالا مال ہے اور اس خطبہ بے نظیر کی تشریح وتفسیر جماہیر علمائے کثیر وجم غفیر فصحائے با توقیر نے تحریر وتسطیر کی ہے پس امر تعجب خیز مقام حیرت انگیز یہ ہے کہ اگر یہ خطبہ شریف سید رضی کی تالیف یا کسی اور عالم شیعہ کی تصنیف ہوتا تو ایسی لآلی منضود خطبہ نادر الوجود کو اپنی طرف کس واسطے منسوب نفرماتے اور ایسے کلام بے نظیر کو بکذب وتذویر جناب امیر بادشاہ خیبر گیر منسوب فرماتے حالانکہ اگر کوئی شخص ایک نظم فصیح یا ایک نثر بدیع یا ایک عبارت بلیغ تصنیف وتالیف کرتا ہے تو ہزار ہزار افتخار ومباہات بیشمار سے اپنی جانب منسوب اور اپنی تصنیفات نامیہ تالیفات سامیہ میں محسوب کرتا ہے وجہ پنجم علاوہ اسکے سید رضی علیہ الرحمہ ساتھ تورّع وتقدّس نفسیہ وملکات وکمالات انسیہ صفات قدسیہ اور فضائل ملکیہ کے ساتھ موصوف تھے اور جلالت قدر وعظمت مدارج کے ساتھ علمائے فریقین میں مشہور ومعروف تھے اوصاف حمیدہ انکی شرح ابن الحدید میں مذکور خصائل پسندیدہ انکے تاریخ ابن خلکان میں مسطور ہیں پس کوئی صاحب ایمان ودیانت یا صاحب فہم وفراست ایسا خیال کرسکتا ہے کہ ایسا عالم جلیل فاضل نبیل مقدس عدیم البدیل اسطرح کا اتہام عظیم وصریح کذب فصیح بہتان قبیح ایسے جناب فلک قباب ولایت مآب جانشین رسالت مآب شافع یوم الحساب کی طرف منسوب کرے جس پر جان ودل سے نثار جسکے محخانہ محبت میں سرشار جسکی نظر مکرمت کی خواستگار جسکی شفاعت کے امیدوار رہا کرتے ہیں حاشا وکلا اعاذنا باللہ عن ذلک وسائر المومنین محمد وآلہ الطاہرین وجہ ششم ہرگاہ علمائے اہل تشیع اعتراضات صریحہ مطاعن فضیحہ تشنیعات

یتحہ بالتصریح تحریر کرتے ہیں تو کیا ضرورت تھی کہ یہ تلمیع و تدلیس ایک خطبہ مشتمل استعارات و کنایات وتشبیہات وضع کرتے جسکی تفسیر وتشریح کی پھر ضرورت ہوتی پس یہ محض خیال خام اور تخیلات نافرجام اور وسواس واوہام رعاع عوام ازقبیل اضغات واحلام ہے۔

قضیہ کبریٰ یعنی کلام علی حق ہے(ا) واضح ہو کہ آیہ وافی ہدایہ **انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا** بتصریح روایات موطائے امام مالک اور صحیح داؤد اور تفسیر کشاف وصحیح مسلم وصحیح بخاری وتفسیر واحدی وکتاب مصابیح وروضۃ الاحباب ومناقب اخطب خوارزمی ومناقب ابن مرویہ و دیگر کتب علمائے اہلسنت کی شان علی وحضرت فاطمہ و حضرات حسنین علیہم السلام اصحاب کسا میں واصل اور واسطے ثبوت طہارت کے نازل ہوئی ہے پس ہر گاہ خداوند داور نے اس سرور کو ہر رجس ظاہری و باطنی سے مطہر فرمایا اور لفظ رجس جمیع قبائح وآثام کو شامل تمامی معاصی و ازلام کو مشتمل ہے تو ہر قول امام معصوم انوار صدق وحق سے معمور رجس کذب وزور سے دور ومہجور ہر خطا ولغزش وفتور سے طاہر وطہور ہے۔

(ب) باعتراف علمائے اہلسنت حدیث صحیح ہے کہ **علی مع الحق و الحق مع علی یدور معه حیث ما دار** اور بعض میں ہے **لن یفترقا حتی یردا عَلَیّ الحوض** اور بعض میں ہے **اللهم ادر الحق مع علی حیث دار** اور ہر گاہ حق ساتھ علی کے ہے اور علی حق کے ساتھ ہے تو قول علی حق ہے (ج) خود حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے **والله ما کذبت وما کذبت**

یعنی قسم بخدا کہ میں نے کبھی کذب نہیں کہا نہ کسی نے میری تکذیب کی ہے پس قول امام علیہ السلام حق ہے (د) اور تفسیر کشاف میں زمخشری نے باتفاق دیگر مفسرین لکھا ہے کہ آیہ **قل کفی بالله شهیدا بینی و بینکم و من عنده علم الکتاب** میں علی ابن ابی طالب مراد ہیں اور ہر گاہ وہ حضرت بفرمان جناب احدیت عالم علم قرآن بھی ہیں اور مقبول الشہادۃ بھی ہیں تو

قول حضرت امام حق ہے (ھ) آیہ **کو نوا مع الصادقین** میں صادقین سے علی ابن ابیطالب مراد ہیں تو قول حضرت مقرون صدق وجہ غالب ہے (و) آیہ **والذی جاء بالصدق و صدق بہ صدق** اشارہ ہے طرف حضرت علی کے اور ہرگاہ تصدیق قول حضرت امام علیہ السلام ممدوح ملک العلام ہے تو وہ حضرت صادق الکلام ہیں (ز) آیہ **فمن کان علی بینة من ربہ و تیلوہ شاھد من** شاھد سے مراد علی ابن ابی ابیطالب ہیں اور ہرگاہ وہ حضرت مقبول الشہادۃ ہیں تو قول انکا حق ہے پس واضح ہو گیا کہ یہ خطبہ شقشقیہ کلام امام علیہ السلام ہے اور کلام امام حق ہے تو یہ خطبہ حق ہے۔

احمد حسین، امروہوی (م ۱۳۲۸ھ)

آپ امروہہ کے نامور عالم اور شارح نہج البلاغہ تھے۔ آپکی ولادت سید رحیم علی کے گھر ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء کو محلّہ شفاعت پوتہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور علم صرف ونحو مولانا سید علی حسین صاحب طاب ثراہ سے حاصل کیا۔ علم طب میں امروہہ کے مشہور حکیم امجد علی خانصاحب سے استفادہ کیا۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے لکھنو کا ارادہ کیا۔ لکھنو میں ملک العلماء سید بندہ حسین صاحب سے شرح لمعہ شرح کبیر، قوانین الاصول کا درس لیا۔ تفسیر طبرسی میں سید المتکلمین میر حامد حسین صاحب عبقات الانوار سے فیضاب ہوئے۔ نہج البلاغہ اور مسالک میں مفتی محمد عباس شوشتری سے تلمذ خاص تھا اور ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب سے بھی استفادہ کیا۔

مفتی محمد عباس آپ سے بہت محبت اور اعتماد کرتے تھے۔ آپنے اجازہ میں جو ۱۹ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ کا تحریر شدہ ہے۔ لکھا ہے "**اجزت لہ ان یروی عنی ما اخذمنی**"، یعنی موصوف کو میری جانب سے نقل حدیث کی اجازت ہے۔ مفتی صاحب آپ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ مقدمات کے فیصلوں کا کام آپکے سپرد کر دیا تھا۔

آپ زھد وتقوی اور عشق اھلبیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مولانا علی حسن امروہوی عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں تم مرض سے نجات حاصل کر کے ہمارے پاس پہنچو۔ آج حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی مسجد جامع میں تشریف لائے ہیں۔ آپ شوق زیارت میں مسجد تشریف لائے دیکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام بیچ کے در میں قبلہ رو کھڑے ہیں چہرے پر نقاب ہے۔ مسجد میں نور پھیلا ہوا ہے اتنے میں حضرت نے نقاب الٹ کر آپ کو دیکھا اور مسکرائے آپ نے درود پڑھنا شروع کیا اور حضرت نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ نزع کے وقت جس جگہ نماز پڑھتے تھے وہاں چارپائی بچھوائی مسکرائے اور کہا بسم اللہ تشریف لایئے اور کہا دیکھو دروازے پر کوئی پکار رہا ہے حالانکہ وہاں کوئی نہیں تھا اور

یکا یک آپکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔علم وفقاہت کا یہ آفتاب ۱۵/رمضان ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ءکوغروب ہوگیااور متصل شیعہ جامع مسجد آسودۂ لحد ہوئے۔ ۱

صاحب تاریخ اصغری :

جناب مولوی سید احمد حسین فاضل اجل عالم باعمل حمیدہ خصال، جامع فضل وکمال، فارس مغمار،علوم ادبیہ غائص بحار،فنون عربیہ واقف رموز فقیہ کاشف غموض شرعیہ ،حکمت مآثر ناظم امثال واقران فخر خاندان ہیں۔آپکوتصنیف وتالیف سے کافی دلچسپی تھی۔ ۲

صاحب تکملہ نجوم السماء:

''عالم و فاضل متورع زکی است اولاً در وطن خود بخدمت جناب مولانا سید علی حسین صاحب سابق الذکر کتب درسیه و بعض کتب فقیهه خوانده و در معقولات مهارت تام دارد'' ۳

شرح نہج البلاغہ:

آپنے علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کی شرح نہج البلاغہ کی تلخیص بحکم مفتی محمد عباس شوشتری تحریر کی آپنے تلخیص میں ماہرانہ فن کا مظاہرہ کیا ضروری مطالب حذف نہیں کئے غیر ضروری کا ذکر نہیں کیا۔

صاحب تکملہ نجوم السماء لکھتے ہیں۔

" و از تصانیف او تلخیص شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید است که بایماء جناب مولانا آقا سید عباس شوشتری طاب ثراه تالیف و ترتیب نموده است " ۴

---

۱ تذکرۂ علماء امروہہ ص:۵۱ ۲ تاریخ اصغری ص:۱۱۷ ۳ تکملہ نجوم السماء ج:۲۔ص:۲۸۳ ۴ تکملہ نجوم السماء۔ج:۲۔ص:۲۸۳

صاحب تجلیات لکھتے ہیں:

''نہایت جید الاستعداد عالم تھے درسیات اپنے وطن میں پڑھکر جناب مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی اور دیگر علماء لکھنؤ سے بھی اکتساب علم کیا اور درجہ اعلائے علم تک پہونچے بڑی بڑی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے۔ ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ کی تلخیص فرمائی اور مناظرات مذہبی میں اور علم کلام میں انکے اکثر تصانیف ہیں۔ عراق سے مشرف ہوئے اور وہاں سے اجازہ بھی حاصل فرمایا تھا۔'' [۱]

دیگر تالیفات:-

اعظم المطالب فی آیات المناقب

حواشی مختصر النافع (فقه)

اخر الناس عن شر الوسواس الخناس

مناقب الابرار

هدیه سنیه

جواب لا جواب

فرق الفریقین فی تمسک الثقلین

تنقید الاخبار [۲]

---

۱ تجلیات ص:۳۱۲ ۲ تالیفات شیعہ

ناظر حسین، ناظم، مظفر نگری (م ۱۳۳۶ھ)

ضلع مظفر نگر کے مشرق و مغرب میں جو سادات کرام آباد ہیں وہ سادات بارہہ کے نام سے مشہور ہیں یہ سادات اوائل ہی سے فضل و کمال میں طاق اور علم و ادب میں یکتائے روزگار رہے ہیں جو اپنی دانش و بینش عقل و خرد کے سبب سلاطین کے منظور نظر رہے انھوں نے خود تو حکومت و اقتدار کی ذمہ داری نہیں سنبھالی مگر ''بادشاہ گر'' ضرور رہے اسی سادات سے تعلق رکھنے والی باکمال ادبی شخصیت جناب سید ناظر حسین ناظم کی تھی جنھوں نے ادبی میدان میں عدیم النظیر کارنامہ انجام دیا جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا آپ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کی طرف منسوب بلا الف خطبہ کا بلا الف ترجمہ کر کے صنعت اہمال میں نئے باب کا اضافہ کیا جسے اہل علم و ادب نے ''عجائب روزگار'' قرار دیا اور خاطر خواہ اس کی قدردانی کی اس ترجمہ سے آپ کی ادبی عظمت و علم عروض میں آپ کی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے ناظم نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی کم و بیش پچاس مرثیے کہے اور لاتعداد غزلیں اور نظمیں کہیں شاعر مشرق علامہ اقبال بھی آپ کے مداح و معتقد تھے۔

پروفیسر عابد علی عابد رقمطراز ہیں:

> ''ارشد گورگانی اور میر ناظر حسین ناظم کے حلقۂ سخن میں بیٹھ کر اقبالؔ کو اس بات کا احساس ہوا کہ جو شعری تربیت انھوں نے حاصل کی تھی اس کی تکمیل ضروری تھی۔ جو مشاعرے لاہور میں منعقد ہوتے تھے ان میں میر ناظر حسین اور علامہ اقبال پابندی سے شرکت کرتے تھے اس طرح دونوں میں گہرے روابط و تعلقات تھے۔ میر ناظر حسین کا جب بلا الف منظوم ترجمہ ۱۳۱۰ھ لاہور میں ''مظہر العجائب'' کے عنوان سے منصۂ

شہود پر آیا تو ادبی حلقوں میں ہلچل مچ گئی اور ہر طرف سے داد و تحسین کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔''

ڈاکٹر تقی عابدی نے اس خطبہ کو اپنی کتاب ''ادبی معجزہ'' میں تحریر کیا ہے۔ جو ۲۰۰۶ء میں ملتان سے شائع ہوئی تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں میر ناظر حسین کی ولادت ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء کو لکرولی ضلع مظفر نگر میں ہوئی آپ کے والد سید ولایت حسین دادا دیوان سید محمد علی صاحب ثروت بزرگ تھے۔ ناظم کو نو عمر سے شعر و سخن کا شوق تھا میر خورشید علی نفیسؔ کی شاگردی اختیار کی اساتذہ عصر امیرؔ مینائی، مرزا داغؔ، میر ضامن علی جلالؔ لکھنوی آپ کے فن و کمال کے مداح و معترف تھے آپ کے کلام میں فصاحت و بلاغت معنی آفرینی، زبان کی سادگی نمایاں ہے۔ آپ کی وفات ۱۱ر محرم ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء کو لاہور میں ہوئی قبرستان مومن پورہ میں دفن ہوئے۔

نمونۂ کلام:

تصدیق حق میں حق پہ ہوں برحق ہے یہ دلیل سمجھے نہ بے شریک جو مشرک ہے وہ ذلیل
ہے کوئی نظم مملکت حق میں کب کفیل بیچوں وہ بے نظیر نہ ہو کیونکہ ہے جلیل
بے شبہ وہ بری ہے مشیر و وزیر سے
ہم پشت سے معیں سے مد سے نصیر سے
پوشیدہ حق سے کچھ بھی نہیں وہ خبیر ہے ہر وقت پردہ پوش صغیر و کبیر ہے
وہ ہی گرے ہوؤں کے لئے دستگیر ہے رحمت میں بھی نہ فرد ہو کیوں بے نظیر ہے
ہے حکم عین عدل مشیت درست ہے
وہ سب کے بعد بھی ہے جو سب سے نخست ہے

بخشے وہ منحرف کو بھی ہو معترف وہ گر　　موجود ہے وہ دیکھ نہیں سکتی پر نظر
ہر وقت ہے خبیر کو ہر فعل کی خبر　　حق سے کبھی چھپی ہی نہیں خیر ہو کہ شر
سننے نہ دیکھنے نہ سمجھنے میں بیم ہے
بے شبہہ وہ سمیع و بصیر و علیم ہے

ہے بے ستون چرخ تَری پر تِری زمیں　　قدرت ہی کے کرشمے یہ پھیلے ہیں ہر کہیں
پتھر کے کیڑوں کو بھی وہ دے رزق ہے یقیں　　تعریف کون کر سکے حق کی کوئی نہیں
گر بعد ہے تو قرب کی صورت پدید ہے
جو وہ قریب ہوئے تو سمجھو بعید ہے

قدرت کی قدر کیجئے قدرت سے ہم ہیں کب　　عزت میں ہیں گھٹے ہوئے قوت میں کم ہیں سب
گر ہے لطیف لطف قوی ہے گرفت رب　　رحمت جو ہے وسیع تو ہے قہر بھی غضب
جنت ہی رحم حور پئے بے قصور ہے
دوزخ غضب ہے جس کی جلن دور دور ہے

ہے بعثت محمدؐ صدیق بھی صحیح　　حق کے وہی رسول وہی حجت صریح
چوں صبح خلد صورت پر نور وہ صبیح　　طرز سخن ملیح تو وہ گفتگو فصیح
پیغمبر و رسول و نبی جلیل ہیں
معبود کے حبیب ہیں حق کے خلیل ہیں

وہ عہد جس میں کفر کی ہر سو تھی سلطنت　　وہ وقت جس میں دینے کی خوں کی نہ تھی دیت
حق کی زمیں پہ جب تھی بتوں کی ربوبیت　　مبعوث تب ہوئے یہ پئے نظم مملکت
کچھ دو کو سدھ نہ تھی کہ جبل پر جبل گرے
تکبیر سن کے کعبہ میں بت منھ کے بل گرے

۱؎ تَری　۲؎ تِری

سن کر نہیب ختم نبوت کے دین کی سجدوں میں بت گرے ہوئی عزت زمین کی
مٹی تلک بنی جو بتوں کی جبین کی چندن سے گرد بڑھ گئی دین متین کی
چرچے ہوئے کہ دیر پرستی رکیک ہے
کلمے پڑھے بتوں نے کہ حق بے شریک ہے

پھیلی ہوئی تھی تیرگی جہل سر بسر بخت سیہ کی شکل تھے کل تیرہ دل بشر
نے خیر کی خبر تھی کسی کو نہ شر سے ڈر ظلمت کدہ تھے کفر کی ظلمت سے دشت و در
یہ شکل تھی کہ صورت بعثت مبیں ہوئی
خورشید دیں کے نور سے روشن زمیں ہوئی

کی سعی حکم حق میں رسول کبیر نے کھولی رہ ودود بشیر و نذیر نے
بھوکے بھی سیر کردیئے خبز شعیر نے دیں دیں کی نعمتیں شہ گردوں سریر نے
بعثت سے خوش مقرب حق جزو کل ہوئے
حق حق کے مسجدوں میں غرض شور وغل ہوئے

کی ختم اس نے جس پہ نبوت وہ ہیں نبیؐ سید محمد عربی فیض سرمدی
ختم رسل سخی و پسندیدہ و ولی مومن پہ مہر مہر نبوت تھی ہر گھڑی
قربت میں وہ ہمیشہ ہوں قرب قریب کی
رحمت میں ہوں غفور و رحیم و مجیب کی

دل سے سنو یہ میری وصیت کہ ہوں وصی ہے حکم حق یہی تو یہی دعوت نبیؐ
پھر کچھ خطر نہیں جو نہ بے خوف ہو کبھی دہشت سے روتے رہنے کو سمجھو ہے دل لگی
گر بعد مرگ قہقہے، کرنے پسند ہوں
سوتے میں بھی یہ چشم کے سوتے نہ بند ہوں

دل میں جگہ دو زہد و ورع کو بھی تم ضرور نخوت طبیعتوں میں سروں میں نہ ہو غرور
نیکی سے تم قریب رہو تو بدی سے دور بھٹکو نہ بد عمل کی عقوبت دم نشور
حق بیں وحق شنو ہو وہ جو چشم و گوش ہو
مدہوش ہو کے مرنے سے پہلے بہ ہوش ہو
وہ دن رہے نظر میں تصور کی دم بدم جس دن ہو رب کی بخششوں میں ہونکو شیم
نیکی بہت ہو جس کی بدی جس کی ہووے کم جس کے گئے خوشی ہی خوشی ہو بروز غم
جس کے لئے بدی ہوئی جنت کی دید ہو
وہ روز رنج جس کیلئے روز عید ہو
فخر حسب کرو نہ غرور نسب کرو پھنس کر مصیبتوں میں بھی تم شکر رب کرو
ہم دم فروتنی سے غرض عجز سے سب کرو معبود سے طلب کرو گر کچھ طلب کرو
کچھ درد ہو کہ غم ہو عطش ہو کہ جوع ہو
ہر وقت حق کی سمت مگر دل رجوع ہو

الی الآخر...............

محمد حسین، محقق ہندی (م ۱۳۴۷ھ)

محقق ہندی، سلطان الذاکرین مترجم نہج البلاغہ مولانا سید محمد حسین زیدی کا شمار چودہویں صدی کے ان نامور محققین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے سلیس اور سادہ زبان میں نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا۔ آپ کا تعلق سادات بارہہ سے تھا۔ ۱۳؍رجب ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید حسین زیدی بارہویں تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا سید ابراہیم صاحب، تاج العلماء سید علی محمد سے فقہ واصول کا درس لیا۔

۱۳۰۶ھ میں عراق تشریف لے گئے۔ نجف اشرف میں آیات عظام کے دروس خارج میں شرکت کر کے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے اور اجازات حاصل کئے۔ آیت اللہ سید اسماعیل صدرؒ نے آپ کی تقلید کی اجازت دی۔ شیخ زین العابدین مازندرانی نے لکھا:

''لاحظت بعض تحريراته فی المسائل الاصولية فوجدته من الاكابر.''

آقای شیخ محمد حسین مازندرانی:

''او ردته موارد الامتحان فوجدته فوق المامول''

علماء عراق نے ''محقق ہندی'' کے خطاب سے نوازا۔ جو آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور آپ کے قدرداں تھے۔

درس خارج:

آپ کا امتیاز ہے کہ آپ نے لکھنؤ میں نجفی طرز پر درس خارج دینا شروع کیا جس میں بڑی تعداد میں طلاب نے شرکت کی اس طرح حوزہ علمیہ لکھنؤ کا معیار بلند ہوا اور طلاب علوم کو لکھنؤ ہی میں نجف کا لطف میسر ہونے لگا۔

آپ انتہائی مقدس، تارک الدنیا عالم تھے خداوند عالم نے ذہن و ذکاوت غیر معمولی عطا کی تھی۔ غرباء پروری کا یہ عالم کہ سائل کو گھر کے تمام ظروف دے دیئے گھر والے سمجھے کہ برتن قلعی کو جا رہے ہیں۔ کئی دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کسی حاجت مند کو دے دیئے۔

صاحب مطلع انوار:

''خطیب ایسے کہ ان سے پہلے اس انداز اور آواز کا خطیب دیکھا نہ گیا تھا، ہزاروں کا مجمع اپنے بھی بیگانے بھی مجال ہے کہ آخری شخص تک آواز نہ جائے اور مخالف گرویدہ نہ ہو، برجستہ اور برمحل تقریر دلکش اور بھاری بھرکم انداز، علمی وقار ہر چیز ملحوظ رہتی تھی۔'' [1]

آپ نے امروہہ، لکھنؤ، بمبئی، پٹنہ، کراچی میں یادگار مجالس خطاب کیں اور اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔

۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ بروز پنجشنبہ محلّہ دال منڈی لکھنؤ میں وفات پائی اور شیر جنگ کے باغ میں سپرد خاک ہوئے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات و مکتوبات کو اردو قالب میں ڈھالا۔ ترجمہ میں ادبی لطافت پائی جاتی ہے۔

دیگر آثار علمی:

تفسیر اتقان البرهان

حواشی ذخیرة المعاد (فقه)

کتاب الصلوٰة (رساله عملیه)

[1] مطلع انوار ص ۵۲۵

تحقیق جدید (اصول فقه)

القول المفيد فى مسائل الاجتهاد و التقليد (عربى طبع ۱۳۱۶ھ)

رسالة الجمعة (عربى)

رسالة اصالة الطهارة (عربى)

حديقة الاسلام (۳ جلد)

دفع المغالطات فى اسرار الشهادات (فقه)

الوقف على الاولاد (فقه)

حواشى قوانين الاصول (اصول فقه)

ترجمه صحيفه كامله

ترجمه وجيزه دراية [۱]

[۱] مطلع انوار ص ۵۲۶، تذکرہ بے بہا ص ۳۸۳

اولاد حسن، امروہوی (۱۳۳۸ھ)

مولانا سید اولاد حسن کا شمار چودہویں صدی کے ممتاز علماء، اور شارحین نہج البلاغہ میں ہوتا ہے۔آپ کے والد ماجد مولانا سید محمد حسن طاب ثراہ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔آپ کی ولادت ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء کوامروہہ محلّہ شفاعت پوتہ میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد مولانا تفضّل حسین صاحب سنبھلی سے استفادہ کیا۔سطحیات کی تکمیل کے بعد لکھنؤ گئے اور سرکار مفتی محمد عباس شوشتری کے حلقہ درس میں شرکت کی آپ کا شمار مفتی صاحب کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا۔مفتی صاحب مرحوم آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے اور ذہانت وفطانت پر فخر کرتے تھے۔

صاحب تجلیات:

''جامع معقول ومنقول اور ادیب کامل تھے عرصے تک مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل وتکمیل علوم کی۔نظم ونثر دونوں قسم کے ادب میں ان کے افادات کا ذخیرہ ہے نہایت متورع ومحتاط تھے۔'' [۱]

فقہ، اصول، فلسفہ، منطق میں مہارت حاصل تھی علم الفرائض میں لاثانی تھے۔میراث کے مشکل سے مشکل مسائل آسانی سے حل فرما دیتے تھے۔آپ نے علم فرائض کے احکام کوکئی ہزار اشعار میں نظم کیا جس کا خلاصہ ''نظم الفرائض'' کے عنوان سے ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا۔

امروہہ آنے کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا بڑی تعداد میں طلباء نے آپ سے استفادہ کیا آپ کے تلامذہ میں ادیب اعظم مولانا ظفر حسن طاب ثراہ، مولانا سید محمد مجتبیٰ عرف مولوی چاند کے علاوہ شعر وسخن میں سینکڑوں شاگرد تھے۔

آپ کے اخلاق کا عام شہرہ تھا ہر مذہب کا انسان آپ کا احترام کرتا تھا نہایت درجہ

۱؎ تجلیات۔ص:۳۱۱

منکسر المزاج، نیک کردار، پاکیزہ خصلت، متقی پرہیزگار اسلاف کا نمونہ تھے۔خوشنویسی میں کمال حاصل تھا شیعہ جامع مسجد امروہہ کی استرکاری میں جو تحریرات اور قرآن پاک کی آیات کندہ ہیں وہ آپ ہی کے قلم جادو رقم کی سحر کاری کا نتیجہ ہیں۔

علمی قابلیت خاندانی ریاست، ذاتی وجاہت پر دینداری اور اخلاق حسنہ نے اور زیادہ عظمت بخشی۔ زیارات عتبات عالیات سے بھی مشرف تھے۔ شگفتہ مزاج، موزوں طبع شاعر شیریں مقال تھے سلیم تخلص تھا، فارسی اور اردو میں کلام کا ذخیرہ یادگار رہے۔

صاحب تذکرہ بے بہا:

''علاوہ فضائل پسندیدہ واوصاف حمیدہ مذکورہ کے فن شاعری میں بھی کمال تھا سلیم تخلص کرتے تھے درس وتدریس کا سلسلہ انھیں کے دم سے جاری ہے خوشنویسی میں بھی شہرہ آفاق تھے۔'' [۱]

الاشاعة فی شرح نهج البلاغه: یہ علمی وتحقیقی شرح ہے۔

وفات: آپ نے یکم شعبان ۱۳۳۸/اپریل ۱۹۲۰ء میں رحلت فرمائی۔

دیگر آثار علمی:

تفسیر انوار القرآن

نیرنگ زمانه

دلائل حسینیه

چراغ ایمان

نظم الفرائض ۱۳۲۱ھ

معلم الاطفال

۱؎ تذکرۂ بے بہا۔ص:۴۶

ارتضیٰ حسین

مولانا سید ارتضیٰ حسین ارباب علم وفن میں شمار کئے جاتے تھے۔رضا لائبریری رامپور میں نواب رامپور حامد علی خاں بہادر (متوفی ۲۲ر محرم ۱۳۴۹ھ/۲۰ر جون ۱۹۳۰ء) کے ملازم تھے۔ اسی دوران آپ نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ایسے خطبہ کا ترجمہ کیا جسمیں کوئی الف رکھنے والا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے اس خطبہ کو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار ج ۱۷میں اور علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ خطبہ بلا الف:

مولانا ارتضیٰ حسین صاحب نے یہ ترجمہ نواب حامد علی خاں کے نام معنون کیا تھا۔عربی میں متن اور بین السطور میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔

آغاز ترجمہ:

''منقول ہے کہ ایک مرتبہ خدمت برکت حضرت امیر المومنین
امام المتقین اسد اللہ کلمۃ اللہ غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب مین
کچھ لوگ حاضر ہوئے۔۔۔الخ''

یہ مخطوطہ رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے۔خط عمدہ نسخ ونستعلیق ہے متن کی روشنائی سیاہ اور ترجمے کی سرخ ہے کاغذ احمد آبادی سفید ہے۔ پشتہ نیا اور تازہ ہے۔کاغذ کسی قدر گل چکا ہے بظاہر یہ وہی نسخہ ہے جو مترجم نے نواب حامد علی خاں کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

اوراق ۱۶ سطریں ۷ اور سائز ۱۹×۱۴ سینٹی میٹر ہے۔

اس خطبہ کے بارے میں شیخ فدا حسین سابق پروفیسر علیگڑھ مسلم یونیورسٹی نے اپنے اس مضمون میں جو ماہ صفر ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں چھپا تھا لکھا ہے کہ مجھے سب سے زیادہ امیر

المومنینؑ کے خطبہ بلا الف کا تعجب تھا جسے علامہ ابن ابی الحدید نے آکر شرح نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے الحمد للہ میں نے وہ خطبہ بتمامہا مسند باسانید رجال ثقات حافظ محمد بن مسلم گنجی شافعی سے انکی کتاب میں مروی پایا اور اسکے روات سب ثقات و اثبات وحفاظ حدیث ہیں۔ [1]

[1] فہرست مخطوطات اردو کتابخانہ رضا رامپور۔ ص:۴۴

محمد اعجاز حسن، بدایونی (۱۳۵۰ھ)

حل لغات کے اعتبار سے نہج البلاغہ کی نمایاں خدمت انجام دینے والی ذات مولانا محمد اعجاز حسن صاحب کی ہے آپکی ولادت ۱۴/ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء کو بمقام سرسی ضلع مرادآباد ہوئی۔ والد ماجد مولانا محمد جعفر حسن تھے۔ ابتدائی تعلیم والد کے علاوہ مولانا سید شبیر حسین سرسوی، مولوی مظفر علی خانصاحب، ملا باقر مرادآبادی، مولوی سید کرار حسین سے حاصل کی۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً امروہہ، نوگانواں، میرٹھ کے مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ اسکے بعد لکھنؤ چلے گئے اور جامعہ ناظمیہ میں سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب سے شرح لمعہ اور قوانین الاصول پڑھیں۔ ۱۳۲۵ھ میں ''ممتاز الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۲۶ھ میں ککرولی ضلع مظفر نگر میں دینی خدمات میں مصروف ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ میں سرکار نجم العلماء نے مدرسۂ عالیہ رامپور میں مولوی فاضل کیلئے مدرس مقرر کرایا۔ اسی زمانے میں مولوی مقبول احمد دہلوی نے شعبۂ تصنیف وتالیف آپکے سپرد کیا۔ جسکی بنا پر متعدد کتب تحریر کیں۔ ۱۳۳۷ھ میں شیعہ اسکول لکھنؤ میں ملازم ہوئے۔ ۱۳۴۲ھ میں جامعہ ناظمیہ میں استاد مقرر ہوئے۔ اور مدرسۃ الواعظین میں بھی تدریس کرتے رہے۔ اس زمانے میں مناظرے اور تبلیغ کے سلسلے میں برصغیر کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ رنگون، زنجبار، ممباسہ اور عدن جا کر تبلیغی فرائض انجام دیئے۔ مزارات جنت المعلیٰ و جنت البقیع کے انہدام پر احتجاج میں بڑے جوش وخروش سے شریک ہوئے۔ آپ اسلام اور تشیع کی سربلندی کیلئے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ مدرسۃ الواعظین کیلئے آپکی بیشمار خدمات ہیں آپ عربی اور اردو کے قادر الکلام مصنف اور شیریں بیان خطیب تھے۔

۱۵/ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ/۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں تقریر کرتے ہوئے دل کا دورہ پڑا اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔ [۱]

[۱] مطلع انوار۔ ص:۴۸۳

حل لغات نہج البلاغہ:

نہج البلاغہ کے سلسلے میں آپ کی اہم خدمت یہ ہے کہ آپ نے نہج البلاغہ کی لغات کو حل فرمایا۔ نہج البلاغہ میں الفاظ کی فراوانی کے سبب ضرورت تھی کہ الفاظ کی مکمل تشریح کی جائے تا کہ قارئین بآسانی نہج البلاغہ کے خطبات و مکتوبات سمجھ سکیں۔ آپ نے اس خدمت کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

دیگر آثار علمی:

برهان مجادله فی تفسیر آیة المباهله

تجوید القرآن ۲ حصے مطبوعه

کتاب فضل القرآن

مقدمات القرآن. مطبوعه

لغات القرآن

فهرست الفاظ قرآن

هدیه جعفریه ترجمه اعتقادیه شیخ صدوق

ایضاح الفرائض (میراث)

معراج النحو

وجیزة الصرف

حاشیه بر سیوطی

شرح الفیه

مصائب اهلبیت

نجم الهدایة

شمس الاعتقاد

احکام جماعت

شجرة الانبیاء و الائمه

ایضاح الاشکال

خزینهء هدایت

ترجمه فصول المهمّه ابن صبّاغ مالکی

ترجمه احتجاج طبرسی

الرجم بجواب عبد الشکور ۲ جلد

ازاله خرافات شکوریه

یوسف حسین، امروہوی (م۱۳۵۲ھ)

چودھویں صدی کے بلند مرتبہ شارح نہج البلاغہ سرکار یوسف الملت مولانا سید یوسف حسین مجتہد، مولانا حاجی مرتضیٰ حسین محلّہ دانشمندان کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو امروہہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور رامپور جا کر مولانا محمد امین شاہ آبادی سے معقولات کا درس لیا۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں ''مدرسہ سید کاظم طباطبائی'' میں قیام کر کے درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔

اس وقت آیۃ اللہ محمد کاظم طباطبائی آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی، آقای شیخ علی قوچانی، آقای ضیاء الدین عراقی، آقای محمد کاظم خراسانی، آقای ابوتراب خوانساری کا فیض جاری تھا۔ آپ نے آیت اللہ سید محمد کاظم طباطبائی اور آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی کے درس خارج میں شرکت کی اور اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کیے۔

آیات عظام نے اجازہ ہائے اجتہاد میں آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی فقہی اعلیٰ صلاحیتوں کا ذکر فرمایا۔

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں وطن واپس تشریف لائے اور تشنگانِ علوم کو سیراب کرنے لگے۔

انگریزوں کے خلاف فتویٰ: جب آپ نجف اشرف سے ہندوستان واپس آئے تو پہلی جنگ عظیم ختم ہو چکی تھی اور ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف تحریک شباب پر تھی یہاں تک کہ علماء نے حکومت برطانیہ کی فوج اور پولیس کی ملازمت حرام قرار دے دی۔ آپ نے بھی برطانوی فوج میں ملازمت کی حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ فتویٰ صادر ہوتے ہی برطانوی حکام میں کھلبلی مچ گئی۔ آپ کا یہ اقدام انگریز کلکٹر مرادآباد کو پسند نہیں آیا۔ اس نے سخت اظہار ناراضگی

کیا اور مولانا سے فتویٰ واپس لینے پر اصرار کیا۔ آپ نے انکار فرمایا جس کی بنا پر آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیے گئے۔ مگر نتیجہ کے پیش نظر اس اقدام سے باز رہا۔ آپ کی جرأت پر سر محمد یعقوب جو اس وقت ضلع مراد آباد کے مسلم لیڈر تھے مبارکباد دینے امروہہ آئے اور دیگر قائدین ملت نے آپ کے اس اقدام کو سراہا اور پسند کیا۔

امروہہ میں آپ مدرسہ نورالمدارس میں بحیثیت پرنسپل منتخب ہوئے۔ یہ مدرسہ مغربی اتر پردیش کے مدارس میں ممتاز تھا۔ یو. پی. کے اکثر پبلک اور گورنمنٹ اسکولوں میں علوم مشرق کے اساتذہ اس درسگاہ کے سابق طلباء ہوتے تھے۔

۱۹۲۲ء میں جناب سید محمد حسنین ڈپٹی کلکٹر کے اصرار پر منصبیہ عربی کالج میرٹھ کے پرنسپل منتخب ہوئے۔ آپ کی نگرانی میں مدرسہ نے ہر حیثیت سے غیر معمولی ترقی کی اور علمی وادبی رسالہ ''ھادی'' جاری کیا جس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔

۱۹۲۶ء میں مولانا سید عباس حسین صاحب ناظم دینیات شیعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی وفات کے بعد آپ کا تقرر ان کی جگہ ہوا۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں وائس چانسلر تھے جو آپ کا بیحد اکرام واحترام کرتے تھے۔ آپ تا وفات اس عہدہ پر فائز رہے۔ یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کے ممبر بھی رہے۔ یونیورسٹی میں فرائض اس خوش اسلوبی سے انجام دیئے کہ ہر وائس چانسلر آپ سے متاثر ہوا۔

آپ انتہائی سادہ طبیعت انسان تھے۔ مزاج میں بلا کی انکساری تھی۔ درس وتدریس وتصنیف وتالیف میں بے انتہا محنت کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کی صحت خراب رہنے لگی۔ علی گڑھ میں اچھے اطباء کا علاج کرایا مگر طبیعت میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ امروہہ تشریف لائے علالت میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۶ سال کی عمر میں تقدس کا یہ آفتاب ۱۳۵۲ھ/نومبر ۱۹۳۳ء کو غروب ہو گیا اور عزاخانہ نورالحسن محلّہ دانشمندان کی شہ نشین

میں آسودۂ لحد ہوئے۔ ۱

شرح نہج البلاغہ:

آپ نے نہج البلاغہ کا دقیق ترجمہ وشرح لکھی جسمیں کامل طور پر لغات کوحل کیا اورنحوی وصرفی مباحث بھی ذکر کئے یہ شرح رسالہ ''ہادی'' میں میرٹھ سے۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء سے قسطوار شائع ہوئی۔

نمونہ کلام:

ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے (شایاں) ہے جس کی مدح سرائی (بڑے بڑے) لکچرار (تک) نہیں کر سکتے، اور نہ محاسب اس کی نعمتوں کا احاطہ کر سکتے ہیں، اور نہ جد و جہد کرنے والے اس کے حق کو (کما حقہ) ادا کر سکتے ہیں، وہ ایسا ہے کہ جس کو ہمتوں کی بلند پروازی معلوم نہیں کر سکتی، اور نہ عقلوں کی غوطہ زنی اس کو پا سکتی ہے (اور وہ) ایسا خدا (ہے) کہ جس کی صفت کے لئے کوئی معین حد اور کوئی موجود وصف اور کوئی مقرر وقت، اور کوئی دراز (مدت) نہیں ہے، اس نے اپنی قدرت (کاملہ) سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، اور اپنی رحمت (واسعہ) سے ہواؤں کو پھیلایا، اور اپنی متحرک زمین میں پہاڑوں کی میخیں ٹھوکیں، دین میں سب سے پہلی بات خداوند عالم کی معرفت ہے، اور معرفت کی تکمیل اس کی تصدیق ہے، اور اس کی تصدیق کی تکمیل اس کو واحد جاننا ہے اور اس کی توحید کی تکمیل اس کے لئے عمل خالص کرنا ہے، اور اس کے اخلاص کی تکمیل صفات کا اس سے نفی کرنا ہے، اس وجہ سے کہ ہر صفت اس امر پر اشارہ ہے کہ وہ موصوف کے غیر ہے اور ہر

---

۱ علامہ یوسف حسین حیات اور خدمات

موصوف اس امر پر شاہد ہے کہ وہ صفت کے غیر ہے، پس جس نے اللہ سبحانہ کیلئے صفت قرار دی تو اس نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے، اور جس نے اس کا ہمسر قرار دیا تو اس نے اس کا ثانی قرار دیا، اور جس نے اس کا ثانی ٹھہرایا تو اس نے خدا کو صاحب اجزا ٹھہرایا، اور جس نے اس کو صاحب اجزا ٹھہرایا تو اس سے جاہل رہا اور جو اس سے جاہل رہا تو اس نے اس کی طرف اشارہ کیا، اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کو محدود قرار دیا، اور جس نے اس کو محدود قرار دیا اس نے شمار میں آیا ہوا قرار دیا اور جس نے کہا کہ کسی مقام میں ہے تو اس نے خدا کے لئے محل قرار دیا اور جس نے کہا کہ کسی چیز پر ہے تو اس نے (بعض مقامات کو) خدا سے خالی کر دیا (خدا) موجود ہے (تو) لیکن حدوث کے ساتھ نہیں اور اس کی ہستی تو ہے لیکن معدوم ہونیکے بعد نہیں ہر چیز کے ساتھ ہے (لیکن اس سے) منضم (اور ملا ہوا) نہیں ہے، ہر چیز کا غیر ہے (مگر اس سے) جدا نہیں ہے (وہ) فاعل ہے (لیکن) نہ بطریق حرکات واسباب (وہ اس وقت سے) بینا ہے جس وقت کہ اس کی مخلوق نہ تھی جس کو دیکھا جاتا، (وہ اس وقت سے) واحد (لاشریک) ہے جب کہ کوئی قابل سکون چیز نہ تھی جس (کے وجوہ) سے انس حاصل کرتا اور جس کے عدم سے پریشان ہوتا، مخلوق کو ابتداً بوجہ اتم پیدا کیا، اور اس کے ایجاد کی کامل طریقہ سے ابتدا کی (حالانکہ) ان میں نہ (کوئی) فکر کی اور نہ (کسی قسم کا) تجربہ حاصل کیا اور نہ کچھ نقل وحرکت کی اور نہ اہتمامِ نفس کیا جس کی وجہ سے پریشان ہوتا تمام اشیاء کو ان کے اوقات پر پیدا کیا، اور باہم اختلاف رکھنے والی، چیزوں میں مناسبت (و

موافقت) قائم کردی، اوران کے طبائع (عوارض وخواص) کو ثابت کر دیا، اوران کو ان کی قسموں یا شخصوں کے لئے لازم کر دیا ان کے پیدا کرنے سے پہلے ان کو جانتا تھا (اس) کا علم ان کے اطراف اور انتہا کا احاطہ کرنے والا تھا، ان کے مناسب اشیاء اور جوانب کو پہچانتا تھا، پھر خداوند تعالیٰ نے کشادہ فضاؤں اور وسیع اطراف، اور ہوا کے آنے جانے کی راہوں کو پیدا کیا اس کے بعد ان میں پانی جاری کیا جس کی موجیں آپس میں ٹکراتی تھیں اور جس کا بے انتہا پانی تہ بہ تہ تھا اس (پانی) کو تیز چلنے والی ہوا اور بہت سخت آندھی پر بار کر دیا، پھر ہوا کو پانی کے روکنے کا حکم دیا اور اس کو پانی کے مستحکم طریقہ سے روکنے پر مسلط کیا اور اسکو پانی کے اطراف و جوانب سے (اس طرح) ملا دیا (کہ) ہوا اس کے نیچے پھیلی ہوئی تھی، اور پانی اس پر ٹھہرا تھا، پھر خدا وند عالم نے (ایک دوسری) ہوا کو خلق فرمایا، جس کے (ہر جگہ) چلنے کو بند کر دیا، اور اس کے قیامگاہ کو ایک ہی جگہ رکھا، اور اس کے چلنے کی جگہ کو محکم کر دیا، اور اس کے مقام نشو (ونما) کو بعید قرار دیا (کہ جس پر اطلاع مکمل نہیں) پھر ہوا کو آب کثیر کے حرکت دینے اور سمندروں میں موجزنی پیدا کرنے کا حکم دیا، پس ہوا نے پانی کو دودھ کی مشک کے ہلانے کی مثل حرکت دی، اور اس پر اس تیزی سی چلی جیسے کہ خالی جگہ میں تیز چلتی ہے، (اور یہ حال تھا کہ) شروع پانی کو اس کے آخر پر اور ساکن کو متحرک پر لوٹاتی تھی یہاں تک کہ پانی کی ایک بری مقدار بلند ہوئی، اور تہ بہ تہ پانی نے جھاگ نکالے، پس خدا نے جھاگ کو وسیع ہوا اور کشادہ فضا میں بلند کیا، اور اس سے سات آسمان تیار کئے، سب سے نیچے کے آسمان کو موج (کی مثل) جو

گرنے سے ممنوع ہے اور سب سے اوپر کے آسمان کو محفوظ چھت، اور بام بلند (کی مانند) بلا ایسے ستون کے جو ان کو قائم رکھے، اور بغیر ایسی میخ و ریسمان کے جو ان کو جوڑے قرار دیا پھر ان (آسمانوں) کو درخشندہ ستاروں کی زینت اور چمکتے ہوئے تاروں کی روشنی سے مزین (ومنور) فرمایا، اور ان میں روشنی پھیلانے والا چراغ (آفتاب) اور نور دینے والا ماہتاب (جس کو) گھومنے والے آسمان اور چلنے والی چھت اور حرکت کرنے والی لوح میں جاری کیا، پھر بلند آسمانوں کے درمیان (چند طبقوں سے) کشادگی کی الیٰ آخرہ۔۔۔۔۔۔

دیگر آثار علمی:

تفسیر یوسفی

حاشیه بر كفاية الاصول (عربی)

ذخيرة العباد (رساله عمليه)

جوابات شافيه

توضيح المعالم – شرح معالم الاصول

ترجمه و حواشی اصول كافی

توضيح الركعات عن آيات الصلوٰة

رسالۂ جعفريه [1]

---

[1] تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ہند ص: ۲۰۷

علی اظہر، فخر الحکماء (م۱۳۵۲ھ)

چودھویں صدی کے مایہ ناز شارح نہج البلاغہ مولانا علی اظہر کی ولادت رمضان ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۱ء کو کھجوہ ضلع سارن بہار میں ہوئی۔ والد ماجد مولوی سید حسن تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اس کے بعد لکھنؤ گئے۔ ۱۲۸۹ھ میں علامہ کنتوری نے مدرسہ ایمانیہ قائم کیا۔ آپ اس کے پہلے گروپ کے طلبہ میں تھے۔

۱۲۹۷ھ میں زیارات عراق وایران کے لیے گئے۔ ۱۳۰۱ھ میں آرہ میں مطب قائم کیا اور خدمت خلق میں مصروف ہوئے۔ ۱۳۱۰ھ میں بہیرہ سادات میں اہلسنت سے مناظرہ کر کے کامیاب ہوئے۔ ۱۳۲۲ھ میں عراق گئے اور آقای شیخ حسین مازندرانی، شیخ محمد طہٰ، سید کاظم طباطبائی، آقای صدر نے اجازوں سے سرفراز فرمایا۔

۱۳۲۴ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ادارہ ''اصلاح'' اور ''الشیعہ'' قائم کر کے شیعہ دار المصنفین قائم کیا جس کی خدمات آج بھی جاری ہیں۔

آپ نے ۱۲؍شعبان ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کو رحلت فرمائی۔ [1]

شرح نہج البلاغہ:

آپ نے سادہ وشستہ زبان میں نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا۔ جسے آپکے فرزند ارجمند مولانا علی حیدر طاب ثراہ نے اپنے جاری کردہ مجلّہ ''الکلام'' میں قسطوار شائع کیا۔ آپ نے ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۸ء تک سلطان المدارس لکھنؤ میں تدریس کی اسی دوران ''الکلام'' کا اجراء کیا یہ ترجمہ بین السطور لکھا جاتا تھا۔

اسکے بارے میں صاحب الذریعہ آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں:

''ترجمہ نہج البلاغہ الی الاردویة للسید علی

---

[1] مطلع انوار ص: ۳۴۶

اظھر کھجوی الھندی المتوفی ۱۳۵۲ھ وله ترجمة احقاق الحق و ارسال الیدین و غیرھما کتب الترجمة بین السطور و کتب تحقیقات فی الھامش و ھو مطبوع'' ۱

صاحب تذکرۂ بے بہاء:

''آپکے فرزند اکبر مولوی سید علی حیدر صاحب انگریزی میں انٹر لیس پاس اور پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل درجہ اول میں پاس اور سلطان المدارس میں صدر الافاضل پاس کیا اور ''الکلام'' ماہوار رسالہ بایجاد خاص نکالا ہے۔ جسمیں ترجمہ وشرح نہج البلاغہ اور ترجمہ احقاق الحق اور فقہ الشیعہ ترجمہ عروۃ الوثقیٰ شائع ہوتا ہے'' ۲

مقدمہ نہج البلاغہ:

آپنے مفصل مقدمہ نہج البلاغہ لکھا جو مطبع اصلاح کھجوہ سے کتابی شکل میں شائع ہوا راقم نے اسکا مطالعہ رامپور رضا لائبریری میں کیا۔ اسمیں استناد نہج البلاغہ سے بحث کی ہے اور ان تمام علماء اہلسنت کا ذکر کیا ہے جنھوں نے نہج البلاغہ کے خطبات کو اپنی کتب میں نقل کیا۔ اور ثابت کیا ہے کہ نہج البلاغہ علامہ شریف رضی کا کلام نہیں ہے بلکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے۔

سبب تالیف کے سلسلہ میں رقطراز ہیں:

''اس خیال سے اسکا ترجمہ تو ان مقدس علماء پر لازم تھا جنکا علم و کمال اور تقدس سب سے بڑھا ہوا اور ہمارشمار تو ان لوگوں میں ہے جو نہ نحو جانیں۔ نہ صرف نہ علم معانی و بیان نہ علم ادب نہ ا یکدم کے لئے اطمینان

---

۱ الذریعہ ج:۴۔ص:۱۴۴ ۲ تذکرہ بے بہا۔ص:۲۶۱

ہے نہ کتابیں ہیں نہ اسکی شرحیں اور ترجمے پھر کس اعتماد پر ہم اسکے ترجمہ کا حوصلہ کریں ''چھوٹا منھ بڑی بات'' سب کہدیں گے۔ کیونکہ معمولی درجہ کی کتاب کا بھی ترجمہ نہایت مشکل ہے۔ایک زبان سے دوسری زبان مین نقل کرنا بنفسہ اہم ہے کیونکہ ہر زبان کے محاورات علیحدہ ترکیبیں جداگانہ بندشیں نرالی۔اور یہ کتاب تو اس درجہ کی ہے کہ بعد کلام الٰہی کوئی اسکا ہمسر نہیں پھر ہمارا ایسا نادان کیونکر اسکا ارادہ کرتا۔مگر اس ارادہ کا محرک دوسرا ہے اور اسکا باعث ایک ایسا امر ہے کہ بجز علام الغیوب کوئی اسکو جانتا نہیں وہ یہ کہ ایک روز جب میں شہر عظیم آباد میں بغرض مطب متوکلا علی اللہ مقیم تھا تو میرے بعض اہل تعارف نے جو ہندو سے مسلمان ہوکر اہل حدیث بنے اور اس مذہب میں ایسے پختہ ہوئے کہ علما میں انکا بھی شمار ہونے لگا اثنائے گفتگو میں جب ہر طرف سے بند ہوئے کیونکہ یہ گفتگو محض دوستانہ تھی اور پتہ پتہ کی باتیں۔جس سے وہ خوب سمجھ رہے تھے کہ ہم بحیثیت مناظرہ سر بر نہیں ہو سکتے یہ کہا ''ہم اسوقت تبدیل مذہب کر سکتے یعنی شیعہ ہو سکتے ہیں کہ جب سچی پیشنگوئیوں میں آپ اپنے مذہب کی کوئی ایسی کتاب دکھائیں جسکی نظیر ہمارے مذہب اہل سنت میں نہ ہو۔ کیونکہ آیتوں اور حدیثوں سے استدلال فریقین میں ہے۔ہم آپکے مسائل خاصہ پر ہنستے ہیں آپ ہمارے مسائل خاصہ پر حدیثوں کی بڑتال آپکے یہاں بھی ہے ہمارے یہاں بھی۔ علماء ہزار ہا ہمارے یہاں بھی گذرے آپ کے یہاں بھی ۔علم رجال کی کتابیں ہمارے یہاں بھی ہیں آپ کے یہاں بھی عقلا حکما ہمارے یہاں بھی گذرے ہیں آپکے یہاں بھی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ** پر آپ کا بھی ایمان ہے ہمارا بھی۔صاحب شریعت نہ آپ اپنے ائمہ کو مانتے

ہیں نہ ہم صحابہ یا خلفا کو ہر امر میں ہم آپ برابر ہیں۔ لہذا ہم نے بھی معیار قائم کی ہے کہ جسکے یہاں پیشنگوئیوں کا ذخیرہ زیادہ ہو وہی مذہب حق ہے اور وہی قابل قبول۔ کیونکہ ہمیشہ پیشنگوئی قبل از وقوع کی جاتی ہے اور تصدیق اسکی واقعات مابعد سے ہوتی ہے۔ آپ چونکہ اسکے قائل ہیں کہ امام آپ کے یہاں منصوص من اللہ والرسول ہوتا ہے اور ہر عیب وخطا سے معصوم لہذا اُن لوگوں کا کلام ضرور ایسی صفت سے موصوف ہوگا اور وہ امور غیبیہ کی خبر زیادہ دے گئے ہوں گے۔

میں نے اسی وقت یہ جواب دیا کہ ہم بھی اس معیار کو مانتے ہیں گو من حیث الشرع اسکو چنداں دخل نہیں۔ مگر ہم آپ کی فرمائش کے مطابق ایک ایسی کتاب پیش کرتے ہیں جسکو آپکے تمام علماء نے قبول کیا ہے کہ یہ کتاب نہایت قدیم ہے اور اسمیں صرف مقولے جناب امیرؑ کے جمع کئے گئے ہیں۔ نام اس کا نہج البلاغہ ہے دیکھئے اس میں کس قدر مغیبات کی خبر ہے اور کس طرح اسکی تصدیق ہوئی۔

یہ نام سنتے ہی چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور خاموش ہو گئے۔ ہر چند میں نے کوشش کی کہ اسی وقت دو چار واقعات اسکے دکھا دوں جنکی خبر حضرت نے قبل از واقعہ دی ہے اور انکے علما نے اسکا اقرار کیا ہے کہ یہ واقعہ مطابق ہے اس کلام کے جو جناب امیرؑ خبر دے گئے تھے مگر انھوں نے ایسا ٹالا کہ کسی طرح اس پر نہ قائم رہے تاہم صرف نواب صدیق حسن خاں کے ابجد العلوم کے یہ عبارت پیش کی گئی **و من کلامه فی ذلک خراب البصرة بالریح بالراء والحا المهملتین بینهما آخر الحروف قال الحافظ الذهبی ما علم تصنیف هذه لکلها لا بعد المائتین من المجرة بعد خراب**

البصرة بالزبخ بالزاء والنون ولاجیم ص۳۸۳

مگر چونکہ یہ تقریر معمولی طور پر تھی انھوں نے کچھ سکوت سے کچھ ادھر ادھر کی باتوں سے کام لیکر رخصت ہوئے ہر چند میں کہتا رہا ان پیشنگوئیوں کو دیکھتے جایئے اور ایفائے عہد کیجئے مگر ایک نہ سنی کیونکہ وہ اپنے فہم میں سمجھے ہوئے تھے یہ ایسی فرمائش ہم کر رہے ہیں جو قریب قریب محال ہے اس کتاب کا نام سنتے ہی حواس باختہ ہوئے اسی وقت سے یہ ارادہ میرے دل میں موجزن ہوا کہ کسی طرح اس کنز مخفی کو عالم شہود میں لاؤں اور اپنی قوم کو اس دولت لازوال سے فائدہ پہنچاؤں مگر عوائق وعلائق ایسے مانع رہے کہ کچھ نہو سکا یہاں تک کہ رسالۃ الوضو کی بدولت مجھے پٹنہ چھوڑنا پڑا جس پر بہت سے گمنامی خطوط اس مضمون کے آئے کہ رسالہ الوضو نے عام طور پر اہل حدیث کو متزلزل کر دیا ہم اذیتیں پہنچا ئیں گے اور برسر بازار قتل کریں گے۔ لہذا میں نے وطن کا ارادہ کیا جہاں ان خوفوں سے امن تھا۔ الحمد للہ کہ اب وطن میں بیٹھکر یہ خدمت انجام دے رہا ہوں خدا کرے ہماری قوم اس دُرنایاب سے مستفید ہو اور میرے حق میں دعاءِ خیر کرے۔

اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم" [۱]

دیگر آثار علمی:

مناظرہ امجدیہ (عربی)

حاشیہ شرح تھذیب (عربی)

حاشیہ قطبی (عربی)

حاشیہ شرح مبین (عربی)

۱؎ مقدمہ نہج البلاغہ۔ ص:۱۱

حاشیه ملا حسن (عربی)

حاشیه حمدالله (عربی)

حاشیه ملاجلال

نخبة القرأء (فارسی)

ذوالفقار حیدر

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم

تشفی اهل السنه والخوارج

تبصرة السائل

رفع الوثوق عن نکاح الفاروق

الآل والاصحاب

تنقید بخاری ۵ جلد

رد ملاحده

کشف الظلمات بجواب آیات بینات ۴ جلد

رساله وضو

تاریخ الاذان

تصحیح تاریخ

رساله الجمره

المرافعات رد رساله شاه عبدالعزیز دهلوی [1]

---

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۳۲

سبط حسن، جائسی (م ۱۳۵۴ھ)

چودھویں صدی کے برجستہ عالم وخطیب خطیب اعظم مولانا سید سبط حسن صاحب جنھوں نے تحریروتقریر سے یکساں خدمت انجام دی نہج البلاغہ پرزبردست گرفت رکھتے تھے تقریر وتدریس میں اکثر نہج البلاغہ کے خطبات صرف کرتے تھے۔آپنے ایک خطبہ کی عربی زبان میں شرح لکھی جس کا پہلا جملہ اسطرح ہے "للّه بلاء فلانٍ فقد قوم الا و د" خطبہ۲۲۸وداوی العمد علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی شرح میں "فلاں" سے مراد حضرت عمر بن خطاب کومراد لیا ہے۔مولانا نے محکم استدلال کے ذریعہ ابن ابی الحدید کے قول کورد کیا۔شرح کا نام "تقویم الاود فی مدواۃ العمد" ہے۔

آقابزرگ تہرانی:

"شرح نهج البلاغه للسيد سبط الحسن ابن السيد وارث حسين الجائسى اللكهنوى المولود سنة ١٢٩٦ ه المتوفى سنة ١٣٥٤ ه هو شرح خطبة عليه السلام التى اولها "لله بلاد فلان" طبع فى الهند و اسمه تقويم الاود" [1]

مولانا سید سبط حسن نقوی ابن سید وارث حسین کی ولادت ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء جائس ضلع رائے بریلی میں ہوئی لکھنؤ آکر جامعہ ناظمیہ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن سے اکتساب علم کیا اور مدرسہ کی آخری سند "ممتاز الافاضل" امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔علمی تشنگی بجھ نہ سکی سرکار باقر العلوم مولانا سید محمد باقر سے استفادہ کیا اور سلطان المدارس سے صدر الافاضل کی سند لی ۱۹۲۵ء میں حکومت نے "شمس العلماء" کا خطاب دیا اور اہل علم "خطیب اعظم" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

---

[1] الذریعہ۔ج:۱۴۔ص:۱۲۶

آپکا امتیاز یہ ھیکہ آپنے طرز قدیم سے گریز کرتے ہوئے خطابت کو نیا اسلوب دیا مجالس میں نکتہ آفرینی اور فلسفی وکلامی مسائل کو پیش کرنے میں آپکو اولیت حاصل ہے۔ جسوقت آپ مجلس کو خطاب کرتے تھے سارا مجمع دم بخود رہتا تھا۔ بیان میں تسلسل وروانی بلا کی تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی گرویدہ تھے۔ ۱۳۳۷ھ میں جب سرکار نجم العلماء نے مدرسۃ الواعظین قائم کیا تو آپ پہلے صدر مدرس مقرر ہوئے شیعہ کالج لکھنؤ کی تاسیس میں نمایاں خدمت انجام دی اور اپنا ذاتی زر کثیر صرف کیا۔ آپکا انتہائی قیمتی کتب خانہ تھا جسمیں نادرونایاب کتب موجود تھیں اس کتبخانہ کو راجہ صاحب محمود آباد نے محفوظ کرلیا تھا۔

آپ کی وفات ۲۸ رمحرم ۱۳۵۴ھ ر۲ مئی ۱۹۳۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی باقتدائے سرکار نجم العلماء نماز جنازہ ادا کی گئی اور حسینیہ غفرانمآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔ [1]

دیگر تالیفات:

الحجر الدامغ المعروف بالعذاب الواقع واقعه غدیر خم (مطبوعه)

خطاب فاصل ترجمه میزان عادل (مطبوعه)

الکاظمؑ سوانح امام موسیٰ کاظم علیه السلام (مطبوعه)

هدم الاساس فی حدیث القرطاس

ترجمه محیط الدائره (عروض) مطبوعه

جواهر الکلام (مجالس ، مطبوعه)

سچا موتی ترجمه در ثمین محسن امین عاملی

---

[1] مطلع انوار۔ ص: ۲۵۷

ظہور حسین، ظہیر الملت (م ۱۳۵۷ھ)

ظہیر الملت مولانا سید ظہور حسین برصغیر کے بلند مرتبہ جامع معقول ومنقول عالم دین تھے۔سادات بارہہ ضلع مظفر نگر سے آپکا تعلق تھا۔۱۲۸۲ھ/۱۸۶۴ء میں متولد ہوئے۔ والد ماجد سید زندہ علی صاحب میراں پور بارہہ کے نامور زمیندار تھے۔قرآن مجید اورابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرکاری اسکول میں داخلہ ہوا۔۱۸۷۸ء میں مولانا شیخ جعفرحسن صاحب بدایونی نے میراں پور میں مدرسہ قائم کیا تو آپکا داخلہ اسی مدرسہ میں کرادیا گیا جہاں مولانا شیخ سجاد حسین، مولانا علی نقی شاہ، مولانا خواجہ غلام حسنین سہارنپوری جیسے اساتذہ سے مختصر النافع تک تعلیم حاصل کی۔وطن میں درسیات کا پہلا مرحلہ مکمل کرنے کے بعد لکھنؤ کا قصد کیا۔۱۳۰۲ھ میں لکھنؤ پہونچ کر مولانا علی نقی، مولانا سید علی محدث، مولانا سید محمد تقی سے منقولات ومعقولات کا دورہ مکمل کیا اور فقہ واصول میں درجہ اجتہاد تک پہونچے۔فلسفہ میں ملاذ العلماء سید ابوالحسن صاحب سے تلمذ تھا اور معقولات میں انکے جانشین قرار پائے۔فلسفہ ومنطق میں مہارت کا یہ عالم تھا کہ عام گفتگو میں بھی بکثرت ان علوم کی اصطلاحات استعمال کرتے تھے۔آدھی گفتگو فلسفہ ومنطق میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی۔تعلیم سے فراغت کے بعد لکھنؤ ہی میں قیام رہا راجہ صاحب محمود آباد کے مدرسہ میں نیز گھر پر طلباء کو درس دیتے رہے۔لیکن ادارۂ تصنیف وتالیف کے اصرار پر حیدرآباد جانا پڑا۔۱۳۳۲ھ میں نواب رامپور حامد علی خاں نے رامپور بلالیا اور شعبۂ تصنیف وتالیف آپکی نگرانی میں دے دیا۔ان دنوں سرکار نجم الملت مولانا سید نجم الحسن صاحب رامپور میں سرشتۂ تعلیم کے ڈائریکٹر تھے۔نجم الملت کے بعد جناب ظہیر الملت ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔۱۳۴۰ھ میں شیعہ عربی کالج کا شعبہ عقائد وکلام آپکی سرپرستی میں قائم ہوا اور آپ ہی کالج کے پرنسپل رہے۔شیعہ کانفرنس کے شعبہ تالیف وتصنیف کے رکن بھی رہے۔

فلسفہ ومنطق کے علاوہ عربی ادب پر اعلیٰ قدرت رکھتے تھے۔آپکے عربی قصائد کی بہت

زیادہ شہرت تھی۔ یکم ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ/۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء بروز شنبہ رحلت کی میت سپرد کر دی گئی اور ۴ شوال ۱۳۵۸ھ کو مقبرۂ راجہ صاحب پیر پور حرم حسین کربلائے معلیٰ عراق میں دفن کئے گئے۔ گرانقدر تالیفات آپکی یادگار ہیں۔

حاشیہ نہج البلاغہ:

آپنے نہج البلاغہ کا علمی و تحقیقی حاشیہ (عربی) قلمبند کیا جسکا نسخہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل کے کتبخانہ میں محفوظ ہے۔

دیگر آثار تعلیم:

تقریر حاسم در نفی عروسی قاسم،

التوحید، لکھنؤ و رامپور

العدل، لکھنؤ و رامپور

النبوۃ، مطبوعہ لکھنؤ

الشافی شرح اصول کافی کتاب الایمان والکفر

مسائل جعفریہ [1]

---

[1] مطلع انوار۔ص:۲۹۵

ظفر مہدی گہر، جائسی (۱۳۶۰ھ)

مولانا ظفر مہدی چودھویں صدی کے جلیل القدر شارحین نہج البلاغہ میں تھے آپکی شرح بے حد مقبول ہوئی۔ جائس ضلع رائے بریلی آپکا وطن تھا خطیب اعظم مولانا سبط حسن طاب ثراہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ والد ماجد جناب وارث حسن صاحب نے اعلیٰ پیمانے پر علم دین کی تعلیم دلائی۔ عربی ادب میں ملکہ حاصل ہوا کرسچن اسکول لکھنؤ میں عربی کے استاد مقرر ہوئے شعر وسخن میں بھی طبع آزمائی کی ماہنامہ ''سہیل یمن'' کو علمی وادبی اسلوب جدید عطا کیا اور اسکے وقار میں اضافہ کیا افسوس کہ آپکے ادبی آثار مرتب نہ ہوسکے۔ تالیفات میں چند رسالے تھے جن میں سے ''اللہ اللہ'' مسلۂ توحید پر اور ترجمہ ابوطالب از شرف الدین موسوی سوانح برادر بزرگ خطیب اعظم مولانا سبط حسن مطبوعہ ہیں۔ [۱]

سلسبیل فصاحت شرح نہج البلاغۃ:

آپکی ادبی یادگار نہج البلاغہ کی اردو شرح ہے۔ راجہ صاحب محمود آباد نے بڑے اہتمام و نفاست سے ۱۹۴۰ء میں نظامی پریس لکھنؤ سے شائع کیا۔ آپنے ۱۹۳۶ء میں ترجمہ شروع کیا تھا اسی دوران آپ پر شدید مرض کا حملہ ہوا اعضاء وجوارح بے حس وحرکت ہوگئے مگر یہ جذبۂ خدمت تھا کہ آپ اس حالت میں شرح لکھتے رہے اور بائیسویں خطبہ تک ترجمہ مکمل کرپائے۔ ترجمہ صاف وشستہ زبان میں ہے جسمیں ادب کی لطافت اور زبان کی نزاکت کا پورا خیال رکھا ہے اور ضروری الفاظ کی توضیح وتشریح کی ہے۔

ترجمہ کا سبب اور اپنی حالت زار کا ذکر مقدمہ میں اسطرح فرماتے ہیں

''وہ جذبۂ نشرِ علمی جو فرقدینِ فلکِ جاہ وریاست ونیّرین سپہر

---

[۱] مطلع انوار۔ص:۲۹۴

اقبال وجلالت (راجہ میاں صاحب سلمہٗ اللہ وابقاہ نبومیاں صاحب سلمہ اللہ وابقاہ) کے دلوں میں پیدا ہوا، اس نے ۳۴ء میں عملی جامہ پہنا، گوکمسنی اورزمانہ طالب العلمی تھا لیکن آب وہوا سے تربیتِ اسلاف نے شغف علم و علم پروری، (جو اِس دودمان عالی کے افراد کا مخصوص حصّہ تھا اور آج تک ہے) کے خون کورگ و پے میں دوڑایا تھا، بچپنے ہی سے علم و اہل علم کی قدردانیوں کا ذوق وشوق دل میں جاگزیں تھا جس کے تقاضے نے ادارہ تالیف وتصنیف قائم کرنے کا اظہار کیا اور تعمیل ارشاد سعادت میں میں نے اس کا نام دارالتّالیف و التصنیف امیریّہ رکھا، اِس سے کچھ دنوں پہلے مرزا محمد جواد صاحب مالک نظامی پریس نے مجھ سے خواہش ظاہر کی تھی کہ میں نهجُ الْبَلَاغهُ کا ترجمہ اوراسکی شرح، صحیفۂ سجّادیّه کا ترجمہ اور اسکی شرح، اورصحیفۂ علویہ کا ترجمہ اوراسکی شرح دیگر دعاؤں کا ترجمہ کروں جسے وہ شایع کرتے رہیں گے میں نے اپنی عدیم الفرصتی کا لحاظ کرتے ہوئے پہلے انکار کیا لیکن جب انکار اصرار حد سے زیادہ بڑھا، تو میں نے بجز اقرار چارۂ کار نہ دیکھا اور اقرار کرلیا۔ چنانچہ تھوڑا سا ترجمہ شروع کرنے پایا تھا کہ دارالتّالِیُف وَالتّصنِیف اَمیریّه (ابقاہا اللہ) کی اساس قائم ہوئی اور سعادت پناہ راجہ میاں صاحب سلمہ اللہ و ابقاہ نے فرمایا کہ ''ترجمۂ نهج البَلاغه دارالتصنیف امیریہ سے شایع ہوگا چنانچہ میں ترجمہ وشرح میں مشغول ہوگیا۔

تبرکا وتیمّناً اسکی ابتداامام اول کے کلام سے ہوئی جس کے ترجمہ و

شرح بسیط میں مشغول تھا اور چاہتا تھا کہ ایک ایسا ترجمہ اور ایک ایسی شرح ''نہج البلاغہ'' کی ہو جائے جو زبان اُردو میں اس طبقہ کے لئے چراغ راہ ہدایت بن جائے جو کلام امام علیہ السلام کو عربی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکتا اور نہ شرح شارحین تک اسکی نگاہوں کی رسائی ہے......لیکن

''من در چہ خیالم وفلک در چہ خیال''

ستمبر ۳۶ءِ کی ابتدا ہی تھی اور میں ستم برضعیفانِ مسکیں مکن'' کا وظیفہ خواں ہی تھا کہ دفعتاً ایک ایسا شدید حملۂ مرض ہوا کہ میں فوراً بےحس و حرکت ہوکر صاحب فراش ہوگیا اور آجتک ہوں''

شقشقة هدرت ثمّ قرّت

''او مصلحت خویش نکومی داند'' جن تکالیف کا شکار اس چار برس میں رہا اور ابتک ہوں انکا اظہار زبان انسان وزبان قلم سے نہیں کیا جاسکتا شکرً اللہٗ و حَمدًاله۔

ترجمہ وشرح بائیسویں خطبہ اور صفحہ ۲۶۴ تک پہونچی تھی اور اِس فقرہ تک ''و لا اغـلـیٰ ثمناً من الکتاب اذا حُرّف میں قرآنی آیت یحرّفوُن الکلم عن مواضعہ'' اور کلام امام اذا حرف کی شرح کررہا تھا کہ زمانہ کو کھل گیا اور میری صحت وتندرستی میں خدا جانے کن اسباب سے ایسی تحریف شدید دفعتاً واقع ہوئی کہ آجتک بستر مرض پر ہوں کب تک اس حال میں رہونگا خدا بہتر جانتا ہے وہ خدا جو کسی موثر کے اثر کو بہ جبر نہیں روکتا ورنہ زمانے میں قتل و غارت سرقہ اور دیگر گناہوں کا وجود نہ ہوتا بلکہ **لایـمـکـن الـفـرار من حُکُوُمتک** کا مضبوط محیط اُسے معدلتگاہ قیامت تک لیجاتا ہے

انامن المجرمین منتقون ونستد رجھم من حیث لایعلمون

گناہگار بھلا جائیگا کہاں تیرا زمین تیری ہے معبود، آسماں تیرا

ان حالات میں بجز اِسکے کوئی اور چارہ کار نہ تھا کہ جتنا ترجمہ ہو چکا ہے وہ جلد اول کی حیثیت سے نشر کر دیا جائے اور آیندہ باقساط حسب نشیب وفراز مرض شایع ہوتا رہے، جس قدر بھی لیٹے لیٹے لکھوا سکوں اور جسوقت بھی طبیعت کام کر سکے۔

اسی ترجمہ کے ساتھ ساتھ برادر مرحوم مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی سوانح عمری بھی لکھ رہا تھا، جو اگست ۳۶ء میں صفحہ ۴۲۹ تک طبع ہو چکی تھی کہ میری طویل بیماری نے اسکی اشاعت پر بھی اثر کیا اب اس کی تکمیل کی طرف بھی متوجہ ہوں جس طرح بھی بنے اِسکے اتمام کا قصد ہے **السعی منی و الاتمام من الله**

ایسی حالت میں خدا سے مدد وتوفیق اور مومنین کرام سے بصد معذرت دعا کا طالب ہوں۔

وَمَا تَوفِيقِی اِلّابِاللهِ العَلِیّ العَظِيمُ

اگر زور امداد الٰہی نے طاقت مرض میں کمزوریاں پیدا کر دیں (انشاءاللہ) یا حکم محکم الٰہی نے مرض کو فنا کر دیا الّذی یمرضنی ویشفین تو بہت جلد یہ دونوں کتابیں تکمیلی حیثیت سے بازار شہود میں آ جائینگی **انْ شَآءَ اللهُ وَلاَ حَوْلَ ولا قوّة اِلّا بِاللهِ الْعَلِیّ الْعَظِيْم**

ہر خطبہ کی سُرخی ''وَمِنْ خطبته علیه السّلام'' ہے، میں نے ترجمہ میں عمداً ترجمہ من کو چھوڑا ہے اور ''پہلا خطبہ'' ''دوسرا خطبہ'' لکھا ہے کہ سلاستِ ترجمہ پر حرف نہ آئے اِسکے ماسوا ''خطبہ کا بعض حصّہ، یا جزو خطبہ لکھ دینے سے کوئی خاص فائدہ بھی متصور نہ تھا کیونکہ یہ معلوم ہے کہ جو کچھ مولفؒ نے جمع کیا ہے وہ آپ ہی کے خطبے ہیں میں نے حتی الامکان اِس امر کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ لغزش اور اغلاط سے پاک ہو لیکن بشر ہوں ممکن ہے قلم میں کوئی لغزش ہوگئی ہو اگر ایسا ہو تو ارباب نظر کی وسعت ظرف سے ملتجی ہوں کہ

مرا به ساده دلیهائے من تواں بخشید:: خطا نموده ام و چشم آفریں دارم

سید ظفر مہدی احسن اللہ الیہ

یکم اگست ۱۹۴۰ء روز پنجشنبہ

دوسرے خطبہ کا ترجمہ بطور نمونہ:

''پھر اللہ نے زمین سخت، زمین نرم زمین زرعیٰ اور شور سے مٹی اکٹھا کی اور اس پر پانی ڈال کر سانا یہاں تک کہ وہ خالص ہوگئی (اور سنگئی) اور اسے تری سے گوندھا یہاں تک کہ چاروں اجزا زمین کے ایک دوسرے میں سمو گئے ۔اس سے خدا نے ایک صورت خلق کی جس میں کچھ ٹیڑھی ہڈیاں تھیں اعضا تھے جوڑ تھے پیوند تھے ایک وقت خاص اور مدت معیّن تک اسے ڈالے رکھا اور ٹھہرا رکھا یہاں تک کہ وہ سوکھ کر سخت اور چکنی ہوگئی اور اسمیں ایک کھنکھناہٹ پیدا ہوگئی پھر اسمیں اللہ نے اپنی روح پھونکی اب ایک ایسا انسان اُٹھ کھڑا ہوا جو ذہن کا مالک ہے اسے دوڑاتا ہے فکر کا مالک ہے اور اسے کام میں لاتا ہے ہاتھ پیروں والا ہے جن سے خدمتیں لیتا ہے صاحب اعضا ہے جنھیں (جیسا جی چاہے) حرکت دیتا ہے سمجھدار باہوش ہے کہ حق اور باطل میں تمیز کرتا ہے (اسمیں چکھنے کی قوتیں بھی ہیں اور سونگھنے والی طاقتیں بھی ہیں) جنسے وہ ذائقہ، شامہ رنگ اور جنسوں میں امتیاز کرتا ہے۔مختلف رنگوں کی مٹی سے بنا ہوا ہمشکل چیزوں سے مرکب ان چیزوں سے بنا ہوا جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد اور دشمن ہیں ان خلطوں سے ترکیب دیا ہوا جو ایک دوسرے سے افتراق رکھتی ہیں۔گرمی بھی سردی بھی تری بھی، خشکی بھی (یہ مخلوق بنا کے) اللہ نے ملائکہ سے چاہا کہ وہ اس ودیعت کا حق ادا کریں اور انکی جانب اپنے عہد وصیت کو متوجہ کیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں اور اس کی بزرگی کے سامنے اپنا سر نیاز جھکا دیں چنانچہ حکم الٰہی ہوا

(کہ اے ملائکہ) آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرتابی کی اسے آدم کے سجدہ کرنے میں غیرت آئی اور بدبختی اس پر سوار ہوگئی اپنی ناری خلقت کا خیال کرتے ہوئے اس نے غرور کیا اور مٹی کے بنے ہوئے کو ذلیل سمجھا۔ اللہ نے اس کو مہلت دی کہ استحقاق ناراضی ظاہر ہو۔ اور بدبختی کی کامل بلا تمام ہو جائے اور وعدہ پورا ہو کر رہے۔ لہٰذا فرمایا جا! تو وقت معلوم تک کے لئے چھوڑ دیا گیا پھر خدا نے آدم کو ایسے گھر (جنت) میں ٹھہرایا جسمیں انکی زندگی مزے سے گزر رہی تھی۔ اور بڑے امن وامان میں تھے۔ یہ بھی آدم سے کہا کہ شیطان اور اسکی دشمنی سے ہوشیار رہنا اور بچتے رہنا، مگر (آخر) آدم کے دشمن (شیطان) نے اس بات پر حسد کر کے کہ آدم کا قیام جنت میں نیک بندوں کے ساتھ کیوں ہے؟ (آدم کو دھوکا دے ہی دیا) پس آدم نے یقین کو شک کے ہاتھوں اور ارادہ کی پختگی کو سُستی اور کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ اور مسرّت کو خوف سے بدل لیا۔ اس دھوکا کھانے کے بعد اب انھیں ندامت ہوئی۔ پھر اللہ نے انکی توبہ قبول کی اور اپنی رحمت کا کلمہ انھیں سکھایا ان سے جنت میں پلٹانے کا وعدہ کیا اور انھیں امتحانگاہ اور بلاؤں کے گھر (دنیا) میں اتار دیا جہاں توالد و تناسل ہوتا رہتا ہے۔ آدم کی اولاد سے اللہ نے نبی چنے اور ان سے (بندوں تک اپنی) وحی کے پہونچانے کا عہد لیا اور تبلیغ رسالت کا انھیں امین قرار دیا یہ اسوقت جب کہ اکثر بندوں نے عہد و پیمان الٰہی (روز الست) کو بدل دیا تھا اور وہ الٰہی حق سے غافل ہوگئے اور بتوں کو اسکا شریک قرار دیا اور شیطانوں

نے ان بندوں کو خدا کی معرفت سے باز رکھا (وہ معرفت جو فطرۃً انکے طبائع اور خلقت میں اسکی طرف سے تھی انھیں اسکی عبادت سے روکا۔ (اس وقت) خدا نے ان میں رسولوں کو بھیجا اور یکے بعد دیگرے انبیا آنے لگے تا کہ بندوں سے حق عہد الٰہی ادا کرائیں (اور حسب مزاج فطری عمل پیرا ہوں) اور اس کی بھولی ہوئی نعمتوں کو اسے یاد دلائیں اور انپر تبلیغ (وحی) سے حجت قائم کریں۔ اور وہ نورانی عقول جو وہم وشک کے گرد میں دب کے دفن ہو گئے ہیں انھیں پھر اُبھار کر چمکا دیں اور وہ روشن نشانیاں جو آسمان میں ہیں انھیں دکھلائیں اور جو زمین میں ہیں انھیں سمجھائیں۔ اور انھیں بتائیں کہ کن اچھی چیزوں سے انکی زندگی ہے۔ اور کیونکر موت انھیں فنا کرتی ہے۔ اور کیونکر رنج وغم انھیں بڑھا کر دیتا ہے۔ اور کیونکر آفات پے در پے آتے رہتے ہیں۔ خدا نے ایسا نہیں کیا کہ اپنے خلق کو بغیر کسی رسول کے یا بغیر کسی کتاب آسمانی کے یا بغیر کسی دلیل یا بغیر کسی راہ روشن کے دکھائے ہوئے چھوڑ دیا ہو۔ ایسے رسول کی جن کی کمی تعداد (انکی تبلیغ میں) کوئی کمی نہیں کرتی۔ اور نہ جھٹلانے والوں کی کثرت ہی انکا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ کچھ رسول پہلے آئے جنھوں نے بعد کے آنے والوں رسولوں کی خبر دی۔ اور کچھ بعد آئے جنھوں نے گزرے ہوئے پیغمبروں کو پہچنوایا۔ یونہی قرون گزر گئے اور زمانے گذرا کئے اور اسلاف گزرے اور اُن کی نسلیں آئیں یہاں تک کہ پروردگار عالم نے اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تا کہ اسکا وہ وعدہ (جو گذرے پیغمبروں سے سنایا گیا) تھا پورا ہو جائے اور اسکی

نبوت ختم ہو جائے انبیا سے اس نے (اس رسول کے متعلق) عہد لے لیا تھا جسکے علامات واضح وروشن ہیں (اور جن کا تذکرہ کتب انبیاء ماسلف میں تھا) اسکی ولادت میں بڑی بزرگی تھی آپ کے پیدائش کے وقت دنیا میں مختلف مذاہب تھے۔مختلف رائیں تھیں (مختلف عقیدے تھے) مختلف فرقے تھے کچھ ایسے جو خدا کو بندوں سے تشبیہ دیتے اور مخلوقات کی طرح جانتے کچھ ایسے ملحد کہ جو اسکے لئے ایسی صفات تجویز کرتے جن سے اس کی ذات کو کوئی لگاؤ نہیں اور کچھ ایسے جو اس کا شریک دوسروں کو سمجھتے تھے۔ رسول انھیں گمراہی سے ہدایت کی طرف نکال لایا اور جہالت سے نجات دلائی پھر خدا نے چاہا کہ اپنے رسول سے ملاقات کرے (اور انھیں اٹھا لے) وہ ان سے راضی تھا اس نے ذات محمدؐ کو اس بات سے بالاتر اور برتر سمجھا کہ وہ دنیا اور دنیا کی سختیوں میں رہیں لہذا انھیں با کرامت اٹھا لیا رسول نے تم میں (امت میں) وہی چھوڑا جو اور انبیاء نے اپنی اپنی امتوں میں چھوڑا تھا کیونکہ انبیاء ماسلف نے اپنی امتوں کو مطلق العنان بغیر کسی راہ روشن اور نشانی مستقل وقائم کے نہیں چھوڑا تھا (بلکہ ایسی چیزیں وہ انھیں چھوڑ گئے تھے جو انبیاء کے بعد امت کو راہ ہدایت دکھاتی رہیں (یہ) کتاب خدا تم میں ہے رسول نے اس کے حرام وحلال کو واضح کر دیا اس کے فرائض اور فضائل کو اس کے ناسخ ومنسوخ اس کی وہ آیتیں جس میں کسی امر کی رخصت واجازت اس کے عزائم اس کے خاص اس کے عام اس کے عبر وامثال اس کے مرسل و محدود اور اس کے محکم ومتشابہ یہ سب تم کو بتا دیا گیا۔اس کے مجملات کی تفسیر

کر دی اس کے پوشیدہ معنوں کو ظاہر کر دیا ان میں سے ایسے بھی آیات (احکام ہیں) جن کے جانے بغیر چارہ نہیں اور ان سے جہل ممکن نہیں اور ایسے بھی جن سے بندے اگر لاعلم رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ (ان کو بھی بتایا) جن کا فریضہ ہونا کتاب خدا سے ثابت ہو اور ان کا منسوخ ہو جانا سنت رسول سے واضح ہے۔ (ان چیزوں کو بھی بتایا) جن کا اختیار کرنا سنت میں واجب ہے اور کتاب خدا میں اس کے ترک کی رخصت ہے (ان کو یہ بھی بتایا) جو وقتی حیثیت سے واجب ہے مگر زمانۂ آئندہ میں انکا وجوب جاتا رہا۔ محرمات کی تقسیم کتاب خدا نے کی کچھ انمیں سے ''کبیرہ'' ہیں جن کے ارتکاب پر جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے اور کچھ صغیرہ ہیں جس میں مغفرت الٰہی کی امید ہے۔ (یہ تقسیم بھی کتاب نے بتائی کہ) بعض مقامات پر قلیل مقبول ہیں اور کثیر میں بندہ مجاز ہے (خواہ کرے خواہ ترک کرے) [1]

[1] سلسبیل فصاحت ص:۱۰

غلام علی اسماعیل (حاجی ناجی م ۱۳۶۱ھ)

چودہویں صدی کے نامور گجراتی مترجم نہج البلاغہ غلام علی اسماعیل ممبئی میں ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء کو ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد حاجی اسماعیل جو جمال بھائی ہیر جی مسکا والا کی تبلیغ سے اپنے بیٹے غلام علی کے ساتھ شیعہ اثناعشری ہوئے۔

حاجی ناجی نے مذہبی تعلیم ملا قادر حسین مدراسی سے حاصل کی جن کو مرجع وقت آیت اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی نے خوجہ جماعت میں تبلیغ کے لیے متعین کیا تھا۔عربی فارسی کی تعلیم مولانا سید غلام حسین حیدر آبادی سے حاصل کی جو اس وقت مہوہ میں مقیم تھے۔

ان بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کر کے حاجی ناجی درجہ کمال تک پہنچے اور تقریر و تحریر دونوں میں ملکہ حاصل کیا۔آپ نے تقاریر کے ذریعہ بڑی تعداد میں آغا خانی خوجے اور دیگر مسلمانوں کو حلقہ بگوش تشیع کیا۔اور خوجہ برادری میں دینداری کو بیدار کیا اور اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

جناب مولانا میر آغا صاحب لکھنوی نے ''خیر الذاکرین'' کا خطاب دیا۔ ۱۳۱۱ھ میں زیارات کے لیے عراق گئے اور آیت اللہ شیخ محمد حسین سے ملاقات کی تو انھوں نے فرمایا آپ زیارتوں کے لیے بار بار کیوں آتے ہیں جب کہ آپ کا تبلیغی مشن زیارتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔[1]

آپ نے یکم ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو ماہنامہ رسالہ ''راہ نجات'' نکالنا شروع کیا ۱۳۱۴ھ میں احمد آباد پرنٹنگ پریس خریدا جس کا نام ''اثناعشری پرنٹنگ پریس'' رکھا۔اس پریس کی وجہ سے بھاؤنگر چھوڑ کر احمد آباد بسایا اور گجراتی رسم الخط میں دعاؤں زیارتوں اور قرآن مجید کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔

---

[1] خورشید خاور ص ۲۸۲

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''مولانا غلام علی بن حاجی اسماعیل بهاونگری
هندی یکی از کاوشگران معارف قرآن امامیه در دیار هندوستان
در قرن چهاردهم هجری می باشد۔'' ۱

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپ نے نہایت فصیح گجراتی زبان میں نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا جو بہت زیادہ
مقبول ہوا۔ جو بھاؤنگر اور کراچی سے متعدد بار شائع ہوا۔

آقائے بزرگ تہرانی:

**ترجمة نهج البلاغه بالگجراتية للمولوى الحاج غلام
على بن الحاج اسماعيل البهائونگر ى الهندى المعاصر
المولود ۱۳۸۳ھ طبع جزء الاول فى ۲۰۰ صفحه** ۲

وفات: ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو آپ نے رحلت فرمائی۔

دیگر تالیفات:

انوار البیان فی تفسیر القرآن

راه نجات

نور ایمان

باغ هدایت ۳

۱ طبقات مفسران شیعہ ۲ الذریعہ ج۴ ص۱۴۶ ۳ خورشید خاور ص:۲۸۱

ناصر حسین، ناصر الملت (۱۳۶۱ھ)

شمس العلماء، صدر المحققین سرکار ناصر حسین ان علماء میں سے تھے جنہیں برصغیر میں مرجعیت حاصل تھی۔ ۱۹/ جمادی الثانیہ ۱۲۸۴ھ/ اکتوبر ۱۸۶۷ء میں آیت اللہ میر حامد حسین طاب ثراہ کے گھر آنکھ کھولی۔ والد ماجد نے تعلیم وتربیت کی طرف بھرپور توجہ دی اور اچھی طرح زیور علم سے آراستہ کیا مفتی محمد عباس شوشتری کی خدمت میں حاضر ہوکر عربی ادب میں کمال حاصل کیا ان دونوں بزرگوں کے فیضان نے آپ کو فقہ، اصول، کلام وفلسفہ میں فضل وکمال تک پہونچایا۔ علماء عراق وایران بھی آپکی علمی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ دینی مسائل میں حکام و رعایا آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپکی قومی و دینی خدمات یادگار رہے ہیں۔ عبقات الانوار کی باقی ماندہ مباحث کو مکمل کیا جو آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے بلا الف خطبہ کا ترجمہ کیا۔ آپکی وفات ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں ہوئی مزار شہید ثالثؒ آگرہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔

شمائم فیض علیؑ:

نام کی ایک کتاب ۱۳۹۱ھ میں کراچی سے شائع ہوئی جسمیں خطبہ مونقہ کا نثری ترجمہ سرکار ناصر الملت کا ہےاور منظوم ترجمہ ممتاز مانیوی کا شامل ہے۔ [1]

دیگر آثار علمی:

سبائک الذهبان

نفحات الازهار فی فضائل الائمة الاطهار

اثبات رد الشمس لعلی علیه السلام

---

[1] مجلّہ راہ اسلام شمارہ ۲۱۳ جولائی ۲۰۰۹ء

فضائل علی بروز خیبر

مسند فاطمہ بنت الحسین

دیوان اشعار

افحام الاعداء والخصوم فی عقد ام کلثوم

اسباغ النائل فی تحقیق المسائل [1]

[1] مطلع انوار۔ص:۶۶۷

احمد علی کریم بھائی دھرمسی

آپ نے ''معجزہ علیؑ'' کے عنوان سے خطبہ بلا الف اور وصیت امیر المومنین علیہ السلام کا ترجمہ کیا جو رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ میں مطبع حیدری حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ [۱]

[۱] امامیہ مصنفین ج:۱۔ص:۱۰۱

عبدالحسین

جناب عبدالحسین بن مہر علی نے ''ہدایات حضرت علیؑ'' کے عنوان سے ۱۴۰۴ھ میں اقوال امیر المومنین علی علیہ السلام کا ترجمہ کیا جو ۱۳ر رجب المرجب ۱۳۶۸ھ/۱۲ر مئی ۱۹۴۹ء میں عباس پریس کراچی سے شائع ہوا۔ [۱]

[۱] امامیہ مصنفین ۔ج:۱۔ص:۱۰۴

حیدر علی، صفا

آپ نے ''کلمات حضرت علیؑ'' کے عنوان سے امیر المومنین کے کلام کو مرتب کیا یہ کتاب ۱۳۱۷ھ میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ [۱]

[۱] تالیفات شیعہ۔ص:۵۱۰ فہرست کتب شیعہ حیدر آباد۔ص:۵۲

ذاکرحسین، بھریلوی (م۱۳۷۲ھ)

نہج البلاغہ کواردو پیکر میں ڈھالنے والی اولین ذات مولانا سید ذاکرحسین اختر واسطی کی ہے جنھوں نے نہج البلاغہ کا ترجمہ کر کے اردو کے دامن کو خزانۂ عامرہ سے مالا مال کیا۔ آپ کا شمار چودھویں صدی کے گرانقدر مترجمین میں ہوتا ہے آپکی ولادت بھریلی ضلع انبالہ میں ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو ہوئی۔ والد ماجد سید فرزندعلی دیندار بزرگ تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ھفت روزہ ''اثنا عشری'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور بھریلی سے ماہنامہ ''العرفان'' جاری کیا جو قیام پاکستان تک خدمت انجام دیتا رہا۔ علم وادب سے خاص لگاؤ تھا۔ شعروسخن میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے ''اختر'' تخلص تھا۔ خطابت بھی خوب تھی حیدرآباد دکن، انبالہ، مدراس، بنگلور، لاہور میں مقبول ذاکر مانے جاتے تھے۔ نواب شہریار جنگ سے اچھے مراسم تھے نواب صاحب نے آپکا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ علم وادب کا یہ آفتاب یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ/۱۹ نومبر ۱۹۵۲ء میں گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں غروب ہوگیا۔ [۱]

آثارعلمی:

سیرت فاطمہؑ
ہمارے مرتضیٰؑ کی شان
گل عباسی

آقا بزرگ تہرانی:

''شرح نهج البلاغة للسيد ذاكر حسين اختر الدهلوی هو شرح و ترجمة للنهج باللغة الاردوية مطبوع

---

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص۱۰۰، مطلع انوار ص۲۲۸

بالهند اسمه نیرنگ فصاحت" ۱

نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغۃ:

آپنے وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دو سال کی مدت میں نہج البلاغہ کا سادہ وسلیس زبان میں ترجمہ کیا جو مطبع یوسفی دہلی سے دوسری بار ۱۹۱۵ء میں بغیر متن عربی شائع ہوا۔ بلامتن عربی شائع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ نہج البلاغہ عام فہم زبان میں عوام تک پہونچے تا کہ لوگ اس سے مانوس ہوں اور سماج میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور کلمات رائج ہوسکیں۔ اسی غرض کے پیش نظر لفظی ترجمہ سے احتراز کرتے ہوئے آزاد ترجمہ کیا الفاظ کی نشست و برخاست جملوں کی بندش اس احتیاط کے ساتھ کی ہے کہ ترجمہ میں گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ غیر مانوس الفاظ اور بے جالفاظی سے گریز کرتے ہوئے وہی لفظیں استعمال کیں جو مستعمل ہیں۔

چودھویں صدی کے اوائل میں نہج البلاغہ کے اردو ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی قوم کا ہر فرد ترجمہ کا خواہشمند تھا آپ لکھتے ہیں:

> ''یہی وہ کتاب ہے جسکو اردو کا لباس پہنائے جانے کیلئے ملک کا ہر خرد وکلاں بے چینی ظاہر کررہا تھا یہی وہ خواہش تھی جسکے برآنے کیلئے قوم کے فدائی مذہب کے شیدائی دست بدعا تھے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کامل دو برس کی محنت شاقہ اور تلخ ریاضت کے بعد ہم شیعہ قوم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں'' ۲

نمونہ کے طور پر پہلے خطبہ کا ترجمہ:

حمد وتعریف اسی خداوند عزوجل کے لئے زیبندہ ہے جس کی مدح و

---

۱ الذریعہ ج:۱۴۔ص:۱۲۶   ۲ نیرنگ فصاحت ص:۱

ثنا کی حقیقت کو اچھے اچھے زباں دانو کی گویائی نہیں پہنچ سکتی۔ محاسب اور شمار کرنے والے اس کی نعمتوں بخششوں اور بذل وکرم کے شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ اور بڑے بڑے کوشش کرنے والے اس منعم حقیقی کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ وہ خداوند بزرگ و برتر جسے ہمتیں، ارادے اور عزم نہیں پا سکتے۔ دانائیوں، زیرکیوں اور عقلوں کی گہرائیاں اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ وہ جل وعلیٰ کہ جسکی توصیف کے لئے کوئی حد معین اور محدود نہیں اور نہ کوئی نعت و صفت موجود ہے۔...

....

وہ جل وعلیٰ کہ جسکی توصیف کے لئے کوئی حد معین اور محدود نہیں اور نہ کوئی وقت معدود ہے۔ نہ کوئی مدت دراز اس کے لئے معین ہوسکتی ہے۔ اسنے اپنی قدرت اور قوت سے خلقت کو ایجاد کیا۔ اپنی رحمت و کرم سے ہوا کو پھیلا دیا اور زمین متزلزل کو پتھروں کی میخوں اور عظیم الشان پہاڑوں سے مضبوط اور ساکن کر دیا۔ دین کا پہلا زینہ اس کی معرفت ہے کمال معرفت یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور تصدیق اسکی توحید پر یقین لانے سے کامل ہوتی ہے توحید کی تکمیل یہ ہے کہ اسے خالص واحد و یکتا کیا جائے۔ پھر اس وحدت و یکتائی اور اخلاص کا درجہ کمال یہ ہے کہ اسے تمام صفات زائدہ سے مبرا و منزہ سمجھیں کیونکہ جس شخص نے اس کے لئے صفات زائدہ قرار دیں تو گویا اسے (مخلوق سے) قرین اور اس کا ہمسر بنا دیا۔ اور جس نے اس کو مقارن و نزدیک سمجھ لیا تو گویا وہ دوئی کا قائل ہوگیا۔

اور جو شخص وحدت سے گذر کر دورنگی میں آیا تو گویا وہ شخص اس ذات واحد و یکتا کے لئے جز اور ٹکڑے قرار دے رہا ہے۔ ایسا شخص یقیناً جاہل ہے۔ وہ کبھی درجۂ معرفت پر فائز نہیں ہوسکتا۔ اور جو شخص اس ذات برحق و برتر کی طرف اشارہ سے کام لیتا ہے وہ گویا اسے محدود کرتا ہے۔ اب جس شخص نے اُس کے واسطے ایک حد معین کی اسنے گویا اسے شمار کر لیا۔ اور جس شخص نے سوال کیا کہ خداوند عالم کس چیز میں موجود ہے تو گویا اسکے لئے ظرف تجویز کیا اور اُس ظرف میں اس کا مقام و محل بنا دیا اور جس شخص نے سوال کیا کہ باری تعالیٰ کس چیز پر قائم ہے تو وہ اسے وجود سے خالی سمجھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہے وہ ایسا قادر مطلق ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے (اُسکے وجود وہستی کی کوئی ابتدا نہیں) وہ موجود ہے مگر عالم نیستی سے میدان ہستی میں نہیں آیا۔ وہ ہر ایک شے کے ساتھ ہے مگر عارضی طریقہ سے نزدیک نہیں (اپنی قیّومیت اصلی کے سبب سے ہر ایک شے کے ساتھ قائم ہے) وہ ہر ایک چیز کے ساتھ مغائرت رکھتا ہے مگر نہ بطریق مفارقت و مزائلت (کیونکہ کسی شے کا قائم رکھنے والا اگر اس سے علیحدہ ہو جائے تو وہ شے قائم کہاں رہ سکتی ہے) وہ فاعل ہے مگر نہ بقصد حرکات وآلات۔ وہ ہر ایک چیز کا نگاہبان ہے کیونکہ اسکی مخلوق میں کوئی شے محفوظ بالذات نہیں۔ وہ واحد و تنہا ہے کیونکہ کوئی مسکن ایسا نہیں جس سے وہ مانوس نہ ہو۔ جس سے وہ راحت حاصل کرے۔ وہ کسی ایسی چیز کے (جس سے راحت حاصل ہو) گُم ہو جانے سے متوحش نہیں ہوتا (اُسے اس کی ضرورت ہی نہیں اُس کی ذات ایسی چیز سے بہت اعلیٰ وارفع ہے) اُس نے

خلق کو پیدا کیا جو پیدا کرنے کا حق ہوتا ہے۔ اُس نے مخلوق کی ابتدا کی جیسی کہ کرنی چاہیے۔ کوئی ایسا تجربہ نہیں ہے جس سے (خلقت مخلوق کے باب میں) اُس نے استفادہ کیا ہو۔ نہ کوئی حرکت ایسی ہو سکتی ہے (فکریہ یا مکانیہ یا کیفیہ) جس کے سبب سے اسنے مخلوق کو پیدا کیا ہو نہ کوئی تردد خاطر اسے لاحق ہوا ہے جس کے سبب سے وہ مضطرب ہوا ہو (اسے پریشانی ہوئی ہو کہ اس چیز کو پیدا کروں یا نہ کروں) وجود اشیاء کو گردش دیدی جب ان کا وقت آ گیا (جب اس کی مصلحت کا مقتضا ہوا) مختلف اشیاء کو باہم (جیسے نفوس مجردہ کو اجسام مادیہ سے مادۂ بالقوت کو صورت بافعل سے) اشیاء کی طبیعتوں کے آثار محکم کر دیئے اُن کی شناخت کے آثار کو انکے ساتھ لازم کر دیا۔ وہ ان اشیاء کی پیدائش سے پہلے ان کو جانتا تھا وہ ان کی حدود اور انتہا کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ ان کے قران احوال اور اقسام کا عارف تھا۔ پھر اس خالق عالم نے (آسمان کی فضاؤں کی کشائش کو ایجاد کیا۔ اطراف ہوا اور ہوا کے بالائی حصہ کو شگافتہ کیا۔ اور اس بالائی حصہ میں پانی کو جاری کر دیا جس کی آپس میں ٹکرانے والی موجیں تلاطم خیز تھیں۔ جس کی لہریں ایک دوسرے پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس پانی کو باد تند اور رتوڑ دینے والی آندھی کی پشت پر سوار کیا۔ پھر اس ہوا کو حکم دیا کہ اس پانی کو موجزن کر دے۔ اور اس کے تھام لینے اور نگہبان رہنے پر اسنے مسلط فرما دیا اور اسے اس پانی کی حدو نہایت کے قرین اور نزدیک کر دیا درآنحالیکہ اس ہوا کا حصۂ زیرین کشادہ تھا اور پانی اس کے اوپر موجویں لے رہا تھا۔ پھر اس خداوند تعالیٰ شانہ نے ریح عقیم کو پیدا کیا جس کے جھونکے نباتات واشجار اور ان کی تازگیاں پیدا نہیں

کرتے۔اس کی اقامت کو باقی رکھا۔اس کے جھونکوں کو تیز وتند کر دیا۔اس کی نشو ونما کی جگہ کو دور تک پھیلا دیا۔اور اسے حکم دیا کہ اس آب ذخار کی موجوں کو ٹکرا دے۔اور دریاؤں کی لہروں کو ہنکا لیجائے۔اس ہوا نے خدا کے حکم سے اس پانی کو جنبش دی جیسے (دہی سے بھری ہوئی) مشک کو (مسکہ حاصل کرنے کے لئے) جنبش دیا کرتے ہیں اور اُسے فضائے گردوں میں ایسی جنبش دی جو جنبش دینے کا حق ہوتا ہے۔اس کے اول کو آخر اور سکون کو حرکت کی طرف منتقل کر دیا۔حتیٰ کہ اس کا معظم حصہ (وہ ابھار جو تلاطم کے وقت سمندر میں ظاہر ہوتا ہے) بلند ہو گیا اُس بحر ذخار سے اُس کے جمع ہو جانے والے کف کو پھینک دیا۔پھر اُس کف کو ہوائے کشادہ اور فضاء ومکان وسیع میں بلند کیا اور اس سے نہایت ہی رسات طریقہ کے ساتھ ہفت آسمان ایجاد کئے اور اُن آسمانوں کے طبقۂ زیرین کو متحرک اور اپنی جگہ سے نہ ٹلنے والا اور حصۂ بالا کو ایک محفوظ اور نہایت ہی بلند بام بنا دیا بغیر کسی ستون کے انہیں قائم کیا اور بغیر کسی میخ کے انھیں منظّم کر دیا۔پھر انھیں (آسمانوں کو) ستاروں کی آرائش اور آنکھوں میں گھر کر جانے والی روشنی سے مزیّن کیا۔ان میں اس چراغ (آفتاب) کو روشن کیا جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔اس قمر کا اجرا فرمایا جو ضیا بخش دیدۂ مردم ہے اور ہر ایک ان میں سے دورۂ کرنے والے فلک اور سیر کرنے والی سقف اور رونده دونده سطح آسمان میں ثابت و قائم ہے۔پھر اُس مخلوقات کو پیدا کیا جو بلند آسمانوں کے درمیان میں واقع ہے اور ان آسمانوں کو اپنے قسم قسم کے ملائکہ سے لبریز کر دیا۔ان ملائکہ میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ سربسجود ہیں۔رکوع کرنے کی نوبت ہی

نہیں آتی۔ بعض ایسے ہیں جو رکوع میں ہیں اور کبھی سیدھے نہیں ہوتے۔

بعض ایسے ہیں جو (اس کی جلالت کبریائی کے سامنے) صف بستہ ہیں۔ اپنے مقام سے ہٹتے ہی نہیں۔ بعض ایسے ہیں جو تسبیح کر رہے ہیں۔ (سبحان اللہ کے نعرے لگا رہے ہیں) کبھی اس تسبیح سے دلتنگ اور کشیدہ خاطر نہیں ہوتے۔ ان ملائکہ کی آنکھوں کو نیند کبھی لاحق نہیں ہوتی۔ نہ عقلوں کا سہو نہ بدنوں کی تکان۔ نہ نسیان کی غفلت انہیں عارض ہوتی ہے۔ بعض ان میں سے اس کی وحی کے امین ہیں۔ اور پیغمبروں کے لئے اس کی زبان (ترجمان) ہیں۔ اور مختلف مقامات میں خدا کے فرمان اور احکام لیکر ان کے پاس آتے ہیں۔ اقطار و اطراف عالم میں اُن کے ارکان و اعضا نہیں سماتے۔ ان کے شانے عرش کے پایوں کے مناسب اور موافق ہیں (یہ ملائکہ حاملان عرش ہیں) عرش کے سامنے ان کی نگاہیں نگوں سار ہیں اور اُس کے نیچے اپنے اپنے پروں کو اپنے آپ پر لپیٹے ہوئے ہیں۔ (فرشتوں کے پر کیا ہیں ان کی قوت علوم و معارف) وہ کسی تصویر کے ساتھ اپنے پروردگار کا وہم نہیں کرتے۔ کسی عقلی یا وہمی صورت پر اس کا قیاس نہیں کرتے۔ اُس پر صفات مخلوق جاری نہیں کرتے کسی مکان و مقام میں اُسے محدود نہیں کرتے۔ کسی نظیر اور مثال کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے (کہ وہ ذات و صفات میں فلاں مخلوق کی مانند و مشابہ ہے) پھر خداوند عالم نے زمین سنگلاخ و ہموار اور شیریں و شورزار سے ایک ایک قسم کی مٹی جمع کی۔ پھر اُس مٹی کو نمی اور تری کے ساتھ آمیزش کیا۔ حتی کہ چسپیدگی اُس میں پیدا ہوگئی۔ پھر ایک صاحب اطراف و پیوستگی و اعضاء و

مفاضل صورت پیدا کی اُسے خشک کیا حتی کہ وہ ایک جمادی صورت میں آ گئی۔ اسے سخت اور شفاف کر دیا حتی کہ وہ گندہ اور متعفن ہوئی (جیسے دانہ زمین کے اندر متعفن ہو کر اگتا ہے) ایک وقت معدود اور زمانہ معلوم کے لئے پھر اُس میں اپنی روح پھونکی۔ نفخ روح کے بعد ہی وہ تصویر کھڑی ہو گئی۔ اور صاحب ذہن و ذکا انسان پیدا ہو گیا۔ جو قوت ذہن و ادراک کو جولانیاں دے رہا تھا۔ اسکے اعضاء ظاہری تھے وہ اُن سے خدمت لے رہا تھا۔ وہ آلات باطنی پر قابض تھا۔ انہیں منقلب کر رہا تھا۔ وہ ایک ایسی معرفت کا مالک تھا جسکے سبب سے وہ حق و باطل چکھنے، سونگھنے اور الوان و اجناس میں تمیز کر رہا تھا۔ اس کا خمیر رنگ برنگ کی مٹی آپس میں مشابہت رکھنے والی صفات۔ متضاد حالات۔ متبائن اخلاط۔ صفراوسوداوبلغم وخون اور ریح و سرور سے تیار کیا گیا تھا۔ اب خداوند عالم نے اس امانت کی ادائیگی کے واسطے فرشتوں کو حکم دیا جسے ان کے پاس ودیعت رکھا تھا۔ اس وصیت کے وفا کرنے کے لئے فرمایا وجوانہیں کی گئی تھی اور اُس وصیت کو یہ اقرار لیکر محکم کر دیا تھا کہ اُسے (آدم کو) سجدہ کریں۔ اس کی بزرگی اور تعظیم کے سبب سے اس کے سامنے سر جھکائیں۔ تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس اور اُس کے پیرو نہ جھکے۔ انہیں عصبیت ذاتی نے کھالیا۔ جبلّی بدبختی اور شقاوت ان پر غالب آ گئی وہ آگ سے پیدا ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو معزز سمجھنے لگے اور نمناک مٹی سے پیدا ہونے والے کی توہین کی۔

اب خداوند عالم نے ابلیس کو مہلت دی تا کہ وہ مستحق قہر وغضب کا

ہوا اُس کا امتحان تمام ہو جائے اور اُس کا وعدہ پورا کر دیا جائے۔ اور اُس سے فرمایا کہ تجھے ایک وقت معلوم کے دن (قیامت) تک مہلت دی گئی ہے۔ پھر خداوند عالم نے آدم کو اُس گھر میں جگہ دی جس میں اُسکی زندگی اور گذران کو خوش گوار اور خوش وقت کر دیا۔ جس میں اُسکے مقام کو تمام رنج و آلام سے بیخوف بنا دیا۔ اسے ابلیس اور اُس کی عداوت سے ڈرایا پس اُس کے دشمن (ابلیس) نے اسے دار المقام (فانی نہونے والے مکان) اور مصاحبت ابرار کی ترغیب دیکر فریب دیا۔ اس فریب کے سبب سے آدمؑ نے اپنے یقین کو شک اور مستقل ارادے کو سستی اور بے رغبتی کے ہاتھ بیچ ڈالا (اس شجر کے نہ کھانے کی منعفت کا جو یقین تھا وہ شک سے بدلا اور وہ مستقل ارادہ کہ ہرگز اس درخت کو نہ چھوؤنگا اس میں ضعف اور سستی کے آثار پیدا ہو گئے) اُس نے خوشی و خرّمی کو خوف اور طلب و عزت (جس کی شیطان کے بہکانے سے طمع کی تھی) ندامت سے بدل ڈالا۔ پھر (جبکہ اسے اپنے کردار پر پشیمانی ہوئی) خداوند عالم نے اُس کے واسطے توبہ کی بساط بچھا دی اور اپنی رحمت و بخشش کا کلمہ اُس کے دل میں القا کیا اور اسے اپنی جنت میں لے آنے کا وعدہ فرمالیا پس (جب یہ وعدہ وعید طے ہو گئے) اُسے آزمائش اور امتحان کے گھر اور نسل بڑھانے کے مقام میں نازل کیا۔ جب آدمؑ اس زمین پر آئے اور ان کی ذریت پھیلی تو خدائے تعالیٰ نے اُن کی اولاد میں سے پیغمبروں کو چُن لیا۔ وحی کی برداشت پر اُن سے عہد و پیمان لیا اور تبلیغ رسالت پر اُن کو امین بنالیا۔ پھر جبکہ اکثر مخلوق نے خدا کا عہد تبدیل کر دیا۔ اس اقرار کو بدل ڈالا جو عالم ارواح میں خدا کے سامنے کر آئے تھے۔ خدا

کے حق کو بھلا دیا۔اس کے لئے شریک اور امثال تجویز کرنے لگے شیاطین نے انہیں معرفت الٰہی سے ایک طرف ہٹا دیا۔انہیں عبادت خداوندی سے الگ اور منقطع کر دیا اُس وقت خداوند عالم نے اُن کے پاس اپنے رسول بھیجے اور متواتر پے در پے اپنے پیغمبر اُن کی طرف روانہ فرمائے تا کہ انکی خلقت اور جبلّت کے عہد کی ادائیگی کے طالب ہوں (جس چیز کے لئے یہ پیدا کئے گئے ہیں اس پر قائم رہیں) انہیں خدا کی وہ نعمت یاد دلائیں جسے بھول بیٹھے ہیں۔خدا کے احکام پہنچا کر ان پر اتمام حجت کریں۔عقلوں کے دفینے اُنکے سامنے پھیلا دیں۔قدرت کی نشانیاں انھیں دکھلائیں۔ان نشانیوں میں سے ایک یہ چھت ہے جو اُن کے بالائے سر نظر آ رہی ہے۔یہ خوابگاہ ہے جو انکے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔یہ معیشت و معاش زندگانی کے اسباب ہیں جو انہیں جلا رہے ہیں۔یہ منقضی ہونے والی عمر کی مدتیں ہیں جو انہیں فنا کر دیتی ہیں۔یہ مشقتیں اور تکلیفیں ہیں۔جو پیری و صد عیب کو ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔یہ حوادثات ہیں جو پے در پے اُن پر نازل ہوتے ہیں۔

خداوند سبحانہ وتعالیٰ نے کبھی اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا نازل شدہ کتاب یا حجۃ لازمۂ رسالت (وصایت وامامت) یا جادۂ عقلی سے خالی نہیں رکھا۔وہ رسول جنکی قلت عدد انہیں (فرض منصبی ہدایت سے) قاصر نہیں کر سکتی۔نہ ان کے تکذیب کرنے والوں کی کثرت ان کے سدِّ راہ ہوسکتی ہے۔ان میں سے ہر ایک پیغمبر کو اس کے بعد مبعوث ہونے والے رسول کا نام بتا دیا جاتا تھا (جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے "**یاتی من**

بعدی اسمه احمد ‘‘ میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام احمدؐ ہے)اور ہر ایک موجود پیغمبر کو انبیائے گذشتہ کی شناخت کرادی جاتی تھی (انبیائے سابق پیغمبران آئندہ کی خبر دینے والے تھے اور یہ انکی رسالت وشریعت وحقیت کی تصدیق کرنے والے) اسی طریقہ پر زمانہ تیزیوں کے ساتھ گذرا۔ اور مدتیں ہی گذر گئیں آباؤ اجداد اپنے بیٹوں کو جانشین کرتے ہوئے گذر گئے حتی کہ پروردگار عالم نے اپنے وعدہ کو پورا اور اپنی نبوت کو تمام کرنے کے لئے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تمام انبیاء سے انکی نبوت کا اقرار (عالم ارواح میں) لے لیا تھا۔ جب حضرتؐ مبعوث ہوئے ہیں تو زمین والے متفرق ملتوں پراگندہ خواہشوں اور مختلف طریقوں کے مالک تھے۔ انکی تین قسمیں ہو رہی تھیں۔ ایک فرقہ خدا کو اسکی مخلوق کے ساتھ مشابہ کر رہا تھا (جیسے کہ مجسمہ) کوئی خدا کے نام میں الحاد سے کام لے رہا تھا۔ خدا کے اوصاف کو مخلوقات میں تسلیم کرتا تھا (مثل مشرکین عرب) اور کوئی غیر خدا کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ عالم کون فساد کے آثار کو غیر خدا کی طرف نسبت دیتا تھا (جیسے کہ دہریے) پس آپ نے انہیں راہ نمائی کے ساتھ ہدایت کی۔ ضلالت سے نکالا اور جہالت سے نکال کر ایک مرتبۂ عظیم پر فائز کر دیا۔ پھر خداوندسبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اپنی ملاقات کو اختیار کیا۔ اور براہ رضا ورغبت اپنا تقرب ان کے واسطے پسند فرمایا دار دنیا سے رحلت کر جانے پر انہیں مکرم کیا۔ بلاؤں اور امتحانوں کی مصاحبت اور مقارنت سے انہیں منحرف کر دیا۔ پس انہیں اپنے پاس نہایت ہی عزت واکرام کی حالت میں بلا لیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ اُس پیغمبر برحق نے

تمہارے درمیان اس چیز کو چھوڑا جسے انبیائے سلف اپنی امتوں میں چھوڑ تے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنی امت کو چرانے والے۔ واضح اور صاف رستے۔ اور قائم رہنے والی نشانی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ تمہارے درمیان جو چیز چھوڑی گئی ہے وہ خدا کی کتاب ہے۔ جو اُس کے حلال وحرام ۔فرائض ومستحبات کو بیان کرنے والی ہے۔ وہ احکام نومنسوخ ہو گئے ہیں یا جو بندوں کی وسعت کے واسطے قرار دیے گئے ہیں (جیسے کہ روزے مریض اور مسافر کے لئے معاف ہیں) وہ احکام جن سے تجاوز نہیں ہوسکتا (مثلاً اقیموا الصلوۃ) وہ الفاظ جو مخصوص ہیں (جیسے کہ حج البیت کے معنی خاص خانۂ کعبہ کے ہیں) وہ لفظ جو عام ہیں (جیسے کہ من قتل مومنا الخ اس میں ایک عمومیت ہے یعنی جو کوئی بھی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے وہ جہنمی ہے) وہ کلمات جو مقید نہیں وہ کلمے جو مقید نہیں۔ وہ آیات محکمات جن کے معنی میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہوسکتا۔ وہ آیتیں جن کے معنی میں شبہ دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کو اس کتاب خدا نے ظاہر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اپنے مجمل کی تفسیر کرنے والی ہے۔ اپنے غوامض ومشکلات کی مظہر ہے۔ یہ کتاب اُن آیات کو لئے ہوئے ہے جن کا علم خدا نے بندوں پر واجب کر دیا ہے۔ جن کے بارے میں وہ اپنی جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (جیسے کہ آیات توحید قل ھو اللہ احد) اور اس کتاب میں وہ آیات موجود ہیں جن کے نہ جاننے میں خدا نے بندوں کو وسعت دی ہے (جیسے کھٰیٰعص) یہ کتاب ان فرائض پر شامل ہے جن کا وجوب اس کتاب کے لحاظ سے تو ثابت اور معلوم ہے مگر سنت وحدیث نبوی میں وہ منسوخ ہو گئے ہیں۔ (مثلاً

پہلے زانیہ کو وقت وفات تک محبوس رکھنے کا حکم تھا۔ حدیث نبوی نے بحکم آیہ رجم اس کو منسوخ کر دیا) یہ کتاب ان احکام کو بیان کرتی ہی جن پر عمل کرنا بلحاظ سنت وحدیث واجب ہے مگر اس نے ان کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے (مثلا اول اسلام میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بلحاظ سنت پیغمبر نماز پڑھی جاتی تھی مگر جب کعبہ کی طرف منھ کرنے کا حکم ہوا تو ارشاد و سنت منسوخ ہو گیا) اس کتاب میں وہ حکم موجود ہے جو ایک وقت میں واجب ہے مگر آئندہ چلکر واجب نہیں رہتا (مثلاً جب ایک صاحب استطاعت شخص ایک دفعہ حج کر چکا ہو تو وہ آئندہ لاکھ مستطیع ہوا کرے حج اُس پر واجب نہیں رہا) یہ کتاب امور محارم کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والی ہے مثلاً کبیرہ جس پر اپنی آگ کا وعدہ کیا ہے (جیسے فرمایا ہے کہ مـــن **قتـل مـومنا متعمدا فجزائُهٗ خالدا فيها**) یا صغیرہ جس کے واسطے اپنی بخشش اور مغفرت کو مہیا کیا ہے (مثل آیہ **انـه هـوا لغفور الرحيم**) ان کتاب میں ان اعمال خیر کا ذکر ہے جن کا تھوڑا سا حصہ بھی خداوند عالم کے نزدیک مقبول ہے اور ان میں انتہائی وسعت بھی دی گئی ہے جس قدر چاہو زیادہ سے زیادہ بجالاؤ۔

مسرور حسین، امروہوی (۱۳۷۶ھ)

جناب سید معجز حسین کے فرزند تھے۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں متولد ہوئے۔ابتدائی تعلیم نور المدارس امروہہ میں حاجی مرتضی حسین صاحب قبلہ سے حاصل کی۔اس کے بعد منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں سرکار یوسف الملت مولانا یوسف حسین امروہوی سے کسب فیض کیا۔بعد از آں لکھنؤ میں مدرسۃ الواعظین میں علامہ سید سبط حسن اور ممتاز العلماء سید ابو الحسن سے استفادہ کیا۔آپ کا شمار مدرسۃ الواعظین کے ممتاز طلاب میں ہوتا تھا۔انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین کے سکریٹری بھی رہے۔واعظین سے فراغت کے بعد ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں افریقہ مڈگاسکر تبلیغ کے لئے گئے۔وہاں انتہائی محنت و کاوش سے ایک عالیشان شیعہ مرکز تعمیر کرایا جس میں ایک ٹاور بنوایا گیا جو آپ کے نام سے منسوب ہے۔آپ مملکت فرانس کے گورنر جنرل کی کونسل کے بحیثیت شیعہ نمائندہ ممبر تھے۔آپ نے ۱۳/رجب ۱۳۷۶ھ/۱۳ فروری ۱۹۵۷ء کو کراچی میں وفات پائی۔ [۱]

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے فرانسیسی اور گجراتی زبان مین نہج البلاغہ کا سادہ وسلیس زبان مین ترجمہ کیا جو افریقہ کے مما لک میں بہت مقبول ہوا۔

صاحب تذکرہ علماء امامیہ لکھتے ہیں:

"آپکی مستقل تصانیف کا تو راقم کو علم نہ ہوسکا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپنے نہج البلاغہ کا فرانسیسی اور گجراتی میں ترجمہ فرمایا" [۲]

---

۱ تذکرہ علماء امروہہ۔ص:۱۸۷ ۲ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان۔ص:۳۸۴

اعجاز القرآن:

تالیف ۱۹۳۰ء میں الواعظ میں صفدر پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جس میں اعجاز قرآن کے علاوہ علوم قرآن کے مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تالیفات میں ینابیع المودۃ کا اردو ترجمہ اور کتاب مختار المسائل قابل ذکر ہیں۔ [1]

---

[1] تالیفات شیعہ۔ ص: ۸۷

عبدالرزاق ندوی، ملیح آبادی (۱۳۷۹ھ)

چودھویں صدی کے نامور عالم، ادیب، صحافی اور شارح نہج البلاغہ مولانا عبد الرزاق خاں ندوی مولانا ابوالکلام آزاد کے رفیق کار تھے۔حنفی مسلک پر کاربند تھے۔آپکی ولادت ۱۸۸۸ء میں ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں ہوئی۔والد ماجد عبدالحمید خاں ملیح آباد کے ثروتمند افراد میں سے تھے۔علمی وادبی ماحول میں نشو ونما ہوئی سطحیات کی تعلیم وطن میں حاصل کی اسکے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ندوۃ میں اپنی ذہانت وذکاوت کے ذریعہ درجہ میں پیش پیش رہے۔اسی دوران مصری عالم دین شیخ رشید رضا ندوۃ آئے۔آپ ان سے ملے اور انکے قائم کردہ مدرسہ ''مدرسہ دارالدعوۃ والارشاد مصر'' میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی رشید رضا صاحب نے رضامندی کا اظہار کیا عبدالرزاق صاحب مصر پہونچے اور ۱۹۱۳ء میں مدرسہ ''دارالدعوۃ والارشاد'' میں داخلہ لیا۔مطالعہ کا شوق بچپن ہی سے تھا۔مصر میں مطالعہ کا بھرپور موقع ملا آپنے عربی ادب، تاریخ، فلسفہ اور دیگر موضوعات پر کتابوں کا عمیق مطالعہ کرکے علمی استعداد میں خوب اضافہ کیا مصر میں قیام کے دوران حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔آپ کمال پاشا کی تحریک آزادی میں بھرشریک رہے۔ مائل ملیح آبادی جو مولانا کے بھانجے تھے فرمایا کرتے تھے کہ کمال پاشا کی وفات کے بعد مولانا عبدالرزاق نے ایک کمالی فوج تیار کی جو چار سال قائم رہکر ختم ہوگئی۔۱۹۱۹ء میں آپ مصر سے ہندوستان آگئے اس وقت کلکتہ تحریک آزادی کا مرکز تھا۔آپکی مولانا آزاد سے ملاقات ہوئی پھر یہ رشتۂ صحافت ورفاقت ایسا قائم ہوا کہ ۳۸ سال بعد مولانا آزاد کی وفات کے بعد ختم ہوا۔آپنے الھلال اور البلاغ میں مولانا آزاد کا قلمی تعاون کیا اور اپنا پریس قائم کرکے ۱۹۳۱ء میں ''ہند نامہ'' اخبار جاری کیا جسمیں آپنے اردو صحافت کو نیا موڑ دیا عوام کی بات عوام کی زبان میں لکھنا شروع کی۔اسکے علاوہ ''پیغام'' اور ''اجالا'' بھی جاری کیا۔مولانا آزاد جب کلکتہ سے دہلی منتقل ہوئے تو آپکو بھی ساتھ لے گئے

وہاں کچھ عرصے آل انڈیا ریڈیو کے شعبۂ عربی کی نگرانی وعربی جریدہ ''ثقافتہ الہند'' کے مدیر رہے۔تحریک آزادی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کئی مرتبہ جیل گئے۔انگریزی زبان اچھی بولتے تھے اگر چہ کسی اسکول میں انگریزی تعلیم حاصل نہیں کی تھی ساٹھ دن جیل میں رہ انگریزی سیکھی۔ ۱

عربی زبان و بیان پر ملکہ حاصل تھا عربی ادب سے خاص لگاؤ تھا۔آپکے ادبی ذوق کا اندازہ اسی سے ہوتاہیکہ آپنے نہج البلاغہ کے مکتوبات کا ترجمہ سلیس زبان میں کیا۔

آپکی وفات ۱۳۷۹ھ/۲۴رجون ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔

ترجمہ مکتوبات نہج البلاغہ:

آپنے مکتوبات امیرالمومنینؑ کا معنی خیز اور اقرب الی المعنی ترجمہ کیا۔زبان وبیان میں غضب کی روانی ہے ترجمہ کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں

''ترجمہ جیسا بھی ہے آپکے سامنے ہے اسمیں خامیاں ہوسکتی ہیں لیکن یہ بات میرے لئے تسلی کی ہے کہ ترجمہ صحیح ہے میں نے اردو زبان کی سلاست بھی کہیں کہیں صحت ترجمہ پر قربان کردی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ترجمہ کو سامنے رکھکر عربی ادب کے شیدائی نہج البلاغہ کا مطالعہ کریں گے تو بہت فائدہ اٹھائیں گے''

آپنے یہ ترجمہ نومبر ۱۹۵۰ء میں کیا جسے مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے مرتب کیا اور شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا اس پر آپ کا یادگار وقیع مقدمہ ہے جو انتہائی معلوماتی ہے۔

''پہلا بول'' کے عنوان کے تحت نہج البلاغہ کی اہمیت کے سلسلے میں لکھتے ہیں

---

۱ ارباب اردو۔ج:۵۔ص:۱۷۹

''اللہ کی رحمتیں ہوں سید رضی پر کہ امیر المومنینؑ کے خطبوں، تحریروں اور جملوں کا ایک مجموعہ چھوڑ گئے۔ نہج البلاغہ اسی مجموعے کا نام ہے یہ مجموعہ بلا شبہ عربی ادب کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور اس سرمائے پر عربی زبان جتنا فخر کرے کم ہے۔ نہج البلاغہ کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اسکے جس حصے مین تحریریں جمع کی گئی ہیں انمول خزانہ ہے۔ ہر زبان میں نثر نے نظم کے بہت بعد ترقی کی ہے۔قوم کی ذہنی پختگی اور تمدن کی ترقی کے ساتھ نثر آگے بڑھتی ہے۔عربی زبان میں نثر کا پہلا نمونہ قرآن مجید ہے مگر قرآن کی نثر ایسے اسلوب پر ہے کہ بقول ابن خلدون فن انشاء میں اسے رہنما بنایا نہیں جا سکتا اس نثر کی پیروی انسانی طاقت سے باہر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے مراسلات مکاتیب نہایت مختصر ہوتے تھے اسلئے کہ نثر نے ابھی تک ترقی نہیں کی تھی۔ دفعتاً امیر المومنین علیہ السلام سے نثر شروع ہو جاتی ہے یہ نثر صحیح معنی میں نثر ہے مگر ایسی نثر جس پر ہر عربی نثر قربان کی جا سکتی ہے۔ امیر المومنینؑ کی خطابت ایک معجزہ ہے لیکن امیر المومنینؑ کی انشاء تو معجزہ سے بھی بڑھکر کوئی چیز ہے ایسی بے تکلف، بلند، ٹھوس تحریر کی امیر المومنین سے پہلے عربی ادب میں مثال نہیں ملتی اور پھر تحریر بھی کیسی۔ ہر موضوع پر ہر عنوان پر اہم سے اہم سیاسی مسائل پر محیط اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی مواعظ پر حاوی طنزیہ بھی، ناصحانہ بھی، دل ملانے والی بھی، دل ہلانے والی بھی، ایمان کی پرورش کرنے والی بھی، نفاق کو بے پردہ کر ڈالنے والی بھی، طویل سے طویل بھی، مختصر سے مختصر بھی مگر اس طرح کہ ہر لفظ فصاحت کا علمبردار، ہر جملہ بلاغت کا آئینہ دار

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت امیر المومنینؑ کی کنیزیں ہیں جو ہر وقت تعمیل حکم کیلئے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں۔''

ترجمہ کا نمونہ:

قاضی شریح بن حارث کے لئے تحریر فرمایا

''روایت ہے امیر المومنینؑ کے قاضی شریح بن حارث نے ایک مکان اسّی دینار میں خریدا۔ امیر المومنینؑ کو خبر ہوئی تو قاضی کو طلب کیا اور اور فرمایا سنا ہے۔'' تم نے اسّی دینار میں گھر مول لیا ہے۔؟'' شریح نے اقرار کیا، تو امیر المومنینؑ نے غصہ کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا۔

''اے شریح جلد ہی تیرے پاس وہ پہنچے گا جو نہ تیری دستاویز دیکھے گا۔ نہ تیرے گواہوں ہی کو پوچھے گا۔ وہ بس تجھے گھر سے بیک بینی و دو گوش نکال باہر کر کے سیدھا قبر میں پہنچا دے گا۔ اے شریح! اب تجھے سوچ لینا چاہیے کہ یہ گھر تو نے غیر کے مال سے تو نہیں خریدا ہے۔ اس کی قیمت حرام کی کمائی سے تو ادا نہیں کی ہے۔ ایسا ہوا ہے تو دنیا کا گھر بھی تو نے کھو دیا۔ خریداری کے وقت تو میرے پاس آتا تو میں ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ ایک درہم میں بھی تو یہ گھر خریدنا گوارا نہ کرتا۔ وہ دستاویز یہ ہے۔

''یہ ہے وہ جو ایک عاجز بندے نے ایک چل چلاؤ والے بندے سے خریدا ہے اس گھر کی چوحدّی اس طرح ہے:

پہلی حد آفتوں کے اسباب پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری حد مصیبتوں کے اسباب پر ٹھہرتی ہے۔ تیسری حد منھ کے بل گرا دینے والی خواہشوں پر رکتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان تک پہنچتی ہے اور اسی حد میں

گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔

آرزو کے جال میں پھنسے ہوئے اس آدمی نے گھر کا سودا اس آدمی سے کیا ہے جس کا پیچھا موت کر رہی ہے اور قیمت یہ دی ہے کہ قناعت کی عزت تج کے خواہش طلب کی ذلت اوڑھ لی ہے اگر اس بیع میں خریدار کا کوئی حق تلف ہو تو بادشاہوں کو گرانے والا، جبّاروں کی جان لینے والا، کسریٰ و قیصر، تبع وحمیر جیسے فرعونوں کی بادشاہیاں مٹانے والا، بائع اور مشتری کو حساب و کتاب ثواب و عذاب کے دربار میں لے جا کے پیش کر دے جہاں اہل باطل کے لئے خسارہ ہی ہے۔ عقل اس تحریر کی گواہ ہے۔ جب خواہش کی قید سے باہر اور علائق دنیا سے آزاد ہو۔''

ایک سپاہ سالار کے نام

''اگر وہ سرکش اطاعت کی ٹھنڈک کی طرف لوٹ آئیں تو ہمیں یہی پسند ہے، لیکن اگر پھوٹ اور بغاوت پر ان کے دل جم چکے ہیں تو جو لوگ تمہاری فرمانبرداری کا دم بھر رہے ہیں، انھیں لے کر نافرمانوں کی سرکوبی پر اٹھ کھڑے ہو، دیکھو، جو دل سے تمہارے ساتھ ہیں، انہی سے کام لینا، جو تم سے بدسلوکی کر رہے ہیں ان کی پرواہ نہ کرنا۔ جو شخص خوشدلی سے ہمارے ساتھ نہیں اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے اس کا بیٹھے رہنا کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ہے۔

محمد عسکری جعفری

چودھویں صدی کے ممتاز انگریزی شارح نہج البلاغہ، محقق و عظیم اسکالر سید محمد عسکری جعفری کا تعلق علم وادب کی سرزمین حیدرآباد دکن سے تھا۔ علمی وادبی خانوادہ میں پرورش ہوئی نہج البلاغہ سے گہرا شغف تھا آپکا عظیم کارنامہ نہج البلاغہ کا مکمل انگریزی ترجمہ ہے اسکے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں آمادہ ہوا تیسری بار یہ ترجمہ ۱۹۷۷ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ سیرت زہرا کمیٹی نے بھی ۱۹۶۵ء میں حیدرآباد سے شائع کیا۔ ۱۹۶۷ء میں Poona سے منظر عام پر آیا۔ ایران سے بھی اسکے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں نیویارک امریکہ کی تحریک ترسیل قرآن کی انجمن نے اسے شائع کیا اور ہزار ہا نسخے مفت تقسیم کئے۔ افریقہ میں بھی بلال مشن نے اسے شائع کیا۔ امریکہ میں اسلامک دار المطالعہ شیعہ نے بھی اس ترجمہ کو بعنوان PEAK OF ELOQUENCE طبع کیا۔ [۱]

یہ ترجمہ بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ مقبول ہوا اور دنیا کے اکثر ممالک میں آج بھی قابل استفادہ ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے دشوار مطالب کو انتہائی سادگی سے بیان کیا ہے۔

نمونہ کے طور پر ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

KHUTBA-49

When Musquala son of Hubair Shebanee, left Koofa and ran away to Moavia with some funds from the government treaswy to his account, Hazrat said.

May God forgive not Musquala, son of Hubair. In the beginningh he acted like a chieftain but in the end

---

۱ صدائے جعفریہ ص ۱۳۔ اگست ۱۹۸۳ء

he fled like a slave. He did not give his eulogists time to finish their eulogies, and before they had time to testify to his good qualities he forced them to change their views. Had he not run away thus we would have forced him to pay a part of his dues and would have waited for the recovery of the other till his financial conditions inproved.

KHUTBA-50

Praise of God and advice to human beings.

All praises are due to Him only, of Whose Favours nobody is deprived, of Whose Blessings nobody is left destitute, and of Whose Bounties nobody needs despair. One who prays to Him need feel no disgrace or ignominy. His Munificence is ever lasting, and His Blessings will never cease. This world in its nature is destructible and its inhabitants will have to desert it. To vicious minded people the perishible pleasures of this life are pleasing, but in actuality life quickly passes away howevermuch one may love it dearly and madly. My advice to you is to pass through life in such a way as to carry good results with you for the next world and to take from life only such things as would be helpful to you in the next.

KHUTBA-51

On the occasion of his journey to Syria, Hazrat said this Khutba which actually is a prayer

O Lord, I beseech Thee for Thy protection against the dificulties of the journey, against the sorrows of a

sad return, and against finding my family and my home in distress when I come back to them.

Lord! Thou art the best companion and guide in journey, and the best trustee under whose care I can leave my family and my house; nobody but thee, my Lord, can combine both these attributes in himself; to be my companion and guide, if I Leave my home and hearth to him to take care of; and to look after my family and fortune if I ask him to be my comanion and by guide on my journeys. (Becouse nobody but the Lord possesses the atribute of Omnipresence and Omniprtence, to be with every body and every where at one and the same moment.)

KHUTBA-52

In a few words Hazrat had predicted the future of Koofa and what will be the end of its oppressors.

O Koofa! As it is, I see that they are treating you will little courtesy; they are beingh cruel to you, they gring you with calamities, and force you through such catastrophies which would shake the very foundations of your peace and properity. But I know that the oppressor who tyrannizes you will be punished and persucuted by God.

KHUTBA-53

This sermon Hazrat delivered at the place of Nokhaela while he was proceeding towards Syria at the head of his army.

God be prased till nights keep on setting in, and

the world keeps on getting dark, and till stars keep on rising and setting (i e till the revolution of earth continues; and it will continue till solar systems continue to exist in galaxies, and they will continue till universe exists; therefore, it means that the praise of the Lord will be continued till the universe continues to exist); praised be God whose Bounties will never disappear, whose Favours are gratis and do not require returns.

Be it known to you that I have advanced the vanguard of my armies with instructions to stay of the banks of Euphrates until further orders. I myself have decided to cross Euphrates and rich the group of people living on the banks of Tigris, so that I may make them fight the enimies of Islam, and be of help to you.

نبی احمد خاں، رامپوری

حکیم مولانا نبی احمد خاں رامپور کے سر برآوردہ ارباب علم وفن میں تھے۔عربی ادب پر استادانہ مہارت کے حامل تھے اسکا ثبوت مقامات حریری کا ترجمہ اوراسکی شرح ہے۔ پیشے سے آپ طبیب تھے اور ریاست رامپور کے سرکاری یونانی شفاخانے کے سربراہ تھے مگر وقتاً فوقتاً ادبی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ پاکستان چلے گئے اور لاہور میں مقیم رہ کر قلم و قرطاس کی خدمت میں منہمک ہو گئے۔ آپ کا علمی و ادبی کارنامہ مکتوبات امیرالمومنینؑ کی جمع آوری ہے۔ [1]

مکتوبات حضرت علیؑ:

یہ مجموعہ حضرت علی بن ابی طالبؑ کے ۶۴ مکتوبات پر مشتمل ہے۔ جن میں ۲۶ ایسے مکتوبات ہیں جو نہج البلاغہ میں موجود ہیں اور ۳۸ ایسے ہیں جو نہج البلاغہ میں موجود نہیں ہیں۔ ہر مکتوب کے ساتھ مکتوب الیہ کا نام عہدہ، زمانہ اور مقام تحریر وغیرہ کی ضروری وضاحتیں موجود ہیں۔ جسکے سلسلے مین مؤلف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی کی ہے۔ یہ مجموعہ ۱۲؍شعبان ۱۳۸۷ھ/ دسمبر ۱۹۶۷ء میں اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے شائع ہوا اسمیں مولانا امتیاز علی خاں عرشی کا وقیع مقدمہ اور مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری کا ''تعارف'' شامل ہے۔

مجموعہ کی خصوصیات:

☆ اس مجموعہ میں ہر خط کے ساتھ وہ حوالے بھی مندرج ہیں جن سے مکتوب کی روایتی اہمیت روشن ہوتی ہے۔

---

[1] مکتوبات حضرت علیؑ۔ ص:۷

☆ منابع و ماخذ میں جو لفظی اختلاف ہیں انھیں حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔

☆ منابع و ماخذ کی مفصل فہرست بھی مندرج ہے جس میں مصنف کا نام اور زمانۂ تصنیف کی تشریح بھی موجود ہے تاکہ مستند و غیر مستند کا فیصلہ آسانی سے ہو سکے۔

☆ جن حضرات کے اسماء یا جو مقامات مستعمل ہوئے ہیں انکی تشریح اور اہم واقعات کی تفصیلات بھی تحریر کی گئی ہیں۔

☆ مکتوب کے تفحص میں اصل ماخذ سے مکتوبات فراہم کئے ہیں کسی واسطہ کو درمیان میں نہیں رکھا۔

☆ تلمیحات واشارات جو وضاحت طلب تھے انکو بھی فٹ نوٹ میں صرف کر دیا ہے۔

☆ اس مجموعہ اور مجموعہ ''جمھر ۃ مکاتیب العرب'' علامہ احمد زکی کی صفوۃ معری کے درمیان فرق یہ ھیکہ جمھر ۃ میں صرف تین مکتوبات ایسے ہیں جو اس مجموعہ میں نہیں ہیں اسکے برخلاف اس مجموعہ میں گیارہ مکتوبات ایسے ہیں جو جمھر ہ میں نہیں ہیں۔

مکتوبات کا ترجمہ لفظی ہونے کے باوجود بامحاروہ ہے اور کوشش اس بات کی گئی ہے کہ اردو کی سلاست بھی مجروح نہ ہو اور صاحب مکتوب کا منشاء بھی واضح ہو جائے۔

یہ مجموعہ مولانا کی سعی مشکور ہے جسکی وجہ سے حضرت امیر المومنینؑ کا وہ کلام جو ابھی منظر عام پر نہیں آیا تھا منظر عام پر آیا۔

نمونہ کے طور پر مکتوبات کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

معاویہ کے نام

جب حضرت علیؑ کی خلافت کی بیعت کر لی گئی، تو آپ نے خطبہ

دیا پھر اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ اُسوقت مغیرہ ابن شعبہ آپ کے پاس آئے اور کہا: ''امیر المومنین، میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''کیا''؟ مغیرہ نے کہا: ''اگر آپ اپنی خلافت کا استحکام چاہتے ہیں، تو طلحہ ابن عبداللہ کو کوفے کا، زبیر ابن العوام کو بصرے کا گورنر بنا دیجئے تا آنکہ اِن پر آپ کی اطاعت لازم ہو جائے اور وہ آپ کے تابع ہو جائیں۔ (ہاں) جس وقت آپ کی خلافت مستحکم ہو جائے، تو آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں معزول کر دیں، جسے چاہین برقرار رکھیں۔'' حضرت علیؑ نے فرمایا: ''طلحہ و زبیر کے معاملے میں تو میں جلد غور کروں گا، رہے معاویہ، تو بخدا (اُن کے متعلق میرا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ) خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے کہ میں اپنے کسی معاملے میں اُن سے مدد لوں۔ البتہ میں اُنھیں اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں، اگر اُنھوں نے قبول کر لی، تو فبہا، ورنہ میں اُن سے جنگ کروں گا۔'' یہ سن کر مغیرہ خفا ہو کے اُٹھ گئے۔

حضرت علی نے معاویہ کو (اپنے میر منشی) عبداللہ ابن رافع سے یہ خط لکھوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین علی کی طرف سے معاویہ کے نام

امابعد

اگر عثمان (خلافت کے) حقدار اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) رشتے دار تھے، تو میں بھی (خلافت کا) حقدار اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رشتے دار ہوں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کی

(مشترک) رائے سے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ رائے، عمل اور پسندیدگی و ناپسندیدگی میں عام لوگ اُنھیں کی پیروی کرتے ہیں۔ لہذا تمہیں چاہیے کہ فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ، کیونکہ میں نے تمام گورنروں کو طلب کیا ہے تا کہ اُن سے (اپنی خلافت اور فرماں برداری کا) اقرار لوں اور جو بار میری گردن پر آ پڑا ہے، اُن کی گردن پر بھی ڈالوں اور یہ ذمے داری وہ ہے، جس سے میں نے اپنے دین اور امانت داری کو خریدا ہے اور جسے قبول کئے بغیر میرے لئے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ پس اس خط کو دیکھتے ہی تم انشاءاللہ اپنے بلند مرتبہ رفقاء کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

شوکت علی زیدی

حکیم سید شوکت علی زیدی نے نہج البلاغہ سے ۱۱۳ کلمات کا خلاصہ بعنوان ''درس انسانیت'' تحریر کیا جو ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ ۱

۱ تالیفات شیعہ ص:۳۰۳، امامیہ مصنفین۔ج:۱۔ص:۹۹

خورشید حسن، امروہوی (۱۳۸۷ھ)

چودھویں صدی میں جن علماء نے نہج البلاغہ کی شرحیں لکھیں ان میں ممتاز حیثیت رکھنے والی ذات سید خورشید حسن مجتہد کی ہے۔ آپ سرکار نجم العلماء کے بھتیجے تھے۔ والد ماجد مولانا بدر الحسن امروہہ کے اہل علم میں تھے۔ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء کو امروہہ محلّہ دانشمندان میں متولد ہوئے۔ بچپن ہی سے ذہین اور محنتی تھے۔ نور المدارس امروہہ میں مولانا حاجی مرتضیٰ حسین سے سطحیات کی تعلیم حاصل کر کے لکھنؤ گئے جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیکر ''ممتاز الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ سرکار نجم العلماء طاب ثراہ نے علمی لیاقت دیکھکر اجازہ عنایت فرمایا جامعہ ناظمیہ سے فارغ ہونے کے بعد عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں آیات عظام کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کئے۔ ہندوستان مراجعت کے بعد مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپکی نگرانی میں مدرسہ نے خوب ترقی کی۔ کچھ عرصے بعد سر سید سلطان احمد کے والد مولوی سید خیرات احمد صاحب کے اصرار پر ۱۹۲۸ء میں شہر ''گیا'' چلے گئے اور وہاں کے امام جمعہ منتخب ہو کر چالیس سال تک دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ وہاں کے مومنین آپکے شیدائی اور انتہائی عقیدت مند تھے۔ آخر عمر میں حج بیت اللہ و زیارات سے مشرف ہوئے۔ فقہ، اصول اور عربی ادب میں مہارت رکھتے تھے بالخصوص میراث میں مسلم الثبوت متخصص تھے۔ نور المدارس کے منتظم اور صدر رہے جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے سالانہ جلسہ کی صدارت بھی فرمائی جشن الماسی میں یادگار خطبہ دیا جس سے ثابت ہوتا ہیکہ آپ قادر الکلام خطیب بھی تھے۔ آخری عمر میں وطن آ گئے تھے اور محلّہ کی مسجد میں امامت فرماتے تھے۔ درس و تدریس میں بہت زیادہ انہماک کے سبب صحت خراب رہنے لگی۔ بالآخر

۲۲رشوال ۱۳۸۷ھ/۲۳رجنوری ۱۹۶۸ءکوداعی اجل کو لبیک کہا۔ [۱]

شرح نہج البلاغہ:

آپ نے اردو زبان میں نہج البلاغہ کی یادگار شرح سپرد قلم کی ۔جسمیں مشکل مطالب کوانتہائی سادگی کے ساتھ پیش کیا اسکے علاوہ جوامع الکلم کا ترجمہ،تنبیہ الغافلین اورنجم الزائرآپکی یادگار ہیں ۔

[۱] تذکرہ علماءامروہہ۔ص:۹۶

رفعت امام زیدی

موصوف نے ایک کتاب ''نہج البلاغہ میں حضرت علی نے فرمایا'' تالیف کی ماہ محرم ۱۳۸۸ھ/ مارچ ۱۹۶۸ء میں امام اکادمی لاہور سے شائع ہوئی۔۱۶۰صفحات پر مشتمل ہے۔ [۱]

۱؎ تالیفات شیعہ۔ص:۶۴۳،امامیہ مصنفین۔ج:۱۔ص:۱۰۳

رئیس احمد جعفری، ندوی (۱۳۸۸ھ)

چودھویں صدی کے گرانقدر شارح نہج البلاغہ مولانا رئیس احمد جعفری کا تعلق سیتاپور سے تھا۔ حنفی المسلک تھے۔ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ولادت ہوئی کمسنی ہی میں والد ماجد جناب ناظر حسین صاحب کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے۔ اسلئے آپکی پرورش ننہال خیرآباد ضلع سیتاپور میں ہوئی۔ سطحیات کی تکمیل کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ کرایا گیا۔ جہاں محنت ولگن سے تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے اور بہت جلد مدرسہ کے ہونہار طلباء میں شمار کئے جانے لگے۔ آپنے ندوۃ العلماء میں جیداساتذہ سے کسب علم کیا جن میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا کلیم احمد، مولانا عبدالودود، مولانا محمد سلیم کنتوری، مولانا حفظ اللہ، مولانا عبدالرحمٰن نگرامی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

ندوۃ العلماء میں انجمن ''الاصلاح'' کے نائب ناظم اور اسکے بعد ناظم منتخب ہوئے۔ اسی زمانے میں آپنے قلمی رسالہ بھی جاری کیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کو طلباء کی تحریک کے سلسلہ میں ندوۃ چھوڑنا پڑا اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں داخلہ لیکر انگریزی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ اسکے ساتھ رسالہ ''جامعہ'' میں مضامین بھی لکھتے رہے جن میں تراجم بھی شامل تھے۔ مکتبہ جامعہ نے مولانا محمد علی جوہر کی حیات پر ایک کتاب لکھنے کا کام آپکے سپرد کیا جس ذمہ داری کو آپنے بحسن وخوبی انجام دیا اور یادگار سوانح تحریر کی آپکی اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھکر مولانا شوکت علی نے آل انڈیا خلافت کمیٹی کے اخبار ''روزنامہ خلافت'' بمبئی کی ادارت کیلئے منتخب کیا جسمیں آپکو صحافتی اعلیٰ کمالات کے اظہار کا بھرپور موقع ملا۔ مولانا شوکت علی کے انتقال کے بعد آپ نے ہفتہ روزہ ''جوہر'' جاری کیا جو زیادہ عرصے نہ چل سکا۔ آپ بڑے زودنویس تھے۔ مختلف موضوعات پر مضامین اور کتابیں لکھیں۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے کراچی سے روزنامہ ''خورشید'' اور ماہنامہ ''ریاض'' نکالتے تھے اسکے بعد ''ادارہ ثقافۃ اسلامیہ لاہور سے

وابستہ ہوگئے تھے۔ پاکستان میں بھی آپنے اعلیٰ پیمانے پر علمی خدمات انجام دیں اور ۲۸/ اکتوبر ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء کو جاں بحق ہوئے۔ [1]

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے حضرت علی علیہ السلام کے خطبات کا ترجمہ کیا جسے مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے ترتیب دیا اور شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا۔ آپنے ''شذرات'' میں نہج البلاغہ کی اہمیت اورادبی حیثیت پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے حالات زندگی بھی مندرج کئے ہیں۔

ترجمہ معنی خیز اور لفظی ہے خطبات کے متن کی صحت نسخۂ مصر اور نسخۂ تہران سے کی ہے ترجمہ میں مفتی مصر شیخ محمد عبدہ کی شرح اور ایرانی عالم فیض الاسلام علی نقی کی شرح سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے جسکے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''میرے پیش نظر نہج البلاغہ کے چند نسخے رہے ہیں ایک نسخہ وہ جو مصر سے چھپا اور جسکی شرح دیار مصر کے مفتی مرحوم علامہ محمد عبدربہ نے نہایت نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی کے ساتھ فرمائی ہے اس سے میں نے کافی فائدہ اٹھایا اور جہاں فائدہ اٹھایا ہے حوالہ دے دیا ہے۔ دوسرا نسخہ وہ ہے جو نہایت زیادہ شاندار طریقے پر تہران ایران سے شائع ہوا ہے اسکا فارسی ترجمہ ضروری تشریحات کے ساتھ اور حسب موقع حواشی اور ذیلی مندرجات کے ساتھ علامہ علی نقی فیض الاسلام مجتہد العصر ایران نے فارسی زبان میں کیا ہے اس سے میں نے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا حقیقت یہ ھیکہ اگر یہ گراں بہا نعمت میرے سامنے نہ ہوتی تو شاید میں یہ کام نہ کر پاتا''

[1] نثر نگاران اردو۔ ج:۱۔ص:۱۴۵

ترجمہ کی خصوصیات:

☆ ترجمہ حتی الامکان لفظی ہے جہاں لفظ کے ترجمہ سے مطلب واضح نہیں ہو سکا وہاں قوسین میں تشریحی الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے۔

☆ نہج البلاغہ میں چونکہ بکثرت لغت کے استعمال ہوا ہے حل لغات کے سلسلہ میں شیخ محمد عبدہ کی شرح سے مدد لی ہے۔

☆ ترجمہ کو عام فہم اور اقرب الی المعنی کرنے کیلئے علامہ فیض الاسلام کی شرح سے استفادہ کیا ہے جسکے حوالے موجود ہیں۔

☆ ایرانی اور مصری نسخوں کے اندر خطبات کی ترتیب میں کہیں کہیں تقدم و تاخر ہے ایسی صورت میں ایرانی نسخہ کا اتباع کیا ہے۔

☆ خطبات میں جن اشخاص و رجال، شہر و اماکن کا ذکر آیا ہے انکی توضیح بھی انتہائی محنت و جستجو سے کی ہے۔

☆ منابع و مصادر کا ذکر بھی موجود ہے۔

افادیت کے پیش نظر دوسرے خطبہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

صفین سے واپس آنے پر

''نعمت خدا کی تکمیل کرتا ہوا اور عزت ذات الٰہی کو تسلیم کرتا ہوا اور اس کی معصیت سے دامن کشاں ہوتا ہوا میں خدا کا سپاس و شکریہ ادا کرتا ہوں احتیاج اور ضرورت (کے سلسلہ) میں اسی سے کمک کا طالب ہوں کہ وہ کفایت کرے، جسے اس نے ہدایت دی، وہ گمراہ نہیں ہوسکتا جس سے اس نے دشمنی کی وہ نجات نہیں پاتا، جس کو وہ کافی ہوا (پھر) وہ منتشر اور پراگندہ

نہیں ہوسکتا، بلا شبہ شکر کا پلہ سب سے گراں ہے، سب سے اچھا سرمایہ ہے جو جمع کیا گیا، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اور اس کا کوئی شریک و ہمتا نہیں، یہ وہ گواہی ہے جس کا اخلاص پرکھ لیا گیا، جس کا اعتقاد شائبہ شرک سے پاک ہے، زندگی بھر میں اسی سے وابستہ رہوں گا، خطرہ کے مقامات اور دہشت کے اوقات کے لئے اسے محفوظ رکھوں گا۔ اس لئے کہ یہ شہادت ایمان کی عزیمت، احسان کا آغاز، رضائے الٰہی اور شیطان کو فرار پر مجبور کر دینے والی چیز ہے (نیز) میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے جنھیں خدائے بزرگ و برتر نے دین مشہور (اسلام) علم ماثور کتاب مسطور نور ساطع ضیاء لامع اور حکم محکم کے ساتھ بھیجا، تا کہ شبہات برطرف ہوں اور کھلے ہوئے واضح اور محکم دلائل سے حجت کی جاسکے، آیات قرآن سے تنبیہ اور (امم ماضیہ پر) عذاب الٰہی سے ڈرائے (کا مقصد) حاصل ہو، لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا ہو گئے کہ دین کی ریسمان پارہ پارہ ہوگئی، ایمان و یقین کے ستون متزلزل ہو گئے اصل (دین) اختلافی (مسئلہ) بن گیا، اور کارِ دین درہم برہم ہوگیا (فتنوں سے) بچ نکلنے کا راستہ تنگ اور (ہدایت) پر آنے کی راہ تاریک ہو گئی۔ ہدایت گم نام ہوگئی اور کوری و گمراہی عام ہوگئی، خدا کی نافرمانی کی گئی شیطان کی مدد کی گئی، ایمان بے یار و مددگار رہ گیا۔ اس کے ستون گر گئے اور آثار ونشانات بدل گئے، اس کے رستے خراب اور راہیں نابود ہوگئیں۔ لوگوں نے شیطان کی پیروی اختیار کر لی۔ اسی شیطانی راستے پر قدم فرسائی کرنے لگے، اسی کے سر چشمہ پر ڈیرا ڈال دیا (پھر) یہ لوگ اس کے پرچم

(لہراتے) آگے بڑھے، شیطان کا پرچم ایسے دورفتن میں بلند ہوا کہ ان فتنوں نے لوگوں کو پامال کر دیا، اور اپنے کھروں سے روند دیا اور پھر اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہو گیا، تو وہ لوگ ششدر و حیران (کھڑے) ہیں۔ یہ نادان (لوگ) وہاں فتنہ میں گرفتار تھے، جو دنیا کی بہترین جگہ ہے (مکہ) البتہ اس کے ہمسائے (اہل مکہ) بدترین ہیں جن کا خواب بے خوابی، اور جن کا سرمہ چشم گریہ ہے (یہ سب کچھ اس) سرزمین پر (مکہ میں) ہوا کہ جہاں دانا کی زبان بند اور نادان، باعزت وار جمند ہیں۔''

دیگر آثار علمی:

مشاہیر اسلام

سیرت محمد علی

رند پارسا

علی برادران

دید وشنید

سیرت ائمہ اربعہ

بہادر شاہ ظفر

نگارشات محمد علی

افادات محمد علی

اسلامی رواداری

حجاج

حیات قائد اعظم

حضرت علیؑ

سیاست شرعیہ

دین ودنیا

مطالعات محمد علی

سلطانہ

حیات احمد بن حنبل

غم آرزو

واجد علی شاہ اور انکا عہد

خطبات قائد اعظم

اقبال امام ادب

اقبال اپنے آئینے میں

جواری، جال

ٹھوکر

چاندنی

عورت

حکایات آغانی (ترجمہ) [1]

---

[1] نثر نگاران اردو۔ج:۱۔ص:۱۴۶

محسن نواب رضوی (۱۳۸۹ھ)

مولانا سید محسن نواب صاحب چودھویں صدی کے مایہ ناز عالم دین اور شیوا بیان مقرر تھے۔۱۴؍ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ؍۱۴؍اپریل ۱۹۱۱ء کو چاہ کنکرٹھوی ٹولہ لکھنؤ میں متولد ہوئے۔ جب آپ چار سال کے تھے تو آپ کے والد ماجد سید احمد نواب صاحب نے رحلت کی۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر مولانا عالم حسین، مولانا عبدالحسین، مولانا صغیر حسن، مولانا سید ہادی، مولانا ابن حسن نونہروی، مولانا ظہور حسین، مولانا سید محمد جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ غیر رسمی طور پر مولانا ناصر حسین صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ ۱۹۳۳ء میں صدر الافاضل کیا اسکے بعد نہائی تعلیم کیلئے عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، عقائد، کلام کی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں عراق سے واپس تشریف لائے اور مدرسہ ناصریہ جونپور کو حیات نو بخشی اور اسکے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپکے علم و فضل اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کو دیکھکر نواب رامپور رضا علی خاں صاحب نے رامپور بلا لیا اور مدرسہ عالیہ کا پرنسپل منتخب کیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ لکھنؤ آ گئے اور مادر علمی سلطان المدارس میں معقولات کا درس دینے لگے بڑی تعداد میں آپکے شاگرد ہیں آپنے بہت کم عمر پائی کئی سال تک صاحب فراش رہے اور ۱۲؍جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ؍۲۶؍اگست ۱۹۶۹ء روز سہ شنبہ رحلت کی۔ آپکو لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا ماہنامہ ''العلم'' اور ''الواعظ'' کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی سینکڑوں مضامین و مقالے لکھے عربی، فارسی نثر و نظم میں کمال حاصل تھا۔ [۱]

---

[۱] مطلع انوار

آثار علمی:

محسن انسانیت

الفرق بین المعجزہ والسحر (عربی)

زائرین قائم آل محمدؑ

خلاصہ عبقات الانوار حدیث غدیر (عربی)

غدیر سے کربلا تک

ہزار موتی:

آپنے حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مختلف موضوعات سے متعلق ایک ہزار کلمات کا ترجمہ اور اسکی شرح تحریر کی اور انھیں الفبا کے اعتبار سے مرتب کیا تھا۔

آقا بزرگ تہرانی:

”هزار موتی ای الف لولوة جمع فيه الف كلمة حكمية منسوبة الى امير المومنينؑ مع شرحها بالاردوية مرتباً على حروف الهجاء للسيد محسن نواب بن احمد اللكهنوى المولود ١٣٣١ھ نشرت تباعاًفى جريدة ”اسد“ الهندية بلكهنؤ فى ١٣٥٥ھ“ [1]

[1] الذریعہ ج۲۵۔ص۲۲۰

اختر علی، تلہری (۱۳۹۱ھ)

محقق، نقاد، ماہر لغات مولانا سید اختر علی کی ولادت قصبہ تلہر ضلع شاہجہانپور اتر پردیش میں ۱۳۲۰ھ/ ۲۱/اپریل ۱۹۰۲ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور میں مذہبی تعلیم حاصل کی اور اسکے ساتھ انگریزی تعلیم بھی حاصل کی کتب بینی اور مطالعہ کا بہت شوق تھا جسکے سبب اچھی علمی استعداد پیدا ہوگئی تھی ۲۰ سال تک جوبلی کالج لکھنؤ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور اسکے بعد شاہجہانپور میں بھی اسی کو انجام دیتے رہے۔ عربی اور اردو ادب میں اعلیٰ مہارت حاصل تھی ادبی موضوعات پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ادبی گھتیوں کے سلجھانے میں انھیں شہرت حاصل تھی۔ نثر و نظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ لکھنؤ کے ادبی سرگرمیوں میں فعّال رہتے تھے۔ معروف ادبی و مذہبی شخصیات سے گہرے روابط تھے اور بیشتر اوقات انکے ساتھ گذارتے تھے۔

آپنے مذہب، ادب، فلسفہ، تاریخ، تنقید جس موضوع پر لکھا خوب لکھا ایک عرصے تک شیعہ پولٹیکل کانفرنس کے اخبار روزنامہ ''سرفراز''، لکھنؤ میں مزاحیہ کالم ''سرِّ دلبراں'' ''محاسبے'' لکھتے رہے جو بہت زیادہ پسند کئے جاتے تھے ہندوستان کے مؤقر رسائل میں آپکی تخلیقات شائع ہوتی رہتی تھیں۔ آخر عمر میں مختلف امراض نے گھیر لیا تھا علاج جاری تھا غرضکہ ۱۳۹۱ھ/ ۲۱/اپریل ۱۹۷۱ء کو جاں بحق ہوئے۔ [۱]

نہج البلاغہ پر گہری نظر تھی اسکا عمیق مطالعہ کیا تھا۔

تصنیفات:

ابتلائے عظیم

---

[۱] نثر نگاران اردو۔ ج:۱۔ص:۳۶

شہادت عظمیٰ

مذہبی تصورات

علوی تصورات

مولانا مودودی کا اسلامی نظریہ سیاست

شعروادب

مقالات تلہری

تنقیدی شعور

آئیڈیل کنگ

حضرت علی اور فلسفہ جدلیت:

آپ نے نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۳۳ کے فقرہ ''**لا نقبن الباطل حتی یخرج الحق من جنبه** '' کی محققانہ شرح فرمائی ہے اس رسالہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے جناب سید ابن حسن صاحب لکھتے ہیں

> '' فلسفہ جدلیت (Dialectics) آج کل تمام پڑھے لکھے دماغوں پر چھایا ہوا ہے۔ سائنسی اشتراکیت کے کسی پہلو کے متعلق جب کبھی کوئی فکر ونظر کو دعوت دینے والا مضمون لکھا جاتا ہے تو اسمیں جدلیت کا ذکر ضرور آجاتا ہے اور ایسا ہونا حیرت خیز بھی نہیں ہے کیونکہ جدلیت کے مادی نظریہ پر ہی اشتراکیت کی بنیاد رکھی گئی ہے''

مولانا اختر صاحب نے نہایت جامع الفاظ میں اس فلسفہ کا خلاصہ پیش کر کے اس مادی نظریہ کے سقم کی نشاندہی کی ہے اور جدلیت کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہ نظریہ **لا نقبن الباطل حتی یخرج الحق من جنبه** ''میرا اقدام ویسے ہی مقصد کیلئے ہے تو

سہی جو میں باطل کو چیر کر حق کو اسکے پہلو سے نکال لوں''

اشتراکیت کی فلسفہ جدلیت سے کہیں زیادہ جامعیت ہے۔اس رسالہ سے آپکی عمیق نظری کا اندازہ ہوتا ہے آپ لکھتے ہیں۔

''اسی علیؑ کی زبان معجز بیان وحق ترجمان پر ایک خطبہ کے ضمن میں ایک دفعہ یہ فقرہ آیا ہے۔

لا نقبن الباطل حتی یخرج الحق من جنبه

میں یقیناً باطل کو شگافتہ کروں گا اس میں سوراخ کروں گا یہاں تک کہ حق اس کے پہلو سے نکل آئے۔

میں اس کی جرأت تو نہیں کر سکتا کہ یہ کہدوں کہ اس حکمت آفریں فقرے میں ہیگل یا مارکس کے ''جدلیاتی نظریات'' اپنی تمام منطقی وسعتوں سمیت موجود ہیں کیونکہ اُن کی وسعتیں تو بہت سے ٹیڑھے ترچھے خطوط پر بھی مشتمل ہیں اور وضع وحی الھی کی زبان پر ایسی بات آہی نہیں سکتی ہے جس میں باطل کا شائبہ بھی ہو''

لیکن اسلوب ادا اور بیان کے تیور دیکھ کر اتنا تو کہنا ہی پڑتا ہے کہ آج جس مفہوم کو (Dialectics) ''جدلیاتی عمل'' کی شاندار اصطلاح سے ادا کیا جا رہا ہے اور جس کی ترجمانی اور تشریح میں ہزاروں صفحے سیاہ کر دیئے گئے ہیں اسکی دل و دماغ میں اتر جانے والی حکیمانہ تصویر حکیم اسلام کے اس حکمت آمیز مختصر جملے میں موجود ہے اور غیر معقول و نازیبا خط وخال سے بالکل صاف ہوکر موجود ہے۔

علیؑ کے اس بیان میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ ''باطل'' کے بطن ہی

سے ''حق'' کا ظہور ہوتا ہے ''لانقبن الباطل حتی یخرج الحق من جنبہ'' میں قطعاً ''باطل'' کو شگافتہ کروں گا اس میں سوراخ پیدا کروں گا تا اینکہ ''حق'' اس کے پہلو میں سے جنم لے لے۔

اس کلام حکمت ایتام میں ''تصور یا معاشی نظام'' کی قید نہیں ہے یہاں صرف لفظ باطل اختیار کیا گیا ہے اور ضرورت بھی اسی طرز بیان کی تھی کیونکہ مطلق طور پر سے ہیگل کا ہم نوا بن کر نہ تو اسی کا ادعا کیا جا سکتا ہے کہ صرف تصورات کے تغیر کی وجہ سے تمدنی واقتصادی انقلابات رونما ہوتے ہیں اور نہ مارکس کی پیروی کر کے یہی کہا جا سکتا ہے کہ آفرینشِ دولت کے طریقے ہی اجتماعی زندگی کے مظاہر کی تعیین کرتے ہیں۔

ابن حسن، جارچوی (۱۳۹۲ھ)

مولانا سید ابن حسن کا شمار چودھویں صدی کے مشہور ارباب علم میں ہوتا ہے آپکی ولادت ۴؍محرم ۱۳۲۲ھ/۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء کو جارچہ ضلع بلندشہر میں ہوئی جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو آپکے والد جناب سید مہدی حسن کا انتقال ہوگیا۔ نانا سید حیدر حسن نے تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سنبھالی۔ مولوی فاضل، منشی فاضل کے امتحانات رامپور اور لاہور سے پاس کئے۔ ایم۔اے اسلامیہ کالج لاہور سے کیا ۱۹۳۳ء میں علیگڑھ سے بی ٹی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۸ء تک جامعہ ملیہ دہلی میں استاد رہے۔ ۱۹۳۸ء میں آپ محمودآباد چلے گئے اور راجہ صاحب محمودآباد کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۱ء تک شیعہ ڈگری کالج لکھنؤ کے پرنسپل مقرر رہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء میں پاکستان چلے گئے آپ ان دو علماء میں سے ایک تھے جنھیں محمد علی جناح نے ۱۹۴۵ء میں سر کرپس مشن کے سامنے پیش کیا تھا تاکہ اس مشن کو تخلیق پاکستان کے بارے میں اسلامی نظریہ بتلاسکیں۔ آپ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ پاکستان بننے کے بعد جب عہدوں کی تقسیم ہوئی تو آپ اس سے الگ رہے اور ادارہ اسلامیات سے وابستہ ہوکر ۱۹۷۰ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ وہ شیعہ طلباء کو اعلیٰ فکر دینا چاہتے تھے۔ اسلئے ''انسی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ آپ حق گو عالم باعمل تھے۔ کئی مناظرے بھی کئے جن میں سے ۱۹۳۹ء کا لاہور کا وہ مناظرہ جو آریوں کے ساتھ کیا تھا جو بہت مشہور ہے جس میں آپکو فتح عظیم حاصل ہوئی تھی۔ آپ بلند مرتبہ خطیب ومقرر تھے۔ یادگار مجالس خطاب کیں۔ ۱۴؍جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ/۱۶ جولائی ۱۹۷۳ء کو رحلت کی اور اسلامک ریسرچ سینٹر کے احاطے میں سپرد لحد کئے گئے۔ [۱]

---

[۱] مطلع انوار۔ص:۴۷

آثار علمی:

فلسفہ آل محمد (چھ حصے)

مقدمہ فلسفہ آل محمد

شہید نینوا

زوال دومۃ الکبریٰ کے حصہ اسلام کا ترجمہ

بصیرت افروز مجالس

جدید ذاکری

عہد مامون وامام علی رضاؑ (انگریزی واردو)

فرمان حیدری بنام مالک اشتر:

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے اس مکتوب کا ترجمہ اور شرح لکھی جو آپ نے اپنے سپہ سالار جناب مالک اشتر کو تحریر فرمایا تھا یہ مکتوب اپنے مشمولات کے اعتبار سے عدیم النظیر تسلیم کیا جاتا ہے جسے آج کے حکمراں بھی مشعل راہ سمجھتے ہیں۔ یہ ترجمہ مکتبہ منصف کراچی سے شائع ہوا جو بیحد مقبول ہوا۔ [1]

حضرت علی علیہ السلام کا ایک مشہور فرمان

یہ وہ عہد ہے جس کو بندۂ خدا علی امیر المومنین نے مالک بن اشتر کو مصر کا والی بناتے وقت حکم دیا (فرائض ان کے یہ تھے) کہ وہ اس ملک کا خراج وصول کریں، اس کے دشمنوں سے جہاد کریں، وہاں کے باشندوں کی

---

[1] امامیہ مصنفین ج ۱، ص ۱۰۰

اصلاح کریں اور اس کے شہروں کو آباد کریں۔

۱) میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ خدا سے ڈریں اور اس کی اطاعت کو مقدم رکھیں اور ان واجب اور سنت احکام کا اتباع کریں جن کا حکم اس نے کتاب میں دیا ہے کہ کوئی شخص بغیر اس کے اتباع کے (معراج) سعادت پر فائز نہیں ہوسکتا اور اس کا انکار کرنے اور اس کو ضائع کرنے ہی سے شقی ہوتا ہے اور (یہ بھی حکم دیتا ہوں) کہ اپنے 'دل' ہاتھ اور زبان سے اللہ کی نصرت کریں۔ پس جو اس کی نصرت کرے اس کی نصرت کا اور جو اس کی عزت ملحوظ رکھے اس کے اعزاز کا وہ متکفل ہوتا ہے۔

میں حکم دیتا ہوں کہ شہوات کی طرف مائل ہوتے وقت اپنے نفس کی قوتوں کو توڑ دیں اور سرکشی کرتے وقت اس کو (منازعت ومخالفت) سے باز رکھیں، کیونکہ نفس ہمیشہ برائی کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ جب خدا اپنا رحم وکرم فرمائے۔

۲) اے مالک! یہ سمجھ لو کہ میں تم کو ان شہروں کی طرف بھیج رہا ہوں جہاں تم سے پہلے صاحب عدل اور صاحب جور حکومتیں گزر چکی ہیں (یاد رکھو) کہ لوگ تمہارے امور کو بھی اسی طرح دیکھیں گے جس طرح تم اپنے پیش رو والیانِ ملک کے امور کو دیکھتے رہے ہو اور تمہاری بابت بھی وہی باتیں کہیں گے جو تم (گذشتہ حکّام) کی بابت کہتے رہے ہو۔

اور صالحین (کی صلاحیت) پر اسی (ذکر جمیل) سے استدلال کیا جاتا ہے جو اللہ زبان خلق پر جاری کر دیتا ہے۔ پس چاہئے کہ عمل صالح کا ذخیرہ تمہارے نزدیک محبّ ترین ذخیرہ ہو۔ اپنی خواہشات نفسانی پر قابو رکھو

اوران چیزوں سے جوتمہارے لئے حلال نہ ہوں اپنے نفس کو باز رکھو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس جس امور کو پسند کرتا ہواور جن سے اس کونفرت ہو، ان کی نسبت اس کوانصاف پر مائل کرواوراپنے دل میں رعیت پرلطف ومحبت اورمہربانی کرنے کا جذب واحساس پیدا کرواوران کے ساتھ ضرر رساں درندہ کا سا سلوک نہ کروجوان کوکھالیناہی غنیمت سمجھتا ہے۔کیوں کہ ان میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں یا تو تمہارے دینی بھائی یا وہ لوگ جو (چہرے، مہرے، ہاتھ پاؤں اورجسم) کی بناوٹ کے لحاظ سے تم ہی جیسے انسان ہیں (تمہاری طرح) ان سے بھی لغزش ہوجاتی ہیں، اوران کوبھی (خطاونسیان اورسہووعصیان) کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اوران سے عمداًیاسہواًبرائیاں سرزدہوجاتی ہیں۔پس تم ان کواسی طرح معاف کردیا کرواوردرگزرکرتے رہوجس طرح تم چاہتے ہوکہ خداتم کومعاف کردےاورتمہاری برائیوں کودر گزرکردے۔(اس دنیامیں ایک کےاوپردوسرانگراں موجودہے) تم ان لوگوں پر (حاکم) ہو۔تمہارا امیرتم پر (نگراں) ہے اور خدا اس پربھی (حاکم) ہے۔جس نے تم کووالی بنایاہے، ان کےامورکامتکفل کیاہےاور انکےذریعہ سےتمہاری آزمائش کرنی چاہی ہے۔

اور (قوانین فطرت) خدا سے جنگ مول لے کراپنے نفس کو تعب میں نہ ڈالو کیونکہ تمہارے اندر نہ اس کے عذاب کو دفع کرنے کی طاقت ہے، نہ اس کی عفوورحمت سے مستغنی ہونے کی قوت، (کسی کومعاف کرکے) نادم وشرمندہ نہ ہو (کسی کو) سزادےکرخوش نہواور (غصہ میں) کوئی ایسی بات یا کام کرنے میں جلدی نہ کروجس کے ترک کی گنجائش ہو

اور یہ نہ کہتے پھرو کہ میں امیر ہوں حاکم ہوں، میری اطاعت لازم ہے، کیونکہ اس سے قلب فاسد اور دین کمزور ہوتا ہے، اور تغیرات دنیا قریب آ جاتے ہیں، اور جب کبھی ریاست و امارت تمہارے دل میں تکبر اور گھمنڈ پیدا کرے تو غور کرو کہ تمہارے اوپر اللہ کی حکومت کتنی عظیم الشان ہے اور خود تمہارے نفس کی ان باتوں پر وہ قدرت و تصرف رکھتا ہے جو تم نہیں رکھتے۔ اس سے تمہارا جوشِ نخوت کم اور حدّتِ سطوت کم ہو جائے گی اور گئی ہوئی عقل واپس آ جائے گی۔

۳) دیکھنا! عظمت و اقتدار میں خدا کے مقابل اور سطوت و جبروت میں اس سے مشابہ بننے سے بچتے رہنا کیوں کہ وہ ہر جبّار کو ذلیل اور ہر متکبر کو خوار کر دیتا ہے۔

۴) اپنے نفس، اپنے خاص اعزا و اقارب اور ان افراد رعیت کے مقابلے میں جن کی طرف تم کو خاص میلانِ طبع ہو خدا اور عامۃ الناس کے ساتھ انصاف ملحوظ رکھو۔

اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ظالم ٹھہرو گے اور جو شخص بندوں پر ظلم کرتا ہے خدا خود اپنے بندوں کی طرف سے اس کا مخالف بن جاتا ہے اور جس سے وہ مخالفت اور مخاصمت کرے اس کی حجت کو وہ باطل کر دیتا ہے اور جب تک وہ اپنے ظلم سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے وہ اس سے برسرِ جنگ رہتا ہے اور ظلم سے زیادہ کوئی چیز اس کی نعمت کو بدلنے اور اس کے عذاب کو قریب کر دینے والی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مظلوموں کی دعاؤں کو سننے والا ہے اور ظالموں کی گھات میں رہتا ہے۔

جمہور کی رضا مندی:

۵) اور تم کو وہی امر سب سے زیادہ پسند ہونا چاہیے جو بلحاظ حد سب سے زیادہ وسط میں واقع ہو، بلحاظ عدل سب سے زیادہ عمومیت رکھتا ہو اور رعایا ؎ کی رضا مندی کا سب سے زیادہ جامع ہو، کیوں کہ عامۃ الناس کی ناراضگی خواص کی رضا مندی کو بے اثر و بے سود بنا دیتی ہے اور عامۃ الناس کی رضا مندی کے ساتھ خواص کی ناراضگی نا قابلِ التفات ہو جاتی ہے۔ تمام رعایا میں طبقہ خواص سے زیادہ (حسب ذیل برائیاں) رکھنے والا اور کوئی نہیں ہوتا۔

(۱) خوش حالی کے وقت والی کے لئے سب سے زیادہ بارِ خاطر۔

(۲) مصیبت کے وقت سب سے کم مدد کرنے والا۔

(۳) انصاف وعدل سے نفرت کرنے والا۔

(۴) سوال کرنے میں بیحد اصرار کرنے والا۔

(۵) عطیات میں تو سب سے کم شکر گزار۔

(۶) نہ ملے تو قبول عذر میں بہت سست۔

(۷) حوادث زمانہ پر سب سے کم صبر کرنے والا۔

(طبقۂ خاص کا تو یہ حال، برخلاف اس کے) عامۃ الناس ستونِ دین اور نظامِ مسلمین ہوتے ہیں، دشمنوں کے مقابلہ میں تیار فوج کا کام دیتے ہیں، پس تمہارا رجحانِ خاطر اور میلانِ طبع انہی کی طرف ہونا چاہیے۔

چغل خور سے بچو:

۶) تم کو چاہئے کہ رعیت کا جو آدمی لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ

مشغول رہتا ہو۔ اس کو اپنے پاس سے بہت دور رکھو، کیونکہ لوگوں میں عیوب تو ضرور ہوتے ہیں۔ اور والی سے زیادہ ان عیوب کی پردہ پوشی کا حق کس کو ہوسکتا ہے۔ پس جو عیوب تمہاری نظر سے پوشیدہ ہیں ان کی تلاش نہ کرو۔ کیونکہ تم پر تو انھیں عیوب کا ازالہ کرنا فرض ہے جو ظاہر ہوں اور جو تمہاری نظر سے پوشیدہ ہوں ان کا فیصلہ خداوند عالم کرے گا۔ پس حتی الامکان لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈالو، تا کہ خدا بھی تمہارے وہ عیوب چھپائے جن کو تم رعیت سے مخفی رکھنا چاہتے ہو۔

(۷) لوگوں کے (دلوں سے) ہر قسم کے حسد اور کینہ کی گرہ کھولتے اور ہر طرح کی عداوت کے سبب کو دفع کرتے رہو اور جو امور تمہارے لئے مناسب نہیں ان کو نظر انداز ہی کرتے رہو اور چغل خور کی باتوں کی تصدیق کرنے میں جلدی نہ کرو کیوں کہ ایسا شخص دل کا کھوٹا ضرور ہوتا ہے اگر چہ وہ ناصح (مشفق) ہی کے لباس میں کیوں نہ نظر آئے۔

مشیر کیسا ہونا چاہیے:

۸) اپنے مشورہ میں اس بخیل کو ہرگز داخل نہ کرو جو تم کو (رعایا پر) تفضّل کرنے سے روکے اور فقیر ہو جانے کا خوف دلائے۔ اور نہ اس بزدل کو (شریک کرو) جو تم کو انصرام امور میں کمزور بنائے اور نہ اس حریص کو (شریک کرو) جو حرص وطمع کو تمہاری نگاہ میں زینت دے۔ بات یہ ہے کہ بخل، جبن اور حرص ہیں تو مختلف طبعی (خصائل) مگر ان کا جامع (اور قدر مشترک) اللہ کی طرف سے سوءِظن ہے۔

انتخاب وزراء:

۹) تمہارا سب سے برا وزیر وہ ہوگا جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر اور معاصی میں ان کا شریک رہ چکا ہو، پس لازم ہے کہ وہ تمہارے خواص میں داخل نہ ہونے پائے، کیونکہ ایسے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے بھائی ہوتے ہیں، تم کو ان کے اخلاف میں وہ لوگ مل سکتے ہیں جو انہی کی طرح صاحب الرائے اور صاحب نفوذ واثر ہوں اور ان کی طرح گناہوں کا بار بھی اپنی گردن پر نہ رکھتے ہوں (یہ ایسے لوگ ہوں گے) کہ انھوں نے کسی ظالم کی مدد ظلم میں اور کسی گنہگار کی تائید اس کے گناہ میں نہ کی ہوگی، وہ لوگ تمہارے لئے نہایت سبک بار، اچھے مددگار اور سب سے زیادہ مہربان ثابت ہوں گے، ان کو تمہارے اغیار سے بہت کم الفت ہوگی، پس تم انھیں لوگوں کو خلوت اور جلوت میں خاص ہمنشیں بناؤ اور ان میں سے بھی اس شخص کو ترجیح دو جو حق کی تلخ باتیں سب سے زیادہ کہنے والا ہو اور ایسے امور میں تمہاری مساعدت سب سے کم کرنے والا ہو جن کو خداوند عالم اپنے دوستوں کے لئے پسند نہیں کرتا خواہ وہ تمہاری خواہش دل کے کتنے ہی مطابق کیوں نہ ہوں۔

رشید ترابی (۱۳۹۳ھ)

مولانا رضا حسین خاں رشید ترابی بلند پایہ خطیب، ذاکر اور مقرر تھے۔ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کو حیدر آباد دکن میں متولد ہوئے والد ماجد شرف حسین خاں بڑے متدین بزرگ تھے۔ ترابی صاحب نے مولانا علی حیدر نظم طباطبائی، مولانا سبط حسن، مرزا ہادی رسوا، آقائی نائینی اور شیخ الحدیث آقا بزرگ تہرانی سے کسب علم کر کے تفسیر، حدیث، تاریخ و ادب میں مہارت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سرکاری ملازمت کی سیاست سے بھی دلچسپی تھی اور تحریک پاکستان سے وابستگی، بہادر یار جنگ اور محمد علی جناح کے شانہ بشانہ کام کیا۔ مذہبی رجحان اور خطابت کا شوق منبر پر لایا۔ برصغیر کے مشہور مقامات پر یادگار تقریریں کیں اور بہت جلد مقبولیت حاصل کی۔ آپکو لکھنے پڑھنے کا بھی بہت شوق تھا۔ کئی اہم کتب تصنیف کیں۔ [۱]

۲۳/ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ/ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۳ء کو رحلت کی۔

مکتوب بنام مالک اشتر:

آپنے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا وہ خط جو آپ نے جناب مالک اشتر کو تحریر کیا تھا اسکا انگریزی زبان مین ترجمہ کیا یہ ترجمہ کراچی سے شائع ہوا اس خط میں آنحضرت نے مکمل دستور حکومت تحریر فرمایا ہے جسے آج کے حکمراں بھی انتہائی غور سے پڑھتے ہیں اور اپنی حکومت میں انھیں دستورات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دیگر آثار علمی:

کنز مخفی ۱۹۲۴ء

طب معصومین ۱۹۲۶ء

حیدر آباد کے جنگلات ۱۹۴۲

دستور علمی و اخلاقی مسائل [۲]

---

[۱] مطلع انوار۔ ص: ۲۳۷ [۲] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۱۰۴

مجتبیٰ حسن، کامونپوری (م۱۳۹۴ھ)

چودھویں صدی میں نہج البلاغہ کی وقیع خدمت انجام دینے والے عالم، محقق، مورخ، شارح نہج البلاغہ علامہ سید مجتبیٰ حسن کی ولادت کامونپور ضلع غازی پور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید محمد نذیر دیندار اور مذہبی بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس لکھنؤ میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر و ادب کی طرف رجحان تھا۔ تعلیم و تعلم میں طرز نو کے خواہش مند تھے۔ عربی فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات دیئے۔ ۱۹۳۱ء میں ''صدرالافاضل'' کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد علی، مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا، مولانا عالم حسین، مولانا سبط حسن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ تعلیمی فراغت کے بعد پٹنہ کے مدرسہ میں تدریس کرنے لگے اور اس کے ساتھ عربی، فارسی اردو میں مقالات لکھتے رہے۔ طبیعت میں جولان تھا۔ نئے نئے موضوعات پر قلم اٹھاتے تھے۔ تاریخ پر گہری گرفت تھی۔ کچھ نیا کرنے کا جذبہ تھا۔ اسی لیے نہائی دروس کے لیے نجف کے بجائے ''جامعہ ازہر'' مصر کا انتخاب کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مصر گئے اور ۱۹۳۶ میں الازہر میں داخلہ منظور ہوا ''ام المومنین ام سلمہ'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مصر میں قیام کے دوران انقلابی نظریات، ادبی تحریکات اور مشہور علمی شخصیات کو قریب سے دیکھا۔ آپ نے مصر میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ کاملہ'' کے مطالعہ کو عام کیا اور بڑے بڑے علماء و مفکرین کو دعوت مطالعہ دی جس کے نتیجہ میں ان حضرات نے بڑی تعداد میں وقیع مقالات تحریر کئے۔ پانچ سال مصر میں قیام کے بعد نجف و کربلا ہوتے ہوئے لکھنؤ آئے۔ مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ یونیورسٹی میں تدریس کی پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شیعہ شعبۂ دینیات میں لکچرر منتخب ہوئے۔ آپ نے فن خطابت و تقریر میں جدید نفسیاتی اسلوب کا اضافہ کیا۔ آپ کامیاب خطیب اور علمی حلقوں میں محبوب مقرر تھے۔

۲۳ سال تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ شیعہ دینیات کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ/ ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء سواتین بجے علی گڑھ میں وفات پائی۔

نہج البلاغہ کے سلسلے میں آپکی متعدد تالیفات ہیں۔

ا۔شرح نہج البلاغہ:

آپ نے نہج البلاغہ کی انتہائی معلوماتی شرح سپرد قلم کی افسوس کہ وہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ [۱]

۲۔حضرت علی کے خطوط کا جائزہ:

اسے محترمہ رضیہ جعفری نے مرتب کیا ادارہ تعلیمات الٰہیہ کراچی سے شائع ہوا۔ [۲]

۳۔حضرت علیؑ کی نظر میں دنیا کا تصور:

آپنے مولا علیؑ کے وہ اقوال جو دنیا سے متعلق ہیں انکی توضیح وتشریح فرمائی۔ [۳]

۴۔نہج البلاغہ اور قرآن

(۵) بلاغت امیر المومنینؑ

(۶) امیر المومنینؑ کے ایک خط کا مطالعہ [۴]

دیگر آثار علمی:

تفسیر سورہ عصر تحقیقی تفسیر ہے

تفسیر سورہ ممتحنہ

تفسیر توحید

---

۱ ایک فرد ایک ادارہ ۲ تالیفات شیعہ ص ۲۶۸ ۳ تالیفات شیعہ ص ۲۶۸ ۴ ایک فرد ایک ادارہ

تفسیر سورہ والشمس

تفسیر سورہ آیہ نور

تفسیر آیہ تطھیر

تفسیر آیہ خلافت

مطالعہ آیات قرآن

علوم قرآن

سورہ اخلاص ثلث قرآن کے برابر

اعجاز قرآن

قرآن مجید کی نزولی ترتیب

تاریخ قرآن مجید

قرآن اور علوم جدیدہ

مقدمہ تفسیر قرآن

آیات احکام

مضامین قرآن کی ترتیب حروف تھجی کے اعتبار سے

قرآن کے علوم پنجگانہ

قرآن اور زندگی

قرآن و حدیث کافرق

علم نحو کی مشق بذریعہ قرآن [1]

یہ سب تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔

اقوام عالم میں عورت کا معیار (مطبوعہ)

---

[1] ایک فرد ایک ادارہ سوانح علامہ کامونپوری ص ۲۱۱

حضرت یوشع بن نون (۱۹۵۱)
کربلا (۱۹۵۰)
مقتل الحسین ابوالفداء
مقتل الحسین از عقبہ بن سمعان (۱۹۶۳ء)
مقتل ضحاک بن عبداللہ مشرقی (۱۹۷۴ء)
مقتل الحسین از سیوطی
مقتل الحسین یعقوبی (۱۹۵۴ء)
کائنات قبل و بعد اسلام (۱۹۵۳ء)
اسلام کا پہلا فلسفی
حکیم الٰہی علی بن ابی طالبؑ
علم حدیث کا ابتدائی مطالعہ
احادیث فضائل اہلبیت پر ایک نظر
حضرت علی کے خطوط کا سرسری جائزہ
افضلیت حضرت علیؑ
فتح مکہ سے کربلا تک (۱۳۷۰ھ)
جنگ اور اسلام
حسین مظلومؑ کا پہلا قدم
اسلامی تعلیمات
حضرت رباب زوجہ امام حسینؑ
قاضی شریح کا کردار
تبرکات کا تاریخی جائزہ

محمد عادل رضوی، فیض آبادی (۱۳۹۵ھ)

مولانا سید محمد عادل رضوی کی ولادت ۱۹۰۱ء میں بڑا گاؤں ضلع فیض آباد میں ہوئی والد ماجد حاجی سید سخاوت حسین مرحوم دیندار بزرگ تھے انکا لکھنؤ میں قیام تھا۔ مولانا سید محمد عادل کی رسم بسم اللہ باقر العلوم مولانا سید محمد باقر طاب ثراہ نے کرائی اسکے بعد جامعہ سلطانیہ میں داخلہ کرایا گیا جہاں مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا فلسفی، مولانا سید عالم حسین، مولانا سید محمد حسن، مولانا وجاہت حسین اور مولانا سید سبط حسن اعلی اللہ مقامھم سے فیضیاب ہوکر ۱۹۲۵ء میں صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سلطان المدارس ہی میں ۲۳ سال تک تدریس کرتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد مولانا عارف حسین صاحب کی دعوت پر اوکاڑہ پاکستان تشریف لے گئے اور وہاں سے چکوال ضلع جہلم چلے گئے تین چار سال مقیم رہنے کے بعد کراچی منتقل ہو گئے اور وہاں سے کچھ عرصے کے بعد بغرض حصول علم نجف اشرف چلے گئے اور وہاں آیت اللہ سید محسن الحکیم اور امام خمینی کے درس خارج میں شرکت کی اور علم و عمل سے آراستہ ہوکر پاکستان واپس آ گئے اور سید ڈگری کالج میں اسلامیات اور شیعہ دینیات کے لکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں سبکدوش ہونے کے بعد عثمانیہ کالج میں تین سال تک تدریس کی اسکے علاوہ ۱۷ سال تک جامع مسجد شاہ کربلا ٹرسٹ میں امام جماعت رہے اور تبلیغ دین انجام دیتے رہے۔ آپ کثیر التصانیف عالم دین تھے۔ آپ نے علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کی تحریر کردہ معروف شرح نہج البلاغہ کے مقدمہ کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ شرح انتہائی مقبول شرح ہے جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کا مقدمہ بھی نہایت معلوماتی اور اہم ہے۔ مولانا نے اس مقدمہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے اردو قالب میں ڈھالا تاکہ اردو داں طبقہ اس سے استفادہ کر سکے۔

دیگرآثار علمی:

جواہرالسنہ
گورغریباں (مرثیہ جنت البقیع)
فضائل ومسائل نماز جماعت
مختصر دعائیں
مقتل حسینؑ
درِیتیم (کلمات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
سلام واسلام
فریاد عادل
ہماری منزل
مجموعہ قصائد
کشکول
دشمن (حالات ابلیس)
احکام فطرہ

۲۴ رمحرم ۱۳۹۵ھ/ ۶ فروری ۱۹۷۵ء میں آپکی وفات ہوئی۔ [۱]

---

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۳۴۷

سبط الحسن، ہنسوی (۱۳۹۸ھ)

محقق، فاضل، مورخ، معروف کتاب شناس مولانا سید سبط الحسن ہنسوی جنہوں نے چودھویں صدی میں استناد نہج البلاغہ کے سلسلے میں اہم تخلیق کو وجود دیا۔ آپ نے ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء میں جناب فیض الحسن رضوی کے گھر فتح پور ہنسوہ میں آنکھ کھولی۔ علمی ماحول میں تعلیم وتربیت ہوئی ابتداء ہی سے تحقیق وجستجو کا شوق تھا یہی وجہ ھیکہ تعلیم سے فراغت کے بعد علمی خزانوں سے وابستہ رہے ایک عرصہ کتبخانہ راجا محمود آباد میں رہے پھر کتبخانہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے مخطوطات کے نگراں مقرر ہوئے جسکی وجہ سے نادر موضوعات پر کام کرنے کا بھرپور موقع ملا۔ انجمن تبلیغات اسلامی تہرانی، اسلام ریسرچ ایسوسی ایشن بمبئی کے رکن بھی رہے۔ ۱۳۹۸ھ/ ۱۸/ اپریل ۱۹۷۸ء کو علیگڑھ میں وفات پائی۔ [۱]

منہاج نہج البلاغہ:

اس کتاب میں نہج البلاغہ کے تمام خطبات اور مکتوبات کا استناد پیش کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ یہ خطبات حضرت علی علیہ السلام کا کلام ہے علامہ رضی کا نہیں کیونکہ علامہ رضی سے قبل علماء اہلسنت نے ان خطبات کو اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے۔ اور ان خطبات کی یہ اہمیت تھی کہ لوگ خطبات کو حفظ کر لیا کرتے تھے۔ اور عرب اپنے کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا کرنے کے لئے کلام امیر المومنینؑ میں تفحص کرتے تھے۔ کتاب لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ ''ڈاکٹر زبید احمد پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی نے اپنی کتاب ''ادب العرب'' میں جامع نہج البلاغہ شریف رضی کو واضع ومصنف نہج البلاغہ لکھا اس سلسلے میں نہج البلاغہ کے تمام خطبات کی اسناد تلاش کی گئیں ہیں اسکے علاوہ نہج البلاغہ پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں انکے تحقیقی جوابات بھی شامل ہیں''

---

[۱] مطلع انوار۔ ص: ۲۵۰

دیگر آثار علمی:

فلسفۂ نماز

امام جعفر صادق و اشاعت علوم

اظہار حقیقت

تذکرئہ مجید در احوال شہید ثالث

کشف الداھیہ

ازاحة الوسوسہ

الکتب والمکتبات قبل الاسلام (قلمی)

الکتب والمکتبات فی ادوار التشیع (قلمی)

الدر المنظوم من کلام المعصوم

آغا اشہر لکھنوی

آپ کا تعلق سرزمین لکھنؤ سے تھا وہاں کے ارباب علم وادب میں شمار کئے جاتے تھے۔

ترجمہ خطبہ مونقہ علویہ:

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ بلا الف کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو امامیہ مشن لاہور سے شائع ہوا۔ [1]

[1] تالیفات شیعہ ص ۲۸۷۔ امامیہ مصنفین ج:۱۔ ص:۹۹

امجد علی اشہر

آپ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات کا اردو زبان میں ترجمہ کیا بعنوان ''درّ شہوار'' یہ کتاب مدرسۃ العلوم بکڈ پو علیگڑھ سے شائع ہوئی۔ [1]

[1] امامیہ مصنفین ج:۱۔ص:۱۰۰

صفدر حسین رضوی

مولانا سید صفدر حسین رضوی نے ملا فتح اللہ کاشانیؒ کے تذکرۃ العارفین شرح نہج البلاغہ کے لمعہ اول کا فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا جسکا عنوان ''مشکوٰۃ الفصاحۃ'' ہے جو کراچی سے شائع ہوا۔ [۱]

---

[۱] امامیہ مصنفین ج:۱۔ص:۱۰۱

رزم، ردولوی

جعفر مہدی رزمؔ کا تعلق ردولی ضلع فیض آباد سے تھا۔

الہامی کلمات:

آپنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ۵۶۷ کلمات کا ترجمہ کیا سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

علی رضا

جناب سید علی رضا مشہور دانشور و مفکر تھے آپکو انگریزی زبان میں مہارت حاصل تھی علمی کارنامہ نہج البلاغہ کا انگریزی ترجمہ ہے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے صاف اور شستہ انگریزی زبان مین ترجمہ کیا جسے ہندوستان و یورپ میں شہرت عامہ حاصل ہے اسکے متعدد ایڈیشن ہندوستان و بیرون ہند شائع ہو چکے ہیں ۲۰۰۸ء میں نظامی پریس لکھنؤ سے جناب وصی ظہیر صاحب کی محنت و کاوش سے منظر عام پر آیا۔ اس پر ڈاکٹر سید علی امام زیدی گوہر کا پیش لفظ مندرج ہے۔

ترجمہ کا نمونہ:

About those who sit for dispensation of justice among people but are not fit for it.

Among all the people the most detested before Allah are two persons. One is he who is devoted to his self. So he is devited from the true path and loves speaking about (foul) innovations and invitingh towards wrong path. He is therefore a nuisanse for those who are enamoured of him, is himself misled from the guidence of those preceding him, misleads those who follow him in his life of after him death, carries the weight of other's sins and is entangled in his own mis-deeds.

The other man is he who has picked in ignorance. He moves among the ignorant, is senseless in the thick of mischief and is blind to the advantages of peace. Those resembling like men have named him scholar but he is not so. He goes out early morning to

cellect things whoseff deficiensy is better than plenty, till when he has quenched his thirst from polluted water and acquired meaningless things.

He sits among the people as a judge responsible for solving whatever is confusing to the others. If an ambiguous problem is presented before him he manages shabbly arguement of its basis. In this way he is entangled in the confusion of doubts as in the spider's web, not knowing whether he was right or wrong. If he is right ge fears lest he erred, while if he is wrong he hopes he is right. He is ignorant, wandering astray in ignorance and riding on carriages aimlessly moving in darkness. He did not try to find reality of knowledge. He scatters the traditions as the wind scatters the dry leaves.

By Allah, he is not capable of solvinh the problems that come to him nor is fit for the positioin assigned to him. Whatever he does not know he does not regard it worth knowing. He does not realise that what is beyond his reach is within the reach of others. If anything is not clear to him he keeps quiet over it because he knows his own ignorance. Lost lives are crying against his unjust verdicts, and properties (that have been wrongly disposed of) are grumbling against him.

I complain to Allah about persons who live ignorrant and die misguided. For them nothing is more worthless than Qur'an if it recited as if should be recited, not anything more valuable than the Qur'an if its verses are removed from their places, nor anything more vicious than vurtue nor more virtuous than vice.

پندرہویں صدی ھجری

علی اکبر شاہ

آپکو نہج البلاغہ سے گہرا شغف تھا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ۵۱ فرامین بعنوان ''احتساب'' شائع کئے یہ کتاب ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ ساجدہ اکیڈمی کراچی سے ۱۴۰۱/اگست ۱۹۸۰ء میں طبع ہوئی۔ [۱]

---

[۱] امامیہ مصنفین ۔ج:۱۔ص:۹۸

امتیاز علی خاں عرشی (۱۴۰۲ھ)

معروف محقق، ادیب، ناقد اور عالم مولانا امتیاز علی خاں کا تعلق سرزمین رامپور سے تھا۔ ۱۳۲۲ھ/ ۸/ دسمبر ۱۹۰۴ء کو آپکی ولادت ہوئی مسلک حنفی تھا والد ماجد مختار علی خاں ریاست رامپور کے سرکاری اصطبل کے منصرم تھے۔ عرشی صاحب نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی، عالم، فاضل کی اسناد حاصل کیں اور ۱۹۲۶ء میں انٹر پاس کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بحیثیت سفیر ملازم ہوئے اور کچھ دن بعد مستعفی ہو گئے۔ رامپور میں تجارت شروع کی اسمیں بھی کامیابی نہ مل سکی۔ ۱۹۳۲ء میں کتبخانہ رامپور کی نظامت سنبھالی اور آخر دم تک اسی سے وابستہ رہے آپ نے اپنی صلاحیت اور محنت کے ذریعہ اس کتبخانہ کو عظیم علمی مرکز بنا دیا۔ شروع ہی سے آپ کو تحقیق، تصنیف و تالیف کا شوق تھا آپنے ایف اے اور بی اے کے نصاب کی عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا عربی و فارسی پر گہری گرفت تھی تحقیق میں انکار رجحان ترتیب متن کی طرف زیادہ تھا آپ نے تلاش و جستجو سے عربی و فارسی کے کثیر اثاثہ سے ادبی دنیا کو روشناس کرایا متعدد نادر و نایاب کتابیں اپنے عالمانہ مقدمہ کے ساتھ شائع کرائیں۔ غالبیات کے ماہر استاد تھے دیوان غالب کا نسخہ، نسخہ عرشی کے نام سے مشہور ہے آپ نے اہم موضوعات پر مقالے اور کتابیں سپرد قلم کیں جو بہت زیادہ مشہور ہوئیں۔ آپکی وفات ۱۴۰۲ھ/ ۲۵/ فروری ۱۹۸۱ء میں ہوئی۔ [۱]

استناد نہج البلاغہ:

آپ کی مشہور تالیف ہے ۲۵/ اپریل ۱۹۷۲ء میں احباب پبلیشر لکھنؤ سے شائع ہوئی جسے جناب سید انصار حسین صاحب ماہلی نے بہت اہتمام سے طبع کیا۔ یہ مقالہ پہلی بار

---

[۱] نثر نگاران اردو۔ ج: ا۔ ص: ۷۰

رسالۂ فاران کراچی سے مئی ۱۹۵۴ء میں چھپا ۱۹۵۸ء میں اخبار سرفراز لکھنؤ نے بھی خصوصی نمبر میں شائع کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے جب یہ مقالہ پڑھا تو بیحد پسند فرمایا اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی سے کہا کہ اس کا عربی ترجمہ ''ثقافۃ الہند'' میں شائع کیجئے چنانچہ مؤلف کی نظر ثانی کے بعد یہ مقالہ دسمبر ۱۹۵۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ میجر خورشید صاحب کی سعی وکوشش اور مزید اضافوں کے ساتھ یہ مقالہ کتابی شکل میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ آپ نے انتہائی تفحص وتجسس کے ساتھ خطبات کا استناد پیش کیا ہے ابتدائی عبارت اس طرح ہے۔

عربی ادب کی مشہور کتابوں میں ''نہج البلاغہ'' بھی ہے۔ اس میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے منتخب خطبے، خطوط اور حکیمانہ اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ امیر المومنینؑ کی گرامی ذات معدنِ فصاحت وبلاغت ہونے کے ساتھ خلیفۂ راشد یا بعقیدۂ شیعہ امام معصوم کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے اس کے مشمولات کی اہمیت دُہری ہوگئی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ اس کے مؤلف الشریف الرضی ذوالحسبین محمد بن الحسین بن موسی الموسوی الشیعی متوفی ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) ہیں، جو الشریف المرتضٰی ذوالمجدین علی بن الحسین المشہور بعلم الھدی متوفی ۴۳۶ھ (۱۰۴ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں خطبۂ شقشقیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب الواسطی (متوفی ۶۰۵ھ مطابق ۱۲۰۸ء) نے ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) میں مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنے استاد ابومحمد عبداللہ بن احمد المعروف بہ ابن الخشاب (متوفی ۵۶۷ھ مطابق ۱۱۷۲ء) سے یہ خطبہ پڑھا تو اُن سے پوچھا تھا:

''کیا آپ اسے جعلی کہتے ہیں؟'' انھوں نے کہا۔ ''بخدا ہرگز نہیں۔ حقیقۃً میں تو اسے امیر المومنینؑ کا کلام بالکل اُسی طرح جانتا ہوں جس طرح تمہیں مصدق جانتا ہوں۔''

میں نے کہا۔ ''بہت سے لوگ اسے رضیؔ کا کلام بتاتے ہیں'' انھوں نے فرمایا ''رضیؔ وغیرہ کو یہ طریقہ اور یہ طرز کہاں نصیب! ہم رضیؔ کے خطوط سے واقف ہیں۔ اور کلام نثر میں اُن کے اسلوب کو پہچانتے ہیں۔ اُسے اس کلام سے کوئی علاقہ نہیں۔''

رضی حیدر

محترم سید رضی حیدر نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات کا انتخاب کیا جسکو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

خطبات عالیات:

نہج البلاغہ سے چالیس خطبات کا انتخاب جن میں فلسفہ وحکمت، اخلاقیات، حق گوئی اور حق شناسی، دنیا کی حیثیت موت کا ذکر کیا گیا ہے ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ [۱]

---

[۱] تالیفات شیعہ۔ص:۲۸۶،امامیہ مصنفین ۔ج:۱۔ص:۹۹

جعفر حسین، مفتی (۱۴۰۳ھ)

چودھویں صدی کے اواخر میں جس عالم دین کے ترجمہ نہج البلاغہ نے چہار دانگ عالم میں شہرت حاصل کی وہ ذات مولانا مفتی جعفر حسین کی ہے آپکی ولادت ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۴ء کو گوجرانوالہ کے علمی وادبی گھرانے میں ہوئی ابتدائی کتب اپنے نانا حکیم شہاب الدین احمد سے پڑھیں پھر شہر کے دیگر مشہور اطباء سے میزان الطب، طب اکبر اور مفرّح القلوب کی تعلیم حاصل کی۔ آپکے والد ماجد حکیم چراغ دین متدین ومتشرع بزرگ تھے۔

۱۹۲۸ء میں آپ لکھنؤ گئے اور جامعہ ناظمیہ مین داخلہ لے کر سرکار نجم الملت مولانا نجم الحسن، مولانا ظہیر حسین، مولانا سید ابوالحسن، مولانا سید سبط حسین جونپوری، مفتی محمد علی، مفتی احمد علی جیسے اساتید علوم سے کسب فیض کیا اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاصل'' حاصل کی۔ بعدہ نہائی دروس کیلئے نجف اشرف روانہ ہوئے وہاں آیت اللہ مرزا باقر زنجانی، آیت اللہ سید جواد تبریزی، آیت اللہ شیخ ابراھیم رشتی، آیت اللہ سید علی نوری سے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، عقائد اور کلام کی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ۱۹۴۰ء میں وطن واپس آئے اور سرکار نجم الملت کے حکم سے مدرسہ باب العلم نوگانواں سادات کے پرنسپل مقرر ہوئے آپکی اعلیٰ قابلیت اورحسن انتظام سے مدرسہ نے ترقی کی کچھ عرصہ بعد گوجرانوالہ میں ''مدرسہ جعفریہ'' قائم ہوا تو آپ وہاں تشریف لے گئے اگست ۱۹۴۹ء میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ دومرتبہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں کے دور میں اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر رہے ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کا بھرپور ساتھ دیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے آپ کو اسلامی مشاورتی کونسل کا ممبر نامزد کیا چونکہ آپکی نفاذ فقہ جعفریہ کے سلسلے میں کوئی بات نہیں مانی جارہی تھی اسلئے آپ نے ۳۰/ اپریل ۱۹۷۹ء میں استعفیٰ دے دیا۔ آپکی فعاّل اور بھاری بھرکم علمی شخصیت کو دیکھتے ہوئے اسی سال بھکّر کنونشن میں ''قائد ملت جعفریہ'' چنا گیا۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد شیعہ کنونشن میں

آپنے قوم کی قیادت کی اور چوبیس گھنٹے سے زیادہ سیکٹریٹ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا اور اپنے مطالبات منوائے۔ ۱

۱۹۷۹ء میں جولی روڈ گوجرانوالہ میں جامعہ جعفریہ کا افتتاح کیا۔ اسطرح آپنے ایک ذمہ دار اور با بصیرت قائد کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے ۲۹/اگست ۱۹۸۳ء/ ۱۴۰۳ھ کو طلوع آفتاب کے وقت دار فانی سے رحلت کی اور کربلا گامے شاہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔ ۲

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپکا اہم علمی اور یادگاری کارنامہ نہج البلاغہ کا ترجمہ اور مختصر شرح ہے۔ برصغیر میں یہ ترجمہ بیحد مقبول ہوا دنیا کی مختلف زبانوں میں اس ترجمے کے ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں جس سے اس ترجمے کی صحت و استناد کو تقویت ملتی ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے یہ ترجمہ امتیازی حیثیت کا حامل ہے الفاظ کے انتخاب اور انکی نشست سے ترجمہ کا حسن دوبالا ہو گیا ہے جو لفظ جہاں صرف کیا برمحل ہے کم الفاظ میں زیادہ مفہوم پیش کرنے کی کوشش کی ہے جسکی وجہ سے ترجمہ متن سے بہت زیادہ نزدیک ہے۔ زبان صاف وشستہ ہے۔ عربی الفاظ کے اردو زبان میں ہم معانی الفاظ کا استعمال بھی کیا ہے جسکی بنا پر علماء ومفکرین نے اس ترجمہ کو چودھویں صدی کا معنی خیز ترجمہ تسلیم کیا ہے۔

آپ نے نہج البلاغہ کے متعدد معتبر تراجم وشروح کو پیش نظر رکھکر یہ ترجمہ کیا جن میں اعلام نہج البلاغہ علامہ علی بن ناصر، شرح ابن میثم شیخ کمال الدین میثم متوفی (۶۷۹ھ) شرح ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ) درّۂ نجفیہ میرزا ابراھیم خوئی (۱۳۲۵ھ) منھاج البراعۃ سید حبیب اللہ خوئی (۱۳۲۶ھ) کے نام قابل ذکر ہیں۔ ترجمہ ۲۳۸ خطبات ۷۹ مکتوبات اور ۴۸۰ کلمات پر مشتمل ہے یہ ترجمہ جمعہ کے روز ظہر کے وقت ۱۸/رجب المرجب ۱۳۷۵ھ کو شہر لاہور میں پائے

---

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان۔ ص: ۳۰۷ ۲ خورشید خاور۔ ص: ۱۱۴

تکمیل کو پہونچا۔ خاتمہ کی عبارت اس طرح ہے

''بتائید ایزد سبحان ترجمہ نہج البلاغہ ظہر روز جمعہ ہیژ دہم ماہ رجب
سال ہزار وسیصد و ہفتاد و پنج در بلدہ لاہور پایان یافت''

مفتی جعفر صاحب ۱۳۷۵ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور کئی ماہ لکھنؤ میں قیام کر کے اپنے استاد سرکار سید العلماء سید علی نقی نقوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ترجمہ سنایا۔ آپ نے ترجمہ سنکر اظہار اطمینان کیا اور ضروری مشوروں سے نواز کر ۴؍ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ میں گرانقدر بسیط اور محققانہ مقدمہ تحریر کیا جس سے ترجمہ کی صحت میں اضافہ ہو گیا۔

سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی:

''اردو زبان میں ابھی تک نہج البلاغہ کا کوئی قابل اطمینان ترجمہ نہیں ہوا ہے۔ بعض ترجمے جو شائع ہوئے ان میں سے کسی میں اغلاط بہت زیادہ تھے اور کسی میں عبارت آرائی نے ترجمہ کے حدود کو باقی نہیں رکھا حواشی میں کبھی خالص مناظرانہ انداز کی بہتات ہو گئی اور کبھی اختصار کی شدت نے ضروری مطالب نظر انداز کر دیئے۔ جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب جو ہندوستان و پاکستان میں کسی تعارف کے محتاج نہیں اور اپنے علمی کمالات کے ساتھ بلندیٔ سیرت اور سادگی معاشرت میں جن کی ذات ہندوستان و پاکستان میں ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ انکی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہے کہ انھوں نے اس کتاب کے مکمل ترجمہ اور شارحانہ حواشی کے تحریر کا بیڑا اٹھایا اور کافی محنت و عرق ریزی سے اس کام کی تکمیل فرمائی۔ بغیر کسی شک و شبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب تک ہماری زبان میں جتنے ترجمے اس کتاب کے اور حواشی شائع ہوئے ہیں ان سب

میں یہ ترجمہ اپنی صحت، سلاست اور حسن اسلوب میں یقیناً بلند ہے۔ اور حواشی میں بھی ضروری مطالب کے بیان میں کمی نہیں کی گئی اور زوائد کے درج کرنے سے احتراز کیا ہے۔ بلاشبہ نہج البلاغہ کے ضروری مندرجات اور اہم نکات پر مطلع کرنے کے لئے اس تالیف نے ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے جس پر مصنف ممدوح قابل مبارکباد ہیں۔'' [1]

نمونہ ترجمہ:

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی فرمانروائی وجلالِ کبریائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب وغریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے اور انسانی واہموں کو اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ایسا اقرار جو سراپا ایمان، یقین، اخلاص اور فرمانبرداری ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ ورسول ہیں۔ جنھیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا کہ جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے اور دین کی راہیں اجڑ چکی تھیں، آپ نے حق کو آشکار کیا۔ خلقِ خدا کو نصیحت کی۔ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور افراط وتفریط کی سمتوں سے بچ کر درمیانی راہ پر چلنے کا حکم دیا۔ خدا اُن پر اور اُن کے اہل بیت پر رحمت نازل کرے۔

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اُس نے تم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یونہی کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے جو نعمتیں اُس نے تمہیں دی ہیں، ان کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تم پر کئے ہیں اُس کا شمار جانتا

---

[1] مقدمہ نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین۔ ص: ۵۵

ہے۔ اُسے سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو اُس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ۔ اُس سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو۔ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمہارے لئے اُس کا دروازہ بند ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر ساعت و ہر آن اور ہر جن و انسان کے ساتھ موجود ہے نہ جود و سخا سے اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے نہ داد و دہش سے اُس کے ہاں کمی ہوتی ہے نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو ختم کر سکتے ہیں نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے نہ ایک طرف التفات دوسروں سے اس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویت دوسری آواز سے اسے بے خبر بناتی ہے۔ نہ اسے (بیک وقت) ایک نعمت کا دینا۔ دوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب (کے شرارے) رحمت (کے فیضان) سے اسے روکتے ہیں اور نہ لطف و کرم اسے تنبیہ و عقاب سے غافل کرتا ہے، اس کی ذات کی پوشیدگی اس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات سے پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہیں۔ وہ قریب پھر بھی دور ہے اور بلند مگر نزدیک ہے، وہ ظاہر مگر اسی کے ساتھ باطن وہ پوشیدہ مگر آشکار ہے۔ وہ جزا دیتا ہے مگر اسے جزا نہیں دی جاسکتی۔ اس نے خلقت کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے ان سے مدد لینے کا محتاج ہے۔ اے اللہ کے بندو! مین تمہیں خوف خدا کی نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ سعادت کی باگ ڈور اور (دین کا) مضبوط سہارا ہے اس کی بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کی حقیقتوں کو مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ تمہیں آسائش کی جگہوں، آسودگی کے گھروں، حفاظت کے قلعوں اور عزت

کی منزلوں میں پہنچائیگا۔جس دن کہ آنکھیں (خوف کی وجہ سے) پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ہرطرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔دس دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی اور صور پھونکا جائے گا۔تو ہر جان بدن سے نکل جائے گی زبانیں گونگی ہو جائیں گی۔اور بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی،اور سخت پتھر (آپس میں ٹکرا ٹکرا کر) چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے اور جہاں آبادیاں (اور فلک بوس عمارتیں) تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صورت میں ہو جائیں گی (اس موقعہ پر) نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو سفارش کرے، نہ کوئی عزیز ہوگا جو (اس عذاب کی) روک تھام کرے۔ نہ عذر و معذرت پیش کی جا سکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔

دیگر آثار علمی:

ترجمہ صحیفہ کاملہ

سیرت امیر المومنینؑ

دیوان امیر المومنین کا منظوم ترجمہ

نذر حسن، گوپالپوری (م۱۴۰۳ھ)

مولانا سید نذر حسن ابن سید محمد جعفر کا تعلق گوپالپور بہار سے تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولانا سید راحت حسین صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ ایمانیہ بنارس میں مولانا سید ناظر حسن صاحب کے زیر سایہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا۔ بعدہ اعلیٰ دروس کے لیے لکھنؤ گئے اور سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر ۱۹۳۰ء میں صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گوپالپور میں دینی اور قومی خدمات انجام دینے لگے۔ ۱۹۳۱ء کے بعد گوریا کوٹھی سیوان میں ہائی اسکول میں بحیثیت ہیڈ مولوی تقرر ہوا۔ پھر اس کے بعد حسین گنج میں اس عہدہ پر تقرر ہوا جہاں ایک عرصہ تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۱ء میں بحسن وخوبی سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۲ء تک مدرسہ اسلامیہ کھجوہ سیوان میں صدر مدرس رہے اور ۲۵؍شعبان ۱۴۰۳ھ/ ۸جون ۱۹۸۳ء کو جان بحق ہوئے۔

ایک عرصہ تک قلم وقرطاس کی خدمت کرتے رہے۔ مطالعہ قرآن محبوب مشغلہ تھا۔ قرآن مجید کو جدید علوم کی روشنی میں بھی دیکھتے تھے۔ [1]

نصائح حضرت علی:

آپ نے حضرت امیر المومنینؑ کی وہ نصیحتیں جو بنی نوع انسانی کیلئے مشعل راہ ہیں تحریر کی ہیں یہ کتاب لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

دیگر آثار علمی:

قرآن اور سائنس: آپ نے سائنس کی تحقیقات کو قرآن کے ارشادات کے تناظر میں دیکھا۔ یہ کتاب بنارس سے شائع ہوئی۔

---

[1] نجوم الارض تذکرہ علماء بہار، ص ۱۸۵

قرآن مهجور: مطبوعه اصلاح لکهنؤ

آیه تطهیر اور مولانا شکور: مطبوعه لکهنؤ

آیه تطهیر اور مولانا مودودی: مطبوعه بنارس

المذهب	مطبوعه بنارس
کتاب عترت	مطبوعه بنارس
حقانیت اسلام	مطبوعه بنارس
غلامی اور اسلام	مطبوعه بنارس
عهد ناموں کی تعلیمات	مطبوعه پاکستان
رموز سر الشهادتین	مطبوعه اصلاح
وهابیت کی جهلکیاں	مطبوعه بنارس
حسین منی	مطبوعه گورکهپور
شیعیت کیا هے	مطبوعه لکهنؤ
وجود باری تعالیٰ اور فلاسفه قدیم و جدید	امامیه مشن پاکستان
الجهاد فی الاسلام	مطبوعه لکهنؤ
معجزات حسینی	مطبوعه اصلاح
قتیل کربلا، مجالس	مطبوعه لکهنؤ
مجالس جعفریه،	مطبوعه لکهنؤ
فرهنگ فارسی و اردو	مطبوعه پٹنه
عقیدۂ اهلبیت و شعراء اردو	مطبوعه پٹنه

حکومت الهیه و جمهوریه	مطبوعه بنارس
تعداد ازواج نبی	مطبوعه بنارس
حسبنا کتاب اللّٰہ	مطبوعه بنارس
معذب قومیں	مطبوعه بنارس
معیار صداقت	مطبوعه بنارس
دین اسلام غیروں کی نظر میں	مطبوعه لاهور
حسینی کرامات و سائنس	مطبوعه کراچی
بچے اور ان کا مستقبل	مطبوعه گوپالپور

ظفر الحسن رضوی (۱۴۰۳ھ)

ظفر الملت مولانا سید ظفر الحسن صاحب کا امتیاز یہ ہے کہ آپنے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے خطبہ بلا الف کا ترجمہ بلا الف اردو نثر میں کیا۔ آپکی ولادت ۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۰ء کو اپنے ننیھال موضع خطیب پور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی والد ماجد سید ضمیر الحسن موضع مٹھن پور ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ نظام آباد میں حاصل کی اسکے بعد مدرسہ ایمانیہ بنارس میں سطحیات کی تکمیل کے بعد عازم لکھنؤ ہوئے اور مدرسہ سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضوی، مولانا عالم حسین، مولانا عبد الحسین، مولانا الطاف حیدر، مولانا ابن حسن نونہروی رحمھم اللہ سے فیضیاب ہوئے اور ۱۹۳۵ء میں ''صدر الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ ۱۹۳۷ء میں عراق روانہ ہوئے اور حوزۂ علمیہ نجف اشرف میں آیت اللہ عبد اللہ رشتی، آیت اللہ ضیاء الدین عراقی، آیت اللہ ابو الحسن اصفہانی، آیت اللہ سید جواد تبریزی، آیت اللہ سید جمال گلپائگانی، آیت اللہ سید عبد اللہ شیرازی طاب ثراھم سے فقہ، اصول، عقائد، کلام کا درس لیکر اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ۱۹۴۰ء میں ہندوستان واپس آئے اور اولاً وائس پرنسپل پھر پرنسپل کی حیثیت سے جامعہ جوادیہ بنارس سے متعلق رہے۔ ماہنامہ ''الجواد'' کی نظارت بھی فرماتے تھے۔ ادارۂ تنظیم المکاتب کے تاحیات صدر رہے اسکے علاوہ بہت سے اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔ آپ بڑے شفیق استاد تھے جسکا تذکرہ آپکے شاگردوں کی زبان پر آج بھی جاری ہے بڑی تعداد میں آپ کے شاگرد خدمت دین میں مصروف ہیں۔ خوشگوار اور کہنہ مشق استاد شاعر تھے اردو کے علاوہ عربی و فارسی میں بھی آپ کا کلام یادگار ہے۔ بنارس میں آپکی دینی وملّی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپکی وفات شب ۱۷ر ربیع الاول ۱۴۰۳ھ/ یکم جنوری ۱۹۸۳ء کو بنارس میں ہوئی آپکے جانشین فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا شمیم الحسن صاحب مدرسہ جوادیہ کے پرنسپل ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

ترجمہ خطبہ بلا الف:

آپ نے خطبہ بلا الف کا ترجمہ کیا جسکی علمی حلقوں میں بہت زیادہ ستائش کی گئی آپ اس ترجمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسے اپج کہا جائے یا جدت پسندی کہ باوجود نااہل ہونے کے میں نے اس امر کی کوشش کی کہ ترجمہ میں بھی کہیں الف نہ آنے پائے اور بقدر فہم صحیح ترجمہ سے عدول بھی نہ ہو۔ اگر چہ سارا ترجمہ آورد سے دست وگریباں ہے لیکن مجبوری عذر خواہی ہے اور وہ بھی اردو زبان کی جسکی لفظیں محدود اور اضافی علامتیں کثیر الاستعمال ہیں بہر حال باخبر حضرات ''تعرف الاشیاء باضدادھا'' کو مدنظر رکھیں اور ناواقف لوگ عاجز کے کلام سے مقتدر کے کلام کی رفعت و بلندی کا اندازہ لگائیں ادھر غور وفکر ہے اور اس طرف ارتجال یہاں خاطی کا قلم اور وہاں لسان اللہ کا دہن

مکمل ترجمہ پیش خدمت ہے

مستحق حمد ہے وہ معبود جس کی عظمت خیز منت مکمل نعمت، غضب سے بڑھی ہوئی رحمت ہمہ گیر مشیت، محیط حجت، درست فیصلے مجھے دعوت حمد دے رہے ہیں۔ جس طرح کوئی ربوبیت سے متمسک، عبودیت میں مستغرق، توحید میں منفرد، لغزش سے بری، دھمکیوں سے خوفزدہ، محشر کی کس مپرسی میں بخششوں کی طرف متوجہ ہوکر معبود کی تعریف کرے، بعینہ یونہیں میں بھی مدح گستر ہوں۔

ہم معبود ہی سے رشد و مدد و رہبری کے متمنی ہیں۔ وہی ہستی ہم سب کے لئے مرکزِ تدین وموجب توکل ہے، عبدِ مخلص کی طرح ہم وجودِ معبود کے مقر ہیں مومن متقین کی طرح منفرد سمجھتے ہیں، مضبوط عقیدہ بندے کی طرح فرد فرید تسلیم کرتے ہیں نہ کوئی ملک میں شریک ہے نہ

صنعت گری میں دستگیر۔

وہ مشیر و وزیر کے مشوروں سے برتر ہے، نیز مدد و مدد کنندہ، ہم پشت و ہمسر کی ضرورت سے مستغنی قدرت ہم سب کی لغزشوں کو خوب سمجھتی ہے مگر مخفی رکھتی ہے، وہ تو تہہ چیزوں سے بھی خبر رکھتی ہے وہ حکومت میں سب کو منظّم رکھتی ہے، وہ حکم سے سرکشی کے وقت بھی عفو کے قلم کو حرکت دیتی ہے۔ لوگ بندگی کرتے ہیں تو قدرت عوض میں شکریہ پیش کرتی ہے، فیصلہ مین ہمیشہ عدل کو مدنظر رکھتی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گی، معبود کی مثل ونظیر نہ کوئی چیز تھی نہ ہے، نہ ہوگی، وہ ہر شئے سے پہلے ہے نیز ہر شے کے بعد ہے وہ عزت سے معزز ہے، قوت سے متمکن، بزرگی کی وجہ سے مقدس ہے، برتری کی وجہ سے متکبر، چشمِ مخلوق نہ معبود حقیقی کو دیکھ سکتی ہے نہ کسی کی نظر محیط ہوسکتی ہے وہ بصیر ورؤف ورحیم ہے وصف کنندہ معبود کی غیر محدودصفتون کو دیکھ کر گنگ ہے بلکہ معرفت کے مدعی بھی حقیقی تعریف سے گم گشتہ ہین وہ نزدیک ہوتے ہوئے دور ہے، دور ہوتے ہوئے نزدیک ہے، یہ قدرت ہی تو ہے جو بندے کی دعوت پر لبیک کہتی ہے، رزق دیتی ہے بلکہ ضرورت سے بڑھ کر بھی بخش دیتی ہے، وہی تو مخفی مروت قوی شوکت کی مظہر نیز وسیع رحمت، تکلیف وعقوبت کی مصدر ہے یہ وہ ہستی تو ہے۔

جس کی رحمت لمبی چوڑی قبول صورت جنت ہے۔ جس کی عقوبت وسیع ومہلکہ خیز دوزخ ہے میری ہستی بعثت محمدؐ کی مصدق ہے جو رسولؐ عربی عبد حقیقی برگزیدہ نبی، شریف خصلت حبیب وخلیل ہیں، وہ حضرت بہترین عہد مگر کفر و بے عملی کے دور میں منصب نبوت پر متمکن

ہوئے (یعنی مظہر نبوت ہوئے) بندوں پر رحم کرتے ہوئے منت وکرم میں مزید ترقی دیتے ہوئے قدرت نے کل کمی پوری کر دی، یعنی محمدؐ پر نبوت ختم کر کے حجت مستحکم کر دی۔ حضرت نے بھی لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں بلکہ بھر پور جد و جہد کی وہ حضرت جملہ مومنین کے لئے شفیع ہمدرد رحم دل سخی پسندیدہ و برگزیدہ ولی تھے، رب رحیم قریب ومجیب وحکیم کی طرف سے محمد عربی پر رحمت وتسلیم نیز برکت وتعظیم وتکریم کی بڑھتی (کثرت) ہو، گروہ موجود؟ میرے ذریعہ سے تم لوگوں کے لئے رب قدیر کی وصیت نبی کریمؐ کی سنت پیش ہو رہی ہے جس میں تم سب کے لئے نیز میرے لئے نصیحت وموعظت کے دفتر ہیں، تم پر فرض ہے کہ تم میں وہ ڈر موجود ہو جس سے خود تم لوگوں کے دل کو سکون میسر ہو، وہ خوف مخفی ہو جس کی موجودگی میں چشم نم سے سیل بہہ نکلے، وہ تقیہ ہو جو بوسیدگی کے دن سے پہلے ہی کل مہلکوں سے محفوظ کر دے نیز روز محشر سے بے فکر کر دے جبکہ نیکیوں کی تول وزنی، بدیوں کی تول سبک ہونے کی وجہ سے بشر کو عیش وعشرت کی زندگی نصیب ہوگی تم لوگوں پر یہ بھی فرض ہے کہ خضوع وخشوع، توبہ و رجوع، ذلت وشرمندگی کی صورت سے معبود کی خدمت میں عرض ومعرض و تملق کرو، نیز تم لوگ موقع کو غنیمت سمجھو، مرض سے پہلے صحت کی قدر کرو، پیر فرتوت ہونے سے پہلے پیری کی عزت کرو، فقیری سے پہلے دولت کی توقیر کرو، مشغولیت سے پہلے وقت فرصت کو مدِ نظر رکھو، سفر سے پیشتر حضر کی قدر کرو، مرنے سے پہلے زندگی کی حقیقت کو سمجھ لو، نہ معلوم کتنے ہوں گے جو ضعیف وکمزور ومریض بن چکے ہوں گے جن کی کیفیت یہ ہوگی کہ خود طبیب

(نسخہ لکھتے لکھتے) تھکن محسوس کرنے لگیں گے، دوست بھی پرہیز کرنے لگیں عمر ختم کے قریب ہوگی، عقل وفہم منھ موڑ چکے ہوں گے، کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ یہ تو (جوتوں سے) پٹی ہوئی صورت ہے جسم (پتلی چھڑی) کی طرح مدقوق ہے کہ یک بیک نزع کی کیفیت شروع ہوگی نزدیک ودور کے سب لوگ موجود ہوں گے۔ مریض کے دیدوں کے گردش سلب ہوچکی ہوگی ٹکٹکی بندھی ہوگی، جبین عرق ریز، بینی کج، تکلیف دہ چیخ میں سکون بس نفس میں رنج وغم کی کیفیت محسوس ہورہی ہوگی، بیوی رو پیٹ رہی ہوگی، بچے یتیم ہورہے ہوں گے، لحد درست ہورہی ہوگی، عزیزوں میں تفرقہ کی نیو پڑ رہی ہوگی، ترکہ کی تقسیم ہوتی ہوگی، مگر خود میت چشم و گوش سے بے تعلق ہوگی نوبت یہ پہنچے گی کہ لوگ جسم کے حصے کھینچ کھینچ کر درست کردیں گے پھر بدن سے کپڑے دور کریں گے یونہی برہنہ غسل دیں گے پھر دھو پونچھ کر کسی چیز پر رکھ دیں گے۔ بعدہ کفن میں لپیٹیں گے، پہلے میت کی ٹھڈی کی بندش کریں گے پھر قمیص دے کر سر پر پگڑی لپیٹ دیں گے پھر تسلیم کرکے رخصت کریں گے یعنی کسی تخت پر میت کو رکھ دیں گے، پھر بغیر سجدے کے فریضے سے تکبیر کہہ کر سب لوگ سبک دوش ہوں گے نیز میت کے لئے مغفرت طلب کریں گے پھر زیب وزینت دیئے ہوئے گھر، مضبوط و مستحکم بنے ہوئے قصر، سر بلند مزین محل سے منتقل کرکے لحد بنی ہوئی قبر پہلے سے درست کئے ہوئے گڈھے کے سپرد کردیں گے، جس پر سنگ وخشت کو بہم کرکے (معمولی سی) چھت درست کردیں گے۔ پھر کچھ مٹی کچھ ڈھیلے سے گڑھے کو بھر دیں گے، یہیں پر لوگ (جدید مصیبت کو دیکھکر) معبود کی خدمت مین

حضوری کو یقینی سمجھیں گے لیکن خود مردے کو سہو محو کر دیں گے، دوست، ہمدم، ہم مشرب، عزیز وقریب دفن سے پلٹنے کے بعد دوسرے دوسرے دوست و رفیق ڈھونڈ لیں مگر میت غریب بیکسی کے گھر میں گرو ہے بلکہ قبر کے پیٹ میں لقمہ ہے کیفیت یہ ہے کہ لحد کے کیڑے بیکس جسم پر دوڑ رہے ہیں، نتھنوں سے رطوبت بہہ رہی ہے کیڑے مکوڑے گوشت و پوست کو چھلنی کر رہے ہیں، خون پی رہے ہیں، ہڈیوں کو بوسیدہ کر رہے ہیں، یوم محشر تک یہی صورت رہے گی پھر صور پھونکنے کے وقت حشر ونشر کے لئے طلب ہوں گے یہی تو وہ وقت ہے کہ قبروں کی جستجو ہوگی، سینے کے مخفی خزینے پیش ہوں گے، نبی، صدیق، شہید (یعنی محمدؐ، علیؑ، حسینؑ) محشر میں طلب ہوں گے پھر رب قدیر کی طرف سے جو کہ خبیر وبصیر ہے سب کے فیصلے ہوں گے ملک عظیم کے پیش نظر جو ہر چھوٹی بڑی چیز سے مطلع ہے، محشر کے زبردست پُر ہول موقف مین نہ معلوم کتنے زندگی کش شیون بلند ہوں گے نہ معلوم کتنی دبی ہوئی حسرتیں پوری ہوں گی (یعنی ظلم پیشہ گروہ سے مظلوموں کے حقوق ملیں گے یہی وہ وقت ہے جب گلے گلے پسینہ میں غرق ہوں گے، جہنم کے شعلے ہر طرف سے گھیرے ہوں گے، چشم حسرت سے مسلسل جھڑی بندھنے کے بعد بھی رحمت کے در مسدود، چیخیں بے سود، دلیلیں مردود ہوں گی، جرم حد کو پہنچ چکے ہوں گے، دفتر عمل کھلے رکھے ہوں گے، پیش نظر برے عمل ہوں گے، چشم مجرم نظر کی لغزش کی، دست ظلم تعدی کے قدم غلط روش کے جلد بدن غیر محرم سے ملنے کے، جسم کے مخفی حصے لمس وتقبیل کے خود بخود مقر ہوں گے، ختم حجت کے بعد، طوق درگردن دست بہ زنجیر کھینچتے گھسیٹتے دوزخ کی طرف لے

چلیں گے پھر کرب وشدت کی معیت میں جہنم کے سپرد کر دیں گے۔ پس طرح طرح کی عقوبتیں شروع ہوں گی۔ پینے کے لئے خون، پیپ پیش کریں گے جس کی وجہ سے صورت جھلسی ہوئی معلوم ہوگی، جسم کی جلد گل گل کے گر رہی ہوگی۔ لوہے کے گرز سے فرشتے پیٹ رہے ہوں گے، جلد بدن جل جل کر گرتی ہوگی، دوسری نئی بنتی ہوگی بدنصیب کے رونے پیٹنے کی طرف سے جہنم کے موکل فرشتے بھی منھ پھیرے ہوں گے۔ غرض کہ یوں ہی غیر معین مدت تک چیخ نیز شرمندگی کی کیفیت میں بسر ہوگی، ہم رب قدیر سے ہر طرح کے فتنہ وشر سے طلب حفظ کرتے ہیں، وہ جن لوگوں سے خوش ہو کر جس مقبولیت کی صف میں جگہ دیئے ہوئے ہے ہم بھی کچھ ویسی ہی مغفرت ومقبولیت کے متمنی ہیں کیوں کہ وہی ہستی ہم سب کے ہر مقصود و مطلوب کی متکفل ہے، بیشک جو لوگ معبود کی عقوبتوں سے (نیک چلن ہونے کی وجہ سے) بچ گئے وہ عزت معبود ہی کے طفیل سے جنت میں پہنچیں گے، سر بلند ومستحکم محلوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھہریں گے جس جگہ عیش و عشرت کے لئے حوریں ملیں گی۔ خدمت کے لئے نوکر موجود ہوں گے شیشہ وخم گردش میں ہوں گے، مقدس منزلوں میں مقیم ہوں گے نعمتوں مین کروٹیں بدلتے ہوں گے۔ تسنیم سلسبیل کو مطمئن ہو کر پیتے ہوں گے۔ جس کے ہر جرع طرح طرح کی خوشبوؤں میں بسے ہوں گے یہ سب چیزیں ہمیشہ کی ملکیت ہوں گی، جس میں سرور کی حس قوی ہوگی، ہرے چمن میں مے نوشی ہوگی، مے نوشوں کو نہ دردسر کی تکلیف ہوگی نہ کوئی دوسری زحمت ہوگی، مگر یہ منزلت خوف ووحشت سے متصف لوگوں کی ہے، جو نفس کی

سرکشیوں سے ہر وقت خطرے مین رہتے ہیں، (یعنی حرص و ہوس کے پھندوں سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں) بیشک جولوگ حق کے منکر ہوں گے مذکورہ حقیقتوں کو بھولے بیٹھے ہوں، معصیت کوشی مین نڈر ہوں، پرفریب نفس کے دھوکے میں پڑے ہوں، وہ معبود حقیقی کی طرف سے عقوبت کے مستحق ہیں، کیوں کہ درست فیصلہ معتدل حکم یہی ہے، دیکھو سب سے بہتر قصہ، سب سے کھری نصیحت حکیم مطلق کی تنزیل ہے جسے جبرئیل پہلے سے رہبر کل حضرت محمدؐ کے قلب محترم کے سپرد کر چکے ہیں۔ مکرم و نیک منش سفیروں کی طرف سے حضرتؐ پر درود و رحمت ہو، ہم ہر لعین و رجیم دشمن کے شر سے بچنے کے لئے رب علیم، رحیم و کریم سے مدد طلب کرتے ہیں، تم لوگ بھی تضرع کرو، گریہ میں مشغول رہو، نیز تم میں ہر شخص جو نعمت رب سے بہرہ ور ہے خود نیز میرے لئے طلب مغفرت کرے، بس میرے لئے رب قدیر کی ہستی بہت ہے۔

محمد وصی خاں

آپ نے ''نہج البلاغہ کی روشنی میں زندگی کا منظر'' کے عنوان سے کتاب تالیف کی جو ۱۹۸۲ء میں احمد بک ڈپو کراچی سے شائع ہوئی۔ [۱]

۱۔ تالیفات شیعہ۔ص:۶۴۳، امامیہ مصنفین۔ج:۱۔ص۱۰۳

نائب حسین نقوی، امروہوی (۱۴۰۴ھ)

امروہہ کی علمی و ادبی شخصیت سید نائب حسین کی ولادت ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں محلّہ گذری امروہہ میں ہوئی ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی بچپن سے ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے لکھنؤ گئے اور جامعہ ناظمیہ میں زیرِ تعلیم رہکر اعلیٰ استعداد حاصل کی فرہنگ انیسؔ آپکی مقبول ترین تصنیف ہے۔ آخر عمر میں دہلی میں قیام کیا اور وہیں ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء میں وفات ہوئی۔

ترتیب ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے نہج البلاغہ کا ترجمہ مرتب کیا جسے غلام علی اینڈ سنز لاہور نے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا۔

محمد صادق، سید (۱۴۰۵ھ)

پندرہویں صدی کے عظیم المرتبت مترجم نہج البلاغہ زبدۃ العلماء مولانا سید محمد صادق کی ولادت ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء کو اس علمی اور اجتہادی خانوادہ میں ہوئی جسے ''خانوادۂ نجم العلماء'' کہا جاتا ہے۔ والد ماجد حجۃ الاسلام مولانا سید محمد کاظم طاب ثراہ جید عالم اور مجتہد تھے۔ آپکے جد سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن اعلیٰ اللہ مقامہ امروہہ سے لکھنؤ گئے اور وہاں مدرسہ ناظمیہ کی سربراہی کی۔ سرکار نجم العلماء کو برصغیر میں مرجعیت حاصل تھی۔ آپکے تبحر علمی کے علماء عراق و ایران معترف تھے۔

مولانا سید محمد صادق نے سطحیات کی تعلیم گھر میں والد علام سے حاصل کی پھر مدرسہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر مدرسہ کی آخری سند "ممتاز الافاضل" امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔ بعد ازاں عازم عراق ہوئے اور زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے مراجع کرام سے استفادہ کیا۔ آیت اللہ محمد حسین نائینی نے اجازہ سے نوازا۔

''فانّ الفاضل الخبیر السید محمد صادق حفید حجة الاسلام و المسلمین مولانا السید نجم الحسن قد استجاز منی ووجدته اهلاً للاجازه فاجزته'' [1]

حررہ

محمد حسین النائنی

آپ جید الحافظہ، فقیہ، متکلم، ادیب، فلسفی اور بلند پایہ مصنف تھے۔ عربی ادب کے استاد کامل تسلیم کئے جاتے تھے حماسہ، متنبّی، دیوان رضی، دیوان ابوتمام کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے نہج البلاغہ کی عبارتیں حفظ بغیر دیکھے ان کتابوں کی تدریس فرماتے تھے۔

---

[1] تذکرہ علماء امروہہ ص ۱۶۳

آپ مدرسہ ناظمیہ میں تشنگان علوم کو سیراب کرتے اور شیعہ عربی کالج میں بھی تدریس فرماتے تھے ہر وقت آپکے گرد طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔آپ انتہائی شوق کے ساتھ انکے مسائل حل کرنے میں منہمک رہتے تھے۔انتہا تو یہ ہیکہ میں نے مشاہدہ کیا کہ آپ اثنائے راہ طلباء کے دروس کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے چلے جاتے تھے۔آخری عمر میں بصارت سے معذور ہو گئے تھے مگر اسکے باوجود تدریس کا سلسلہ منقطع نہیں کیا اور آپ اسی حالت میں پابندی سے مدرسہ میں درس دیتے رہے۔مگر جب بہت زیادہ ضعیف ہو گئے تو گھر ہی پر طلباء کو درس دیتے تھے۔آپکو فقہ اور اصول میں استنباطی صلاحیت حاصل تھی۔فسخ نکاح مجنون کے سلسلے میں آپنے رسالہ تحریر کیا۔سرکار مفتی اعظم سید احمد علی طاب ثراہ نے اسے ملاحظہ کر کے اجازہ تحریر فرمایا جسمیں آپکی فقہی استنباطی صلاحیتوں کا ذکر موجود ہے۔

''اما بعد فانّ السید الحسیب النصیب ذوالشرف الباسق السید محمد صادق حفید علامه الزمن آیة الله العظمیٰ مولانا السید نجم الحسن قد استحصل من جامعتنا الشهادة النهائیه وصنف رسائل شتیٰ فی السنة مختلفه منها رساله استنباطیه فی فسخ نکاح المجنون قد قرأت علی وشممت منها رائحة قوة الاستنباط والیفتة اهلاً للاجازه فاجزته ان یروی عنی کل ما ساغ روایته عن مشائخی الکرام والله ولی الانعام''

حرّرہ

السید احمد علی

آپکا علمی وادبی شاہکار ترجمہ نہج البلاغہ ہے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آ پکو نہج البلاغہ سے والہانہ عشق تھا بڑے انہماک سے اسکی تدریس فرماتے تھے خطبات کو اسکی تمام رعایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حل فرماتے مشکل عبارتوں کو امثال کے ذریعہ آسان سے آسان تر بنا دیتے تھے نہج البلاغہ کا درس صرف ادبی رعایات تک ہی محدود نہیں رہتا تھا بلکہ علم کلام کا کوئی مسئلہ آ گیا تو علم کلام کے مباحث بیان کرنا شروع کر دیتے تھے اسی طرح منطق وفلسفہ کے ضابطوں کی نشاندہی بھی فرماتے رہتے تھے حل لغت کے سلسلے میں اشعار عرب کو بطور سند پیش کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ نہج البلاغہ کا درس کیا تھا معلوم ہوتا تھا جیسے سارے علوم وفنون کا سرچشمہ ہے۔

آپ نے نہج البلاغہ کا سادہ ورواں ترجمہ کیا جسمیں الفاظ کا انتخاب اور انکی نشست و برخاست اور جملوں کی بندش سے احساس ہوتا ہے کہ آ پکو نہج البلاغہ پر مضبوط گرفت تھی یہ ترجمہ ھفت روزہ ''سرفراز'' اور ''مجاہد'' میں قسطوار شائع ہوا۔

استاذ العلماء علامہ سید محمد شاکر لکھتے ہیں:

> ''آ پکی بالغ مندی تھی کہ قومی زندگی کیلئے بس اور فقط تین چیزوں کو روح حیات سمجھا قرآن، نہج البلاغہ اور دعا اور وہ بھی جو امیر المومنین علیہ السلام کے دہن اقدس سے نکلی ہو آپنے تینوں چیزوں پر قلم اٹھایا اور تکمیل کو پہونچایا میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب میں سوچتا ہوں کہ طلباء کے نرغے میں ہر وقت گھرے رہنے کے ساتھ اتنا طول طویل کام کس طرح انجام پایا۔ قرآن مجید کا ترجمہ ہی معمولی بات نہیں ہے چہ جائیکہ اسکی تقریظ کیلئے ذخیرۂ معلومات فراہم کرنا۔ نہج البلاغہ کا ترجمہ کرنا اور اسکے متعلقات تلاش کرنا بہر حال میں اسے جذبۂ ایمانی کا ایک کھلا ہوا معجزہ سمجھتا ہوں کہ

اتنی عدیم الفرصتی اور اتنے عظیم کام ایک ساتھ انجام پا گئے'' [۱]

خطبہ کا ترجمہ بطور نمونہ پیش خدمت ہے:

حمد تمام تر اس خدا کے لئے سزاوار ہے جو اپنی قوت سے سر بلند اور اپنی عطا سے نزدیک ہے جو ہر فائدہ اور بزرگی کا عطا کرنے والا اور ہر بڑی سے مصیبت اور سختی کا دفع کرنے والا ہے میں اسکے کرم کی مہربانیوں اور اسکی کامل و ہمہ گیر نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اسکے متعلق اعتقاد رکھتا ہوں کہ وہ سب سے پیشتر اور ہر چیز سے سے اول ہے اور اسی سے ہدایت..

....

چونکہ وہی کافی مدد کرنے والا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے وہ برگزیدہ بندے اور پیغامبر ہیں جنکو اس نے اپنے امر و نہی کے جاری کرنے اپنے بندوں تک اپنی حجتیں پہونچانے اور اپنے عذاب کو انکے سامنے پیش کر کے انھیں خوفزدہ بنانے کیلئے ارسال فرمایا خدا کے بندوں میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے سامنے عبرت آموز قصے بیان کئے تمہاری عمر کے اوقات معین فرمائے تمہیں اچھے اچھے لباس پہنائے میدانِ زندگی کو تمہارے لئے تنگ نہیں بلکہ وسیع بنایا اپنے علم سے تمہارے اعمال کا احاطہ کیا جس کے بعد اب تمہارا کوئی عمل رائگاں نہیں جا سکتا تمہارے لئے اجر و ثواب مہیا کئے کامل نعمتوں اور ہمہ گیر

[۱] سرفراز اپریل ۱۹۸۴ء

عطیوں کیلئے تمہارا انتخاب کیا تمہیں اپنی انتہائی حجتوں سے خوفزدہ بنایا پٹک دیتی اپنے جالوں سے اس کا شکار کر لیتی اور اپنے تیروں سے اسے ہلاک کر ڈالتی ہے اور انسان کے گلے میں موت کی کمندیں آویزاں کر کے اسے کھینچتی ہوئی تنگی خوابگاہ (قبر) وحشت بازگشت (محشر) دائمی قیامگاہ کے دیدار اور جزاء کی منزل تک لے جاتی ہے بعد والے گناہ کرنے سے باز آتی ہے نہ ادھر یہ دنیا میں باقی رہنے والے گناہ کرنے سے جھجکتے ہیں، یہ سب ایک ہی ڈھیر پر اپنے اسلاف کے قدم بقدم چل رہے ہیں اور فنا کی بازگشت اور انجام کے آخری نقطہ کی طرف جھنڈ چلے جا رہے ہیں، اور برابر جاتے ہیں تا اینکہ جب امور ختم اور زمانے تمام ہو جائیں گے اور دوبارہ انھیں زندہ کرنے کا وقت قریب آئے گا تو پروردگار عالم انھیں قبروں کے زاویوں پرندوں کے آشیانوں درندوں کے بھٹوں اور ہلاک ہو کر کرنے کے مقامات سے اس حالت میں اٹھائیگا کہ یہ تیز رفتاری کے ساتھ اسکے امر کی طرف قدم بڑھانے والے اور اس کی مقرر کی ہوئی معاد کی جانب اکٹھا خاموش کھڑے ہوئے صف بستہ تیزی سے روانہ ہونے والے (نظر آ رہے) ہونگے نگاہ (قدرت) انھیں دیکھ رہی ہوگی، اور پکارنے والا انھیں اپنی آواز سنا رہا ہوگا ان کے (جسموں) پر فروتنی کے پیراہن اور ذلت وخواری کی شکستہ حالی ہوگی تدبیریں گم اور آرزوئیں منقطع ہوں گی دل گھٹ گھٹ کر ذلت کے عمیق گڑھیوں میں گرے جا رہے ہوں گے آوازیں خوف کی وجہ سے دھیمی پڑ کر کانپ رہی ہوں گی پسینہ منھ تک پہونچ چکا ہوگا خوف حد سے زیادہ عظیم ہوگا

اور کان حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے خطاب جزا کی معاملت عقاب کی سختی اور ثواب کی بخشش کی طرف بلانے والے (فرشتے) کی جھڑکی سے گرج رہے ہوں گے یہ وہی بندے ہیں جو اقتدار قدرت کے ہاتھوں پیدا ہوئے اور قہر و غلبہ سے خدا کے غلام بنائے گئے پھر جانکنی کے وقت انکی روحیں قبض کی گئیں اور مرنے کے بعد یہ قبروں کے حوالے کر دیئے گئے جہاں یہ ریزہ ریزہ ہو گئے پھر انھیں انکی قبروں سے تنہا اٹھایا گیا اس کے بعد انھیں انکے اعمال کی جزا دی گئی اور یہ حساب کیلئے الگ الگ کر دیئے گئے انھیں اپنے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے کی مہلت دیدی گئی تھی سیدھی شاہراہ کا نشان بتا دیا گیا تھا اور راضی کرنے والے کیلئے جتنی مہلت چاہیے ہے اتنی مدت تک انھیں زندہ رکھا گیا شبہوں کے پردے انکے سامنے سے ہٹا دیئے گئے اور انکو سرکش نفوس کی ریاضت تلاش عمل کی فکر اور تجلی حق کے خواہشمند طالب کی طرح غور و خوض کرنے کے لئے اجل کی مدت تیز محل مہلت کی بیقراری میں تا دیر چھوڑ دیا گیا تھا یہ کتنے درست اور سچے عبرت کے افسانے اور شفا بخش موعظے ہیں کاش یہ پاکیزہ دل یاد رکھنے والے کان پختہ عزم رائیں اور تیز عقلیں پا لیتے بندگان خدا دیکھو خدا سے اس شخص کے مانند ڈرو جس نے عذاب خدا سے خوفزدہ ہو کر توبہ کی طرف پیش قدمی کی ہو قیامت پر ایمان لا کر اچھے کام کئے ہوں عبرت کی چیزیں دیکھکر نصیحت حاصل کی ہو عذاب سے ڈر گیا ہو تو ڈر گیا ہو حق کی آواز پر لبیک کہکر اسکی طرف رجوع اور پھر رجوع کے بعد توبہ کر لی ہو، ائمہ حق کی پیروی کی ہو انکے قدم بقدم چلا ہو حق

اسے جب دکھایا گیا ہو تو اسنے دیکھ لیا ہو اور اس کا طالب بنکر تیز رفتاری کیساتھ قدم اٹھائے ہوں گناہوں سے بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو جسے آخرت کے توشے حاصل کر لئے ہوں دل کو پاکیزہ بنا دیا ہو اور آخرت کا گھر آباد کر دیا ہو اور اپنے انتقال کے دن راستہ کے انتظام اپنی احتیاج کی حالت اور فقیری کی منزل کے پیش نظر آخرت کے زادراہ سے پشت کو گرانبار کر کے اپنے جانے سے پہلے اپنے دائمی سکونت کے مکان کی طرف روانہ کر دیا ہو، بندگان خدا اللہ نے جس کام کیلئے تمہیں بنایا ہے اسکی وجہ سے اس سے ڈرو اور اس نے تمہیں اپنی ذات کے متعلق جس قدر خوف دلایا ہے اتنا اس سے خوف کرو اور اس کے وعدہ کی سچائی کو پورا کر کے اور اس کے روز قیامت کے ہول سے ڈر کر اس اخروی اجر وثواب کے مستحق بن جاؤ جو اس نے تمہارے لئے مہیار کر رکھا ہے، اسی خطبہ کا ایک حصہ اس نے تمہارے لئے کان قرار دیئے تا کہ وہ اپنے فائدے کی باتوں کو یاد رکھیں آنکھیں مرحمت فرمائیں کہ وہ اپنے نور سے اپنی شبکوری کو دور کر سکیں اور تمہارے جسموں کو جو عمر کی مدتوں شکلوں کی خاص ترکیبوں میں اپنے جوڑوں کے ساتھ مناسب رکھنے والے اعضاء کے جامع ہیں دو چیزوں سے مرکب قرار دیا، ایک تو ان بدنوں سے جو اپنے منافع کیساتھ قائم ہیں دوسرے ان دلوں سے جو کہ اس کی نعمتوں کو عظیم بنا دینے والے عملوں اس کے احسانات کو لازم کر دینے والے امور اور عافیت کی حفاظت کرنے والے پردوں میں اپنے روحانی ورق کی تلاش کرنے والے ہیں اس نے تمہارے لئے عمریں معین کیں

جنہیں تمہاری نگاہوں سے چھپا دیا اور اُن لوگوں کے آثار کو تمہارے لئے عبرتوں کی شکل میں چھوڑا یا جو اپنے مقدر سے بہر یاب ہونے کی منزل اور اپنی رسن گلو کے کشادہ ہونے کی جگہ (دنیا) سے تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنکو تمناؤں تک پہونچنے سے قبل موت نے جھپٹ کر پکڑ لیا اور انکی مدتوں کے قطع ہو جانے نے انکو تمناؤں کے سامنے سے پراگندہ کر دیا انھوں نے مدتوں کی سلامتی کے زمانہ میں عمل کے ذخیرے مہیا نہ کیے اور اپنی عمر کی ابتدا کی ساعتوں میں عبرت نہ لی کیا یہ بھر پور شباب کے مالک بڑھاپے کی کمر جھکا دینے والی کمزوریوں اور فراوان صحت رکھنے والے نازل ہونے والی بیماریوں اور صاحبان زندگانی موت کی ساعتوں کے علاوہ واقعاً کسی اور چیز کا بھی انتظار کر رہے ہیں جبکہ رحلت کا وقت نزدیک انتقال کی گھڑی قریب قلق کی شدت سوز دروں کے رنج وغم لعاب دہن کے گلوگیر ہونے والے اور پھندہ ڈالنے والے گھونٹوں اور اولاد و اقربا اعزہ و احباب سے اعانت کی فریاد کرنے کے لئے متوجہ ہونے کا زمانہ آ پہونچا ہے (سچ بتاؤ) کیا قرابتداروں نے بلاؤں کو دفع کیا اور فریاد کرنے والوں نے اس وقت کوئی فائدہ پہونچایا جب اسے مردوں کی منزل میں سپرد کیا گیا اور تنگی خوابگاہ قبر میں تنہا چھوڑا گیا قبر کے کیڑوں مکوڑوں نے اس کی کھال اُدھیڑ کر رکھ دی کمزور بنا دینے والی حالتوں نے اسکی تازگی کو کہنہ اور جھکڑ کی آندھیوں نے اس کے آثار کو ناپدید اور حوادث نے اسکے یادگاروں کو محو کر دیا انکے جسم اپنی قوت و طاقت کے بعد کمزور ہڈیاں اپنی مضبوطی و استحکام کے بعد بوسیدہ ہو

گئیں اور روحیں اپنے بوجھوں کے بار میں جکڑی ہوئی اپنے غیب کی خبروں پر ایمان لے آئیں مگر اسوقت جبکہ اب نہ انکے نیک کاموں میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ برے کاموں سے توبہ کی جاسکتی ہے، کیا تم ان فنا ہو جانے والے لوگوں کے اولاد، باپ، دادا، بھائی بندوں قریبی رشتہ دار نہیں ہو، بیشک تم انھیں کی مثالوں کی پیروی کر رہے ہو انھیں کے طریقہ کی پیروی کر رہے ہو اور انھیں کی شاہراہ کو روندر ہے ہو تو تمہارے دل اپنے حصوں کی طرف سخت اپنی رستگاری سے غافل اور اپنے غیر مفید میدانوں میں (یوں) راہ پیمائی کر رہے ہیں جیسے کہ الٰہی احکام کے مخاطب یہ نہیں اور ہیں اور گویا اپنی دنیا کے جمع کرنے ہی میں انکی رستگاری ہے گروہ مردم جان رکھو کہ تمہیں صراط کے پل نیز اس کے لغزش کے مقامات اور ٹھوکر کھانے کے خطروں اور متواتر خوفوں پر سے گذرنا ہے تو خدا سے اس صاحب عقل انسان کی طرح ڈرو جس کے دل کو فکر انجام نے مشغول بنادیا ہو جس کے بدن کو خوف خدا نے لاغر اور رات کی عبادت نے اسکی تھوڑی سی نیند کو بھی بیدار کر دیا ہو جس کے تپتے ہوئے دلوں کو امیدواری ثواب نے پیاسا روزہ دار بنادیا ہو جس نے خوف کو اپنے بچاؤ کے لئے پیش پیش رکھا ہو جو روشن شاہراہ ہدایت سے ہٹے ہوئے راستوں سے کنارہ کش ہو کر منزل مطلوب تک پہونچانے سے سب سے زیادہ سیدھے راستہ کا سالک بن گیا ہو، جسکو مکر وفریب کے موانع نے عمل خیر سے روکا نہو، مشتبہ باتیں اس پر پوشیدہ نہ رہی ہوں جس نے اپنے محفوظ ترین دن نیز آسودہ ترین نیند میں اخروی نعمتوں کی آسائش اور

بشارت نجات کی خوشی حاصل کر لی ہو دنیا کی گذرگاہ کو جس نے پسندیدہ صفات بنکر طے کر لیا ہو اور خوش نصیب ہونے کی حالت میں اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو سبک بنا کر تمہارے لئے پیش کیا تا اینکہ جب اس نے رفتہ رفتہ اپنے پہلونشین نفس کو اسکی بلند منزل سے اتار کر اپنے سے قریب تر اور اس گردشدہ متاع کو اچھی طرح اپنے شکنجہ میں لے لیا تو جن چیزوں کو آراستہ کر کے پیش کر چکا تھا ان کا منکر ہو گیا جن امور کو سبک ثابت کر چکا تھا انکو بڑا سمجھنے لگا اور جن خطروں سے بیخوف بنا چکا تھا انھیں خوف دلانے لگا۔

اس خطبہ کا ایک حصہ جس میں انسانی خلقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کیا یہ بھی انسان ہے جس کو پروردگار عالم نے رحموں کے تاریکیوں اور شیمہ کے پردوں کے حجابوں میں جراثیم زندگی سے مملو نطفہ کی شکل میں پیدا فرما کر کوئی شکل صورت نہ رکھنے والا منجمد خون بنایا پھر اس خون بستہ کے صفحہ پر شکل و صورت کے نشانات ابھرنے کے بعد اسے شکم مادر کی فضا میں پرورش پانے والا بچہ وضع حمل کے بعد طفل شیرخواری کی منزل سے آگے بڑھا کر نوخیز اور نوخیزی سے آگے بڑھا کر بھرپور جوان بنا دیا ہے یاد رکھنے والا دل اور بولنے والی زبان عطا فرمائی تاکہ یہ ناشائستہ عبرت لینے والا بنکر اپنے امور کو سمجھے اور اپنے نفس کو ناشائستہ امور سے توبیخ کر کے گناہ سے باز رہے مگر (افسوس) جب اس کا اعتدال قائم اور اسکا پیکر درست ہو گیا تو یہ سرکش بنکر اطاعت حق سے گریزاں کھیل کود میں پڑ کر سرگشتہ و حیران اپنی خواہشوں کے بڑے بڑے ڈولوں میں بھر بھر کر پانی کھینچنے والا اور شریعت کی قید و بند سے آزاد

اپنے نفسانی نشاط کی لذتوں اور مرغوب حاجتوں میں مبتلا ہو کر حصول دنیا کیلئے سرگرم کوشش کرنے والا ہو گیا اب نہ یہ کسی مصیبت کے وارد ہونے کا گمان کرتا نہ خوف خدا سے لرزہ براندام ہوتا ہے (بالآخر) اپنی گمراہی سے فریب خوردہ ہونے کی حالت میں اسے موت آ گئی اور اس نے اپنی تھوڑی سی عمر کو خطا کاری میں اس طرح بسر کر دیا کہ نہ ثواب کو حاصل کیا نہ فرض کی انجام دہی کی تا اینکہ عیش ونشاط کی راہ اور سرکشی کو باقی ماندہ مدت میں موت اچانک اس پر وارد ہو گئی جس سے یہ حیران ہو گیا اور رنج وغم کی شدتوں دردوں اور بیماریوں کے سبب آئندہ مہمانوں کے جھرمٹ میں حقیقی بھائی اور بیتابی کے ساتھ ہائے کہکر چیخنے والی اور شدت غم سے سینہ کوبی کرنے والی ماں کے درمیان اس نے جاگ کر رات گذار دی یہ وہی عاقل انسان ہے جو بیہوش کر دینے والی جانکنی شدید ترین تکلیف رنجیدہ کرنے والی فریاد تکلیف دہ روح کے فشار اور تعب رساں نزع روح کے عالم مین مبتلا ہے پھر رحمت خدا سے ناامید ہونے کی حالت میں کفن میں لپٹایا گیا جبکہ یہ گردن ڈالے ہوئے تھا آسانی کے ساتھ اسے کھینچا گیا پھر اسے تابوت کے تختہ میں ڈالا گیا کہ متواتر سفر کرنے والے تھکے ہوئے اور بیماری کی وجہ سے لاغر ہو جانے والے اونٹ کی طرح ہاتھ پیر ڈالے ہوئے تھا اب اسے اس کی امداد و اعانت کرنے والی اولاد اور اکٹھا ہونے والے بھائی بند تابوت پر بار کر کے گھر اور ملاقات کے قطع ہونے کی جگہ قبر کی طرف لئے جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب مشایعت کرنے والے دفن کر کے واپس آ گئے اور رنج کرنے

والے قبرستان سے پلٹ آئے تو اسے قبر میں اٹھا کر ایسی حالت میں بٹھایا گیا کہ یہ امتحان کی ٹھوکر اور سوال منکر ونکیر کی حیرانی کی وجہ سے بہت آہستہ آہستہ بات کرنے والا تھا اور وہاں سب سے بڑی مصیبت کھولتے ہوئے پانی کا آنا آتش جہنم کی ہر سو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹیں شعلوں کے جوش و خروش کی شدتیں ہیں اب نہ راحت دینے والا سکون ہے نہ تھکن کو دور کرنے والا آرام نہ عذاب کو روکنے والی طاقت نہ کوئی دوسری آنے والی موت نہ گھڑی گھڑی کے عذابوں اور ہزاروں موتوں کے بیچ میں غم کو بھلانے والی ہلکی سی نیند ہم بس خدا ہی سے پناہ مانگتے ہیں بندگان خدا میں وہ لوگ آج کہاں ہیں جنھیں طولانی عمریں دی گئیں اور انھیں وہ خوب سمجھے مگر ان پر عمل پیرا نہوئے جنھیں مہلت دی گئی مگر انھوں نے غفلت برتی اور صحت وسلامتی عنایت کی گئی مگر وہ اسے بھول گئے انھیں عرصۂ دراز تک ڈھیل دی گئی عمدہ نعمتیں عطا کی گئیں دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ان سے اجر عظیم کے وعدے کئے گئے انکے انجام سے عبرت حاصل کر کے ہلاک کرنے والے گناہوں سے اور خدا کو ناراض کر دینے والے عیبوں سے ڈروائے آنکھ کان والو صحت وسلامتی اور مال ومتاع رکھنے والے انسانو بتاؤ کوئی بچنے یا رہائی حاصل کرنے یا پناہ لینے یا آڑ پکڑنے یا بھاگنے یا پلٹ کر جانے کی جگہ ہے بھی یا نہیں ہے تو پھر تم کدھر بہکے جاتے، ہر پھرے جاتے ہو یا کس دھوکے میں پڑے ہوئے ہو اس لمبی چوڑی زمین میں تم میں سے ہر شخص کا حصہ اس کے قامت کے بقدر (قبر) ہے جہاں وہ اپنے رخسارے کے بل خاک آلود

پڑا ہوگا، بندگان خدا اس وقت جبکہ گلا گھوٹنے والی رسی کھلی ہوئی ہے اور روح موت کے پنجہ سے آزاد ہے حق کی جستجو کرنے کی گھڑی ساعت جسموں کی راحت باہمی امداد کے لئے اکٹھے ہوجانے کے صحن بقیہ دور زندگانی کی مہلت اختیار کی ابتدا، توبہ کی مہلت زمانہ حاجت کی کشادگی کے عالم میں پریشان حالی اور مکان تنگ خوف واضمحلال نیز انتظار کی جانے والی غائب موت کے آنے اور خدائے غالب وتوانا کے گرفت سے پہلے عمل کرلو روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو لوگوں کے جسم کانپنے لگے آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور دل کانپ اٹھے اور کچھ لوگوں نے اس خطبہ کا نام غراء رکھا ہے۔

کلام اللہ مترجمہ:۔قرآن مجید کا یہ ترجمہ مجاہد بکڈ پو لکھنؤ سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔

یہ ترجمہ اپنی صاف ستھری زبان کے تحت بہت مقبول ہوا۔علماء کرام نے اسے ادبی شاہکار تسلیم کیا۔

آپکی بلند پایہ شخصیت علمی حلقوں میں معروف تھی آپکو تدریس وتحریر دونوں میں کمال حاصل تھا۔آپنے ہر موضوع پر لکھا اور خوب لکھا سیکڑوں مضامین رسائل میں شائع ہوئے۔آپکے دو رسالے ''نغمۃ الفواد'' اور ''نشید الاقبال'' دیکھنے سے یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہوجاتی ہے کہ عربی نظم کا فارسی نظم میں ترجمہ کرنے کی آپ میں اعلیٰ صلاحیت پائی جاتی تھی۔

دیگر تالیفات:

وجود حجت

ترجمه صحیفه علویه

هاشمی جواهر پارے

حقیقت بداء

سبد گل (دیوان اردو)

سردار قریش

سمط اللئالی (عربی نثر)

اسلام ومساوات

دیوان (عربی اشعار)

گائو کشی اور اسلام

مولود حرم

شهید کربلا

متعه اور اسلام

اتنی اعلیٰ صلاحیتوں کے باوجود آپ شہرت اور ناموری سے دور تھے۔مزاج میں سادگی بلا کی پائی جاتی تھی۔تواضع وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

وفات۔آپ نے ۱۴۰۵ھ/۲۸ مارچ ۱۹۸۴ء کولکھنؤ میں رحلت کی۔راقم الحروف نے جنازہ میں شرکت کی تھی بڑی تعداد میں علماء وفضلاء کا مجمع تھا۔تاج العلماء سید محمد زکی طاب ثراہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حسینیہ غفران مآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔

نامعلوم؟

نہج البلاغہ آئین زندگی:

آیت اللہ حسین علی منتظری کے ''دروس نہج البلاغہ'' کا اردو ترجمہ۔ یہ وہ دروس ہیں جو آپ نے حوزہ علمیہ قم میں دیئے جسکی کئی جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ نہج البلاغہ کی آشنائی کیلئے بہترین کتاب ہے سازمان تبلیغات تہران سے دوسری بار ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی مترجم کا نام مندرج نہیں ہے۔

ترجمہ کا اسلوب زبان کے اعتبار سے اتنا رواں اور سلیس ہے کہ قاری کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے۔

مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی (م ۱۴۰۷ھ)

شہر لکھنؤ کی علمی وادبی شخصیت فاضل لکھنوی۔ آپ نے خطبات ومکتوبات نہج البلاغہ کے ترجموں کو ترتیب دیا جن میں ترجمہ خطبات از مولانا رئیس احمد جعفری ترجمہ مکتوبات از مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی ندوی اور ترجمہ کلمات جو آپ ہی کی یادگار ہے جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز نے جنوری ۱۹۵۷ء میں کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا۔ اس مجموعہ میں ترجمہ کے علاوہ حل لغات تشریح اور تاریخی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے آپنے کلمات قصار کا تشریحی ترجمہ سادہ زبان میں کیا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۸رذی الحجہ ۱۳۴۱/ یکم اگست ۱۹۲۳ء کو محلّہ راجہ بازار لکھنؤ میں ہوئی۔

آپ کے والد مولانا سید سردار حسین نقوی عرف قاسم آغا اپنے عہد کے باوقار علمی بزرگ تھے۔ گھر میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عابدیہ کٹرہ ابوتراب خاں میں تعلیمی سلسلہ کو آگے بڑھایا بعدہ سلطان المدارس میں تعلیمی مراحل بڑی ذھانت اور تیز رفتاری سے طے کیے اور مدرسہ کی آخری سند ''صدرالافاضل'' حاصل کی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی علمی تشنگی نہیں بجھی اور مدرسہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور جید اساتذہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے مدرسہ ناظمیہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' بھی حاصل کی۔

اس کے علاوہ شیعہ عربی کالج سے عمادالادب، عمادالکلام، لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب، پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ دینی تعلیم کے مراحل طے کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ادب، تاریخ وثقافت پر بھی کام کرتے رہے اور جدید تعلیمی اداروں سے مربوط رہے۔ بہت سے تحقیقی کام انجام دینے کے بعد عراق کا قصد کیا اور نجف اشرف میں حصول علم میں منہمک ہوئے۔ اس عظیم علمی مرکز میں مختصر سے قیام کے باوجود وہاں کے اکابر سے جو علمی مباحثے اور مذاکرے کیے اس کے سبب اکابرین علماء نے آپ کے علمی مقام اور تحقیقی کاوشوں کو سراہا اور اہم علمی سند ''اجازہ روایت حدیث سے سرفراز کیا جس کی بنا پر ''شیخ

الحدیث'' کے لقب سے ملقب ہوئے اجازہ دینے والے علماء میں آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی، آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی، آیۃ اللہ سید مروج جزائری آقا بزرگ تہرانی، آیۃ اللہ سید محمد حسن لکھنوی کربلائی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے صدر اسلام کے جغرافیائی مسائل و معاملات، سیرت، حدیث، تفسیر اور فقہ کے موضوعات پر اہم تحقیقی کام انجام دینے کی خاطر مختلف مما لک کے سفر کیے۔ عراق، شام، کویت، ایران، امریکہ، بنگلا دیش کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور وہاں کے کتب خانوں کے دورے کر کے اسلامی وشیعی ثقافت کا احیاء کیا۔

آپ نے مذہب اور ادب کی یکساں طور پر خدمات انجام دیں۔ سماجی اور سیاسی خدمات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا انتہائی خلیق، ملنسار، منکسر المزاج، غرباء پرور پابند وقت درد دل رکھنے والے عظیم انسان تھے۔

آپ نے زندگی بھر قلم سے جہاد کیا، آپ کے آثار علمی کی فہرست مطبوعہ وغیر مطبوعہ تقریباً ۳۱۰ ہے جو بوستان فاضل میں شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تحقیقی مقالات اردو وعربی انسائیکلوپیڈیاز میں شائع ہوئے۔

نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ:

آپ نے اس کتاب میں نہج البلاغہ کو ادبی نقطہ نگاہ سے پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ھیکہ عربی ادب پر امیر المومنین کا احسان عظیم ہے کیونکہ آپ کے فرمودات ہی اس زبان کا سرمایہ ہیں آپ لکھتے ہیں:

اگر ایک مسلمان کیلئے عربی زبان کی کوئی اہمیت ہے اور اسلام میں عربی زبان وادب فہم قرآن وحدیث، تفہیم نظریاتِ اسلام کیلئے ضروری ہے تو کلامِ علیؑ اپنی اولیّت، ندرت، جامعیت، اور معنی آفرینی، شخصیت وکردار کے صحیح توازن، نفسیاتی رجحانات وافکار کی آئینہ صِفاتی کی بناء پر

مطالعہ طلب ہے تاریخ و ادب کے دفتروں میں پھیلے ہوئے دریا کا وہ خوبصورت دھارا اور عرفان انگیز سمندر ہے جسے سیّد رضی نے نہج البلاغہ میں سمیٹا ہے، علوم اسلام کے محقق اور تعلیماتِ خدا و رسولؐ کے مفکّروں نے ہمیشہ اسے پیشِ نظر رکھا جس سے مستقبلِ بعید کے آخری عہد تک آنے والی نسلیں فائدہ اٹھائینگی۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ نَھجُ الْبلاغَہ خصوصاً اور کلامِ علی ابن ابی طالِبؑ علیہ السلام عموماً کو اَدبی نقطۂ نظر سے دیکھیں اور اس کے تأثرات و حاصلِ مطالعہ کو اہلِ فکر ونظر کے سامنے پیش کریں تا کہ اِسلام دوست اور مسلمان، عربی داں اور غیر عربی داں ناظرین یہ اندازہ لگا سکیں کہ امیر المومنینؑ کے اعمال کی طرح انکے اقوال بھی معجزہ تھے، اور ایسا معجزہ کہ ماضی وحال و مستقبل اس سے روشنی حاصل کرتے رہیں، زمانے کے ساتھ ساتھ ذہن وعلم کی ترقیاں اگر ان اقوال سے قریب ہوں تو یہ محیر العقول تحریریں اور تقریریں عصرِ حاضر کو بہت سے معاملات ومسائل سمجھانے میں مدد دیں گی۔

حضرتِ امیر المومنین علیہ السلام بہادر تھے، لیکن فقط بہادر تھے، شامی افسروں نے یہی مشہور کیا تھا، کیونکہ اس عہد کے تمام طبقے حتی کہ دور و دراز کے بادیہ نشین عرب بھی علیؑ کی تلوار دیکھ چکے تھی لہذا ''بہادر'' کہہ کہ فضیلتوں کو مختصر بلکہ ختم کر دیا گیا، علیؑ ''خلیفہ راشد'' تھے گویا ایک تقدّس دے کر اُن کی عزت افزائی کر دی گئی، میں کہتا ہوں کہ علیؑ کو ''فوق البشر'' اِنسان کہنے میں کیا عذر ہے؟ تاریخ ان کے کرادر اور نَھجُ اَلبلَاغہٗ اور دیوان ان کے اقوال کا خزانہ ہیں صَحیفئه عَلویَہٗ کو بھی ملا کر علیؑ کا نفسیاتی جائزہ قلمبند کیا جائے پھر ان حاصلِ شدہ نتائج کو مرتب کر کے دیکھا جائے تو اس جملے کی شرح ہوگی

یَـنْحَدِرُ عَنّیَ السَّیْلِ	ہم سے چشمے ابلتے ہیں اور سیلاب بہتے ہیں اور ہماری
و لا یرقی الی الطّیر	بلندیوں تک طائر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

علیؑ مسلم اول، مجاہد اول، حکیم اول، مفسر اول، امام اول، رسالت کا معجزۂ اول ہیں، جن کی ذات میں آدمؑ کی صفوت، نوحؑ کی عظمت، ابراہیمؑ کی خُلّت، موسیٰؑ کی ہیبت، عیسیٰؑ کا زہد، اسمٰعیلؑ کا ایثار، ایوبؑ کا صبر، یوسفؑ کا حسنِ تدبر، یعقوبؑ کی جلالت، داؤدؑ کی قوت، ادریسؑ کی حکمت، خضرؑ کی رہنمائی اور حضرت اسحٰقؑ کی بزرگیوں کے ساتھ ساتھ اخلاق محمدیؐ اپنے عروج وکمال پر تھے، خود حضرت نے فرمایا ہے:

''بیٹا حسنؑ! اگر چہ مجھے وہ عمر نہیں ملی جو اگلے زمانے والوں کی ملی تھی، مگر میں نے انکی سیرتوں کا جائزہ لیا، اُن کی تاریخوں پر غور کیا، اُن کے آثار کی تحقیق کی، یہاں تک کہ اب میں بھی ان میں ایک ہوں، بلکہ ان کے حالات سے اس قدر باخبر ہوں جیسے ان شخصیتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ رہاں ہوں'' [۱]

علی ابن ابی طالب مسلمانوں کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں، اس فخر کے وجوہ میں سے ایک علمی وجہ کا بیان اور حضرت کے کمالات علمیہ میں سے ایک اعجازی کارنامہ کا یہ ادبی مطالعہ آپکے پیش نظر ہے، یہ کتاب بصیرت تو نہیں مگر ذوقِ بصیرت سے قریب ضرور ہے، اور دعا ہے کہ خدا

''خدا میرا ذوق بصیرت عام کردے''

دیگر آثار علمی:

مطلع انوار

اسرار الصلوٰۃ مطبوعہ لاھور

اسلام میں خواتین کا حصہ

آخری تاجدار امت

[۱] (وصیت نامہ ۳۱ ص ۷۴۴ نہج البلاغہ۔ طبع لاہور)

اوصاف حدیث، انوار الآیات

امام حسین کی تعلیمات

تاریخ تدوین حدیث

تذکرۂ مجید

جہاد حسینی

چھل حدیث

حسین اور غم حسینؑ

حقوق اموات

حیات حکیم

خطیب قرآن

خواتین اور عاشورا

رسول اور اہلبیت رسولؐ

الحکومت الاسلامیہ

سفیر سیدالشہداء

صلح امام حسنؑ

فضائل علی علیہ السلام

الفضل الجلی فی حیا ت محمد قلی

متعہ اور قرآن

مستند دعائیں

صحیفۂ علویہ

هديه علويه

همارا پيام

مثنوی ابر گهربار

گلستان حکمت

گلد ستهٔ افکار مثنويات حالی

گلستان ادب

کليات فيضی

کليات غالب

کتاب المومن

عودهندی

شرح غزليات نظيری

سفرنامه حج و زيارات

شرح قصائد عرفی

دستور اخلاق

دروس القواعد

تذکره مولانا باقر العلوم

بيت مقاله قزوينی

تاريخ عزاداری

تذکرهٔ رياض الفردوس

جناح القواعد

انیس اور مرثیہ

اردو ادب میں شیعوں کا حصہ

آیۃ اللہ خمینی قم سے قم تک

اردو قواعد و انشاء

احوال آتش

اسماء اللہ تعالیٰ

انتخاب ذوق

انتخاب ناسخ

اصول اسلام اور ہم

اسلامی معاشرہ

اقبال کی کہانیاں

شرح انتخاب قصائد خاقانی

تشیع اور رهبری [۱]

وفات:

علم و ادب کا آفتاب ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ/۲۳/اگست ۱۹۸۷ء، ۹ بجے صبح لاہور میں غروب ہوا اور رہائشی محلّہ کے قبرستان شاہ کمال میں آسودۂ لحد ہوئے۔ [۲]

---

[۱] تالیفات شیعہ ص ۶۴۳ [۲] سوانح مرتضٰی حسین۔ مصنفہ مولانا سید حسین مرتضٰی

علی نقی، نقوی، سید العلماء (م ۱۴۰۸ھ)

پندرہویں صدی کے نامور عالم وفقیہ سید العلماء سید علی نقی نقوی جنہیں معارف نہج البلاغہ پر اعلیٰ دسترس حاصل تھی۔ آپ نے نہج البلاغہ کا یادگار مقدمہ تحریر کیا جس سے آپکے وسیع و وقیع مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے آپ کی ولادت ۲۶ ر رجب ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق خانوادۂ حضرت غفرانمآب سے تھا جسے ''خاندان اجتہاد'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد ممتاز العلماء ابوالحسن صاحب جید عالم دین تھے۔

۱۳۲۷ھ میں والد ماجد کے ساتھ عراق گئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں سطحیات کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۲ھ میں جب آپ کی عمر ۹ سال تھی ہندوستان واپس آئے اور والد ماجد سے استفادہ کرتے رہے اور مولانا سید محمد عرف میرن صاحب سے بھی پڑھتے رہے اس کے بعد آپ نے جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس کے ایک ساتھ امتحانات دیئے جامعہ ناظمیہ سے ممتاز الافاضل اور سلطان المدارس سے صدرالافاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ اس طرح آپ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب اور سرکار باقر العلوم سید محمد باقر صاحب کے شاگرد رشید رہے۔

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور فقہ واصول میں مہارت حاصل کی آیات عظام نے صریحاً اجتہاد کے اجازے عطا کئے استاد المجتہدین آقای مرزا محمد حسین نائینی تحریر فرماتے ہیں:

''بلغ مرتبة سامية من الاجتهاد مقرونه بالصلاح والرشاد''

یعنی اجتہاد کے بلند ترین درجہ پر حسن عمل کے جوہر کے ساتھ پہنچ گئے ہیں۔

اس کی تصدیق کرتے ہوئے حوزہ علمیہ قم کے بانی آیت اللہ شیخ عبدالکریم یزدی تحریر

فرماتے ہیں:

''صح مارقمه دامت بر کاته''

آیت اللہ شیخ محمد حسین اصفہانی لکھتے ہیں

''فاز بالمراد و جاز مرتبة الاجتهاد''

اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

آیت اللہ سید ابراہیم معروف میرزا آقای شیرازی رقمطراز ہیں:

''صعد زروة الاجتهاد مشفوعة بالصلاح والسداد ضليعا بردالفروع الى الاصول و تطبيق الدليل على المدلول''

''اجتہاد کی بلند چوٹی پر پہنچ گئے جس کے ساتھ حسن کردار کا جوہر بھی موجود ہے اور وہ فروع فقہ کو اصول کی طرف راجع کرنے اور دلیل کو مدلل پر منطبق کرنے میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔''

آیت اللہ شیخ ضیاء الدین عراقی تحریر فرماتے ہیں

''جدوا اجتهد الى ان بلغ مراتبة و وصل الى مرتبة الاجتهاد والاستنباط''

ان کے علاوہ دیگر آیات عظام نے گرانقدر اجازے عنایت فرمائے۔

آیت اللہ سید محسن امین عاملی، آقای شیخ جواد بلاغی، شیخ محمد حسین کاشف الغطاء اور آقای سید عبدالحسین شرف الدین موسوی جیسے علماء نے آپ کے علم کلام میں مہارت کا لوہا مانا ہے۔

نجف اشرف میں سب سے پہلی جو کتاب لکھی وہ وہابیت کے خلاف تھی جو ''کشف النقاب عن عقائد عبدالوہاب'' کے نام سے شائع ہوئی۔

دوسری کتاب ’’اقالۃ العاثر فی اقامۃ الشعائر‘‘ لکھی جس میں عزاداری امام حسین علیہ السلام کا جواز ثابت کیا۔ تیسری کتاب ’’السیف الماضی علی عقائد الاباضی‘‘ خوارج کی رد میں۔

رمضان ۱۳۵۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور امامیہ مشن قائم کیا جس سے آپ کی کتب شائع ہوئیں۔

۱۹۳۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے وابستہ ہوئے اور ستائیس برس تک طلباء کو فیضیاب کرتے رہے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کو شیعہ دینیات کے شعبہ میں بحیثیت ریڈر مدعو کیا اور آپ علی گڑھ میں قیام پذیر ہوگئے۔ ۱۹۷۷ء میں لکھنؤ کے کچھ لوگوں نے آپ کے لکھنؤ کے مکان میں آگ لگادی جس میں ہزاروں کتب نذر آتش ہوگئیں۔

آپ زبردست خطیب بھی تھے مختلف مما لک میں مجالس کو خطاب کیا۔ آپ کی تقریر و تحریر یکساں تھی مجالس میں علمی، تحقیقی مطالب بیان فرماتے تھے۔

آپ نے یکم شوال ۱۴۰۸ھ/ ۱۸رمئی ۱۹۸۸ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور عقب مسجد تحسین علی خاں نزد حسینیہ جنت مآب آسودہ لحد ہوئے۔

نہج البلاغہ کا استناد:

آپ نے نہج البلاغہ کا استناد نامی کتاب لکھی۔ اسمیں کتب اہل سنت سے ثابت کیا کہ یہ خطبات علامہ رضی سے پہلے علماء نے اپنی کتب میں نقل کئے ہیں۔ معلوماتی کتاب ہے امامیہ مشن لکھنؤ سے ۱۳۵۶ھ میں شائع ہوئی علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ’’علامہ ابو حامد عبد الحمید ہبۃ اللہ معروف بہ ابن ابی الحدید مدائنی بغدادی متوفی ۶۵۵ھ جنہوں نے اس کتاب کی مبسوط شرح لکھی ہے وہ

حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل ذاتیہ میں فصاحت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اما الفصاحة فهو امام الفصحآء و سيد البلغآء و عن كلامه قيل دون كلام الخالق و فوق كلام المخلوقين و منه تعلم الناس الخطابة و الكتابة قال عبد الحميد بن يحيىٰ، حفظت سبعين خطبة من خطب الاصلح ففاضت ثم فاضت و قال ابن نباتة حفظت من الخطابة كنز الا يزيده الانفاق الّا سعة و كثره حفظت مائة فصل من مواعظ على ابن ابى طالبؑ و لما محقق ابن ابى محقق لمعاوية جئتك من عبد اعيى الناس قال له ويحك كيف يكون اعيى الناس فو الله ما سن الفصاحة لقريش غيره و يكفى هذا الكتاب الذى نحن شارحوه دلالة على انه لايجارىٰ فى الفصاحة و لا يبارى فى البلاغة ''

''فصاحت کا آپ کا یہ عالم ہے کہ آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سرگروہ ہیں، آپ ہی کے کلام کے متعلق یہ مقولہ ہے کہ وہ خالق کے کلام کے نیچے اور تمام مخلوقین کے کلام سے بالاتر ہے اور آپ ہی سے دنیا نے خطابت و کتابت کے فن کو سیکھا۔ عبدالحمید بن یحیٰی نے کہا کہ ستر خطبے حضرت علیؑ کے خطبوں سے یاد کئے تو انھوں نے مجھے فیض پہونچایا اور کتنا فیض پہونچایا۔ اور ابن نباتہ نے کہا کہ میں نے خطابت کا وہ ذخیرہ محفوظ کیا ہے جو صرف ہونے سے بڑھتا ہی جائے گا۔ میں نے سو فصلیں مواعظ علی ابن ابی طالبؑ میں سے یاد کی ہیں۔ اور جب محقن ابن ابی محقن نے (خوشامداً) معاویہ سے کہا کہ میں سب سے زیادہ گنگ شخص کے پاس سے آرہا ہوں تو معاویہ نے کہا کہ خبردار۔ وہ گنگ کیسے کہے جا سکتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم فصاحت کا راستہ قریش کو نہیں دکھایا مگر انھوں نے اور کافی ہے یہی کتاب جس کی ہم شرح لکھ رہے ہیں اس امر کے ثابت کرنے میں

کہ حضرت فصاحت میں وہ بلند درجہ رکھتے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا اور بلاغت میں آپ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔''

علامہ مذکور دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:

''ان کثیر من فصوله داخل فی باب المعجزات المحمدیة لا شقالها علی الاخبار الغیبیة دخروجها من وسع الطبیعة البشریة''

اس کتاب کے اکثر مقامات حضرت رسول اکرمؐ کا معجزہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ غیبی خبروں پر مشتمل ہیں اور انسانی طاقت کے حدود سے بالاتر ہیں۔ اور خصوصیت سے خطبۂ شقشقیہ کے متعلق جو اکثر اشخاص کے اغراض مذہبی کے خلاف ہونے کی بناء پر خصوصیت سے شبہات وشکوک کا آماجگاہ بنایا جاتا ہے۔ علامہ ابن ابی الحدید نے اپنے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے جب اپنے استاد شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد معروف بابن خشاب کے سامنے یہ خطبہ پڑھا تو اُن سے دریافت کیا **تقول انها منحولة** کیا آپ کا خیال ہے کہ کہ خطبہ صحیح نہیں ہے اور بنایا ہوا ہے؟

ابن خشاب نے کہا ''**لا والله و انی لا علم انها کلامه کما اعلم انک مصدق** ''ہرگز نہیں بلکہ مجھے اس بات کا کہ حضرت علیؑ کا کلام ہے اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات کا کہ تم مصدق ہو''

مصدق نے کہا ''**ان کثیر من الناس یقولون انها من کلام الرضی**'' اکثر لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ وہ خود سید رضی کا لکھا ہوا ہے۔

ابن خشاب نے کہا:- **انی للرضی ولغیر الرضی هذا النفس و هذا الاسلوب و قد وقفنا علی رسائل الرضی وعرفنا طریقته و فنه فی کلام المنشور ومایقع مع هذا الکلام فی خل؛ ولا خمر ثم قال و الله لقد وقفت علی**

هـذه الـخـطبة فی کتب صنفت قبل ان یخلق الرضی بماتی سنة و لقد و جدتها مسطورة بخطوط اعرفها و اعرف خطوط من هی من العلماء و اهل الادب قبل ان یخلق النقیب ابو احمد والد الرضی ''

''بھلا رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور کو کہاں یہ قدرت اور یہ طرز بیان، ہم نے سید رضی کے خطوط دیکھے ہیں اوران کے طرز نگارش کو پہچانتے ہیں۔ اس کو اس کلام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خدا کی قسم میں نے اس خطبہ کو ان کتابوں میں دیکھا ہے جو رضی کی پیدائش کے دوسو سال پہلے تصنیف ہوئی ہیں اور میں نے اس کو ایسے علماء وادباء کے خطوط سے لکھا پایا ہے جن کی تحریر کو میں پہچانتا ہوں اور وہ ابواحمد نقیب یعنی سید رضی کے والد کے بھی خلق ہونے کے پہلے تھے۔''

اوراس کے بعد خود علامہ ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ: ''**و قـد وجـدانـا کثیرا من هذه الخطبة فی تصانیف شیخ ابی القاسلم البلخی امام البغداد بین من المعتزله و کان فی دولة المتقدر قبل ان یخلق الرضی بمدة طویلة و جددت ایضا کثیرا مـنهـا فی کتاب ابی جعفر ابن قبته اجد متکلم الا مامیة و هو الکتاب المشهور المعروف بکتاب النصاف و کان ابو جعفر هذا من تلامذه ابی القاسم البلغی و مات فی ذالک العصر قبل ان یکون الرضی موجوداً''**

میں نے اس خطبہ کے اکثر اجزا شیخ ابوالقاسم بلخی بغدادی کے تصانیف میں دیکھے ہیں جو سید رضی کی پیدائش کے بہت پہلے مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ میں تھے۔ نیز اکثر اجزا اس کے ابو جعفر بن قبہ کی کتاب ''الانصاف'' میں دیکھے ہیں۔ یہ فرقۂ امامیہ کے متکلم تھے اور شیخ ابوالقاسم بلخی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اوراسی زمانہ میں انکا انتقال ہوگیا۔ قبل اس کے کہ علامہ رضی عالم وجود میں آئیں۔''

تفسیر قرآن: یہ تفسیر قرآن سات جلدوں میں کشمیر سے ۱۳۷۵ھ میں اور ادارۂ علمیہ عبدالعزیز روڈ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جلد اول ۱۳/صفر ۱۳۷۵ھ میں مکمل ہوئی۔

دیگر آثار علمی:

مذهب کی ضرورت

مادیت کا علمی جائزه

مذهب اور عقل

اسلامی عقائد

لارڈ رسل کے ملحدانہ خیالات کی رد

الدین القیم، اسلام کی حکیمانہ زندگی

اصول دین و قرآن

اسلام اور انسانیت

عالمی مشکلات کا حل

اصول و ارکان دین

اسلام کا پیغام پسمانده اقوام کے نام

نظام تمدن اور اسلام

شیعیت کا تعارف

مذهب شیعہ ایک نظر میں

النجعه فی اثبات الرجفة

الرد القرآنیه علی الکتب المسیحیه مذهب باب و بهاء

البیت المعمور فی عمارة القبور

خلافت و امامت

خدا کا ثبوت

تذکره حفاظ شیعه

ذات و صفات

خدا پرستی اور مادیت کی جنگ

معراج انسانیت

رہنما یان اسلام

تاریخ اسلام

مطلوب کعبہ

مولود کعبہ

مقصود کعبہ

رہبر کامل

ابو الائمہ کی تعلیمات

روز غدیر

تاجدار کعبہ

حدیث حوض

سیدہ عالم

حضرت علی کی شخصیت علم و اعتقاد کی منزل میں

السبطان فی موقفیھما

امام حسن مجتبیٰ

شھیدانسانیت

مجاھدۂ کربلا

موجود حجت [1]

---

[1] تالیفات شیعہ ۵۴۸، سید العلماء حیات اور کارنامے ص ۵۳

مہدی نظمی، لکھنوی (م ۱۴۰۸ھ)

سید ابن الحسین مہدی نظمی کا خانوادہ لکھنؤ کے علمی و ادبی خانوادوں میں نمایندہ تھا جن میں اکثر افراد علمی و ادبی ذوق رکھنے کے علاوہ اہل فن و کمال تھا آپکی ولادت ۱۳۴۲ھ/۲۳/اپریل ۱۹۲۳ء میں ہوئی والد ماجد مولانا اولاد حسین شاعؔر عالم دین ہونے کے علاوہ صحافی و ادیب بھی تھے۔ دادا سید فرزند حسین ذاکرؔ لکھنوی اپنے عہد کے جلیل القدر شاعر و ادیب تھے۔ مہدی نظمی کی تعلیم و تربیت ایسے ماحول میں ہوئی جس نے انہیں ادیب، شاعر، صحافی، مبصر، مترجم اور محقق بنا دیا۔ آپ نے ملازمت کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں زندگی گزاری۔ ایک مدت تک کلکتہ میں ملازمت کی اسکے بعد ستمبر ۱۹۴۹ء میں رامپور آ گئے اور روز نامہ ''آغاز'' میں بحیثیت ایڈیٹر کام کیا کچھ عرصے بعد رامپور کے قدیم روز نامہ ''ناظم'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور بیباک اور نڈر صحافی ہونے کا ثبوت دیا رامپور ترک کرنے کے بعد اکتوبر ۱۹۵۴ء میں دہلی چلے گئے ہفت وار ''نئی دنیا'' میں ایڈیٹر کے عہدہ پر کام کیا۔ اسکے علاوہ کئی ماہناموں و روز ناموں سے منسلک رہے جن میں شیر پنجاب، پرچم ہند، کاروان وطن، آستانہ، جمالستان، عوام قابل ذکر ہیں۔

مہدی نظمی کی شخصیت فعّال اور متحرک تھی آپنے کئی اہم اداروں کی بنیاد ڈالی جن میں ''زبانوں کا سنگم''، علی میموریل، اور ابو طالب اکیڈمی قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے انہیں تنظیموں کو زیر اہتمام یادگار سیمینار اور مذاکرے منعقد کئے۔ مہدی نظمی نے ۱۹۸۱ء میں ابو طالب اکیڈمی کا قیام کیا۔ آپ قادر الکلام شاعر تھے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی نثر میں بھی آپکی یادگار خدمات ہیں آپکی وفات ۱۴۰۸ھ/ ۳۰/مئی ۱۹۸۷ء میں ہوئی دھولڑی ضلع میرٹھ میں حسب وصیت تدفین ہوئی۔ [1]

راقم نے مہدی نظمی کے سلسلہ میں Ph.D کیلئے تحقیقی مقالہ ''مہدی نظمی حیات اور ادبی

---

[1] مہدی نظمی حیات اور ادبی خدمات۔ ص:۵۷

خدمات'' لکھا جس پر روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی نے ۲۰۰۷ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی۔ لہذا موصوف کے تفصیلی حالات تھیسز میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

نہج البلاغہ کے ہزار سال:

مہدی نظمی نے اکتوبر ۱۹۸۳ء میں نہج البلاغہ کے سلسلے میں ایک سیمینار منعقد کیا جسمیں نامور دانشوروں نے گرانقدر مقالات پیش کئے۔ مہدی نظمی نے ان اسکالرس کے مقالات کو مرتب کیا اور اس کا نام ''نہج البلاغہ کے ہزار سال'' رکھا۔ اس کتاب میں درج ذیل مقالات مندرج ہیں۔

نہج البلاغہ کی اہمیت وافادیت	ڈاکٹر مہدی حسن جعفری حیدرآبادی
نہج البلاغہ کا تنقیدی مطالعہ	سید محمود حسن قیصر امروہوی
مستقل کی نسلوں کے نام حضرت علیؑ کا پیغام	پروفیسر سردار نقوی امروہوی
نہج البلاغہ میں اسلامی سماج کا نظریہ	ڈاکٹر صادق نقوی
حضرت علی کی حکومت اور نظام کار	محمد باقر انصاری
محنت کی قدر و مشقت کی آبرو	ڈاکٹر شاہ محمد وسیم
مذہب اور اقتصادیات	ڈاکٹر جے ایس نرائن راؤ حیدرآباد
نہج البلاغہ تصوف اور صوفیا	ڈاکٹر صفدر علی بیگ

''ابتدائیہ'' میں مہدی نظمی لکھتے ہیں نہج البلاغہ کے ہزار سال کے زیر عنوان اس کتاب کی اشاعت کی غرض وغایت یہ ھیکہ عصری دنیا میں متصادم ومتحارب فلسفوں کی تہلکہ آفرینیوں کے درمیان پُر امن وپُر وقار زندگی بسر کرنے کیلئے ایک متبادل فلسفے کو تلاش کیا جائے دنیا کے دانشور اس تلاش کے راستے میں جس مقام تک پہونچیں گے وہ مقام عالمی امن کو پائدار بنانے کے مقصد میں یقینی طور پر مفید ثابت ہوگا۔ یہ کتاب اکتوبر ۱۹۸۵ء میں ابوطالب اکیڈمی دریا گنج

نئی دہلی سے شائع ہوئی۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی حیات طیبہ اور جامع نہج البلاغہ علامہ سید رضی کے حالات زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

حرف دانش:

نہج البلاغہ کے سلسلے میں یہ آپکی دوسری کاوش ہے ۱۹۸۵ء میں ابوطالب اکیڈمی دہلی سے شائع ہوئی اسمیں نہج البلاغہ کے استناد پر روشنی ڈالی گئی ہے اسکے علاوہ عقیدۂ توحید، سماجی نظام، نہج البلاغہ کا تصور سیاست وحکمرانی قانون سازی اور عدل کا اسلامی نظریہ، سرکاری کارندوں کا ضابطۂ اخلاق، زندگی سچائیاں دنیا اور دنیا کی زندگی، مستقبل کی پیش گوئیاں، آدم اور آدمی، کلام علیؑ کا ماخذ قرآن، حضرت علی کا زمانہ، علم کا پیکر بلند جیسے موضوعات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

دیگر آثار علمی:

نوائے وقت
منظر پس منظر
شمع فروزاں
چارہ ساز عالم
اسلامی انقلاب کی چنگاری
نقش فریادی
صحیفۂ عقیدت
مجموعہ مراثی
غزل غزل
یکجہتی
سفرنامہ ایران

ہندوستان ارم نظیر

ہندستان

بھارت درشن

سازوآواز

غالبؔ

پیام نانک

زہر فروشوں کا جال

درستگورو [1]

[1] مہدی نظمی حیات اور خدمات

جاوید جعفری

مولانا جاوید جعفری پاکستان کے معروف خطیب اور اہل علم ہیں آپنے اعلیٰ پیمانے پر قلمی اور لسانی خدمات انجام دیں آپ کا یادگار کارنامہ غرر الحکم کا اردو ترجمہ ہے۔

ترجمہ غرر الحکم و درر الکلم:

آپنے ''حکمت بوتراب'' کے عنوان سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بارہ ہزار اقوال کو اردو پیکر میں ڈھالا اسکے مؤلف علامہ آمدی (متوفی ۵۱۰ھ) تھے جنھوں نے مختلف موضوعات پر حضرت کے کلام کو مدوّن کیا۔ یہ ترجمہ ''ادارۂ فروغ علم'' دستگیر سوسائٹی کراچی سے جمادی الاول ۱۴۰۸ھ/ یکم جنوری ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ عام فہم شستہ اور لطیف ہے ارباب علم و فکر نے نثر و نظم میں ترجمہ کی توصیف بیان کی ہے۔ عالمی فلسفہ کانگریس کے صدر جناب سید محمد تقی امروہوی لکھتے ہیں

> ''ایک قول کو عبارت کے ذریعہ تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن مفرد لفظوں میں ترجمہ کر کے پیش کرنا بڑی جان جوکھوں کا عمل ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ علامہ سید جاوید جعفری نے اس مشکل امتحان کو بڑی کامیابی سے پاس کیا ہے''

علامہ سید رضی جعفر نقوی کے توصیفی کلمات بھی مندرج ہیں مشہور شاعر جناب رئیسؔ امروہوی نے قطعہ تاریخ کہا ؎

مبارک ہو جاوید کی تازہ فکر
کہ ہے شارحِ رمزِ ام الکتاب
ہر اک حرف ہے دفترِ آگہی
ہر اک باب ہے اک بصیرت کا باب

ہیں از روئے اعداد بارہ ہزار
یہ اقوال پاکیزۂ بو ترابؑ
سلونی کے منبر کا وہ خطبہ خواں
کہ معجز نما جس کی شان خطاب
وہ جس کا اک اعجاز تھا لَو کشف
سبھی اسکے انوار سے فیض یاب
امام زماں اور نفسِ رسولؐ
ولایت پناہ و امامت مآب
بصد فخر روح الامیں نے کہا
کہ ہے سرمدی حکمتِ بوترابؑ

۱۴۰۸ھ

ظفر حسن، امروہوی (م ۱۴۱۰ھ)

ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن نہج البلاغہ کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے آپ نے خطبات نہج البلاغہ کا خلاصہ کیا اور کلمات قصار کی تشریح کی آپ سید دلشاد علی کے فرزند تھے۔ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں محلّہ حقانی امروہہ میں متولد ہوئے۔

ابتدائی تعلیم دار العلوم سید المدارس امروہہ اور امام المدارس میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ کا قصد کیا اور جامعہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر سرکار نجم العلماء سید نجم الحسن، ملک الناطقین سید سبط حسن اور مولانا عالم حسین صاحب سے استفادہ کیا۔

پنجاب یونیورسٹی سے ایم.ایل.سی. کا امتحان پاس کیا تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۱۲ء تک تھیوسوفیکل ہائی اسکول کانپور میں سات سال بطور ہیڈ مولوی کام کیا پھر اس کے بعد بحیثیت فارسی لکچرر خدمات انجام دیں۔

آپ ہمیشہ سے شدید المطالعہ تھے۔ عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔ اسٹرالوجی، زیولوجی، سائیکلوجی وغیرہ مضامین سے بھی خاص دلچسپی تھی۔

۱۹۱۴ء میں کانپور میں قیام کے دوران ذاکری کا آغاز کیا ''شمس الواعظین'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ مقبول ذاکر بھی تھے۔ ایک منبر پر ۲۰-۲۰ سال مجالس کو خطاب کیا۔ لاہور میں ۲۶/سال تک عشرہ مجالس کو خطاب کیا۔

آپ نے امروہہ میں شیعہ آرٹ اسکول قائم کیا جس میں قوم کے بچوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پارکر کالج مراد آباد میں اردو اور فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔ مراد آباد سے علمی وادبی رسالہ ''نور'' کا اجراء کیا جو دس سال تک مراد آباد سے شائع ہوتا رہا۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے اور ۱۹۵۳ء میں کراچی میں مدرسۃ الواعظین کی بنیاد رکھی۔ ۲۱۳۲ گز ناظم آباد میں زمین الاٹ کرائی اور انتہائی جانفشانی سے چندہ جمع کر کے چار سال میں

عالیشان عمارت تعمیر کرائی جس میں ایک مسجد سہ منزلہ بلڈنگ جو ۱۶ ارکمروں پر مشتمل ہے، دو ہال، دو گیلریاں اور تین خوبصورت گیٹ ہیں یہ ادارہ آج بھی اپنی آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔

ادیب اعظم کی ساری زندگی تصنیف وتالیف میں گذری۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔ تفسیر قرآن سے خاص شغف تھا آخری عمر میں آپ نے اہم تفسیر تحریر فرمائی۔ [۱]

خلاصہ خطبات امیر المومنینؑ:

آپ نے نہج البلاغہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام کے ۲۰ خطبات کا آسان زبان مین خلاصہ اور ۵۰ کلمات کی تشریح کی ہے جو اخلاقی، سماجی، معاشرتی، سیاسی موضوعات سے متعلق ہیں۔ یہ خلاصہ حصہ چہارم میں کتاب الحقائق القرآن کا جز ہے جو شمیم بک ڈپو کراچی سے شائع ہوئی۔ بطور نمونہ خطبہ کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

''الحمد لله الذی لا یبلغ مدحته القائلون......

حمد ہے اس خدا کے لئے جس کی تعریف کو بیان کرنے والے نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ کی کیا تعریف کریں گے کرنے والے جب کہ اس کی قدرت کے ان گنت کرشمے انسان پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا۔ ایک درخت کے پتہ میں اس کی صنعت کے ہزار انمول ہیں۔ آغاز آفرینش سے آج تک عقل انسانی اس طلسم خانہ عجائبات میں پھنسی ہوئی ہے ہر ہر پتہ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہے مگر اس کی رگوں کا تناسب اور اس کے رنگوں کی چگونگی ہی اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ایسی صورت میں کیونکر تعریف ممکن ہے۔

''ولا یحصی نعمائهٗ العادّون (اس کی نعمت کو شمار کرنے والے شمار ہی نہیں کر سکتے)

---

[۱] تذکرہ علماء امروہہ ص ۱۲۳

شمار تو جب کریں کہ اس کی نعمتوں کی حقیقت سمجھ میں آئے ایک نعمت میں ہزار نعمتیں شامل ہیں۔ سب باتوں کو چھوڑیئے قدرت نے سینکڑوں قسم کے پھل پیدا کئے ہیں۔ ہر پھل بجائے خود اس کی کثیر نعمتوں کا مجموعہ ہے سب کی ساخت، رنگ جدا جدا وزن جدا، اوپر کا چھلکا جدا، اندر کا گودا جدا، اس کا بیج جدا، ان میں ہر شے کی تاثیر جدا، ہر چیز ایک مرض کی دوا ہے۔ صحت انسانی کا مکمل نسخہ ہے۔ علم نباتات کے ماہر ہزاروں پیدا ہوئے اور مر گئے اطبا نے سالہا سال اس سمندر میں غوطے لگائے مگر چند موتیوں کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ گہری باتوں کو چھوڑیئے۔ آیئے ذرا پھلوں کے ذائقہ پر قوت ناطقہ کو گدگدائیں دیکھے وہ کیا کہتی ہے۔

آم کھایا زبان نے چکھ کر بتایا میٹھا ہے۔ انگور کھایا زبان نے کہا میٹھا ہے، سنترہ کھایا زبان نے کہا میٹھا ہے، گنا کھایا زبان نے کہا میٹھا ہے۔ گڑ کھایا زبان نے کہا میٹھا ہے۔ شکر میٹھی ہے۔ جامن میٹھی ہے۔ بھلا غور تو کرو یہ زبان کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے۔ سوائے میٹھے کے اس کے پاس کوئی دوسرا لفظ ہی نہیں۔ کیا ان مٹھائیوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور بہت بڑا فرق ہے۔ پھر دماغ انسانی ان کے درمیان امتیازی خط کیوں نہیں کھینچتا۔ کیا بڑے سے بڑا زبان داں، ادب کامل ایسا کر سکتا ہے۔ کیا یہ بتا سکتا ہے کہ گنے اور شکر کی مٹھائی میں کیا فرق ہے زبان فرق کو محسوس تو کرتی ہے مگر بتا نہیں سکتی۔ پس جب نعمات الٰہی کی یہ شان ہو تو کس کی طاقت ہے کہ انھیں شمار کر سکے۔

''لا یودی حقه المجتهدون

(کوشش کرنے والے اس کے حق تک پہنچ ہی نہیں سکتے تو کیا طاقت ہے انسان کی کہ اس کا حق ادا کر سکے غالبؔ نے خوب کہا ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی:: حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالیٰ نے اپنی بیشمار نعمتیں بغیر کسی حق کے انسان کے قدموں پر لا ڈالی ہیں بلکہ یوں کہوں اٹھارہ ہزار عالم اس کی زندگی کی بقا کے لئے اس کے چاروں طرف گھوم رہے ہیں اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا کہ اس کی کونسی مخلوق اس کے لئے کیا کیا رہی ہے۔ جب نعمت سمجھ میں نہیں آتی تو شکریہ کیا خاک ادا کرے گا چھوڑو سب باتوں کو ایک سانس ہی پر نظر کرلو ایک آرہا ہے ایک جارہا ہے آنے والا بھی نعمت جانے والا بھی نعمت۔ اگر آنے والا دم بھر نہ آئے ذرا سار کے تو موت انسان اگر صرف اپنے سانس کا شکریہ ادا کرنا چاہے تو ساری زندگی ختم ہو جائے گی اور عہدہ برآ نہ ہوگا۔ مثلاً ایک سانس اندر آیا اس نے کہا الحمد للہ دوسرا سانس باہر نکلا اس نے کہا شکراً للہ۔ لیجئے ساری عمر ختم۔ فرمایئے اور چیزوں کے شکریہ کے لئے کہاں سے وقت ملے گا۔ الغرض کوشش کرنے والے کتنی ہی کوشش کریں۔ اس کے حق کا ایک شمہ بھی ادا نہ ہوگا۔

کچھ سمجھا آپ نے تین جملوں میں امیر المومنینؑ نے کیا کمال دکھایا ہے تمام دنیا کے ذکر کو کس طرح سمیٹ کر کس طرح صرف چند لفظوں میں بند کر دیا ہے ایسے بیان طاقت بشری سے خارج ہیں۔

''الذی لا یدرکه بعد الهمم و لا یناله غوص الفطن

وہ وہ ہے کہ انسانی ہمتیں چاہے کتنی ہی بلندی تک کیوں نہ پہنچ

جائیں آدمی عقل کا پتلا ہی کیوں نہ بن جائے خدا کا ادراک کر ہی نہیں سکتا۔
وہ ذات پاک ادراک کے احاطہ میں سمانے والی ہی نہیں کہ اس تک رسائی ہو سکے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — و ز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

جو ذات سے محسوس نہ ہو۔ عقل کیا گمان و وہم میں بھی نہ آئے بتایئے اس کا ادراک ہوتو کیوں کر عقل تحقیق کے سمندر میں کتنے ہی گہرے غوطے لگائے یہ ذات اس کے ادراک سے باہر ہی رہے گی۔ دیکھ رہے ہیں آپ خدا کی حمد کس شان سے ہو رہی ہے اور اس کی معرفت کیسے بے نظیر الفاظ میں کرائی جارہی ہے۔

''الذی لیس لصفتہ حد محدود

وہ ایسی پاک ذات ہے کہ اس کی صفت کے لئے کوئی معین حد نہیں۔مثلاً آپ کہیں وہ رزاق ہے لیکن کوئی عقل نہیں بتا سکتی کہ کس کس شان سے وہ رزاق ہے۔ کہاں کہاں رزق پہنچاتا ہے۔ کس مقدار میں پہنچاتا ہے۔ کس مخلوق کو کیا رزق دیتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم اس کی رزاقیت کی کیا تعریف کر سکتے ہیں، اور اس کی آخری حد کیا بتا سکتے ہیں۔

''**ولا نعت موجود** (اس کی تعریف کے لئے الفاظ ہی نہیں)
رسولؐ نے فرمایا ہے ۔ **لا احصی ثناءً علیک الا کما اثنیت علی نفسک** . میں تیری تعریف کا احصا ہی نہیں کر سکتا مگر جتنی تو نے خود کی ہے)حقیقت یہ ہے کہ اس کی تعریف کرنے کے لئے ہمیں الفاظ ڈھونڈے

نہیں ملتے نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بس یہی اس کی تعریف ہے)

''**لا وقت معدود** (اس کے لئے کوئی وقت ہی نہیں) یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کب سے ہے وہ مکان وزمان کی قید سے بالکل آزاد ہے یہ چیزیں تو مخلوق کے لئے ہیں خالق کے لئے نہیں)

یہاں تک امیر المومنینؑ نے اپنے انداز خاص میں خدا کی تعریف کی ہے اسی خطبہ میں آگے چل کر اس کی معرفت یوں کراتے ہیں۔

''**اول الدین معرفته** (دین میں پہلی چیز اس کی معرفت ہے اگر معرفت صحیح نہیں تو کتنی ہی عبادت کئے جاؤ سب بیکار جس کی عبادت بندہ کرتا ہے جب اس کو پہچانا ہی نہیں تو وہ عبادت کرتا کس کی ہے۔

''**و کمال معرفته التصديق** (معرفت کی اعلیٰ منزل یہ ہے کہ اس کے وجود کی تصدیق کرو کہ ایک ذات واجب الوجود ہے جو تمام کائنات کی خالق ہے۔

''**و کمال التصديق به توحيده** (اور تصدیق کا کمال اس میں ہے کہ اسے ایک مانو یعنی صرف اس کے وجود کا اقرار کافی نہیں یعنی اگر کسی کو اس کا شریک بنا کر اس کے وجود کی تصدیق کی تو ایسی تصدیق بیکار۔ بت پرست بھی اس کے وجود کا اقرار تو کرتے ہیں مگر بتوں کو اس کا شریک بھی مانتے ہیں تو ایسی تصدیق کس کام کی ہاں یہ تصدیق قابل قبول اسی وقت ہوگی جب اس کو وحدہ لاشریک لہ مانا جائے۔

''**و کمال توحيده الاخلاص له** (اور سچی توحید تو یہ ہے کہ اس کے سوا دوسرے کا خیال ہی دل میں نہ آئے) یعنی اسے ایک تو مانا لیکن

اس کے ساتھ نرا کھرا اخلاص نہ ہوا تو یہ توحید باعث نجات نہ ہوگی) غالبؔ نے کہا ہے

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم :: ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں

اگر خدا کے ساتھ دل میں ہوائے نفس کے بھوت بھی کود پھاند کرتے رہے تو پھر توحید کہاں۔ اللہ سے بھی لو لگی ہے اور بندوں کی صفتیں بھی اس میں سمجھی جا رہی ہیں تو پھر توحید کا نام نہ لو۔

''**و کمال الاخلاص له نفی الصفات عنه**. (سچا اخلاص تو یہ ہے کہ مخلوق کی صفات میں سے کسی صفت سے اس کو موصوف نہ کرو ورنہ وہ خدا کہاں رہے گا مخلوق بن جائے گا۔

''**لشهادة کل صفة انها غیر الموصوف** (اور ہر موصوف گواہ ہے کہ وہ صفت کا غیر ہے) خدا کے لئے ایسا نہیں ہر صفت اس کی ذات ہے ذات وصفت الگ الگ دو چیزیں نہیں۔

آگے چل کر حضرت اس کی مزید توضیح فرماتے ہیں۔

''**من وصف الله سبحانه فقد** (جس نے اللہ کی توصیف زائد بر ذات صفات سے کی تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ایک اس کا ساتھی بنا لیا یعنی ایک اس کی ذات جو موصوف ہے دوسرے اس کی صفت جو ذات سے الگ ہے اور بعد میں اس سے ملی۔

''**و من قرنهٔ فقد ثناء**'' (اور جس نے اس کا ساتھی مان لیا اس نے دو خدا مان لئے ایک موصوف دوسرے صفت۔

''**و من ثناہ فقد جزاہ** (اس نے خدا کے جزء بنا دیئے یعنی اسے مرکب مان لیا۔ایک ذات دوسرے صفت۔

''**ومن جزاۂ فقد جهله** (جس نے جزو مان لئے وہ اس کی معرفت سے جاہل رہ گیا۔

''**و من جهله فقدا شار الیه** (اور جب جاہل رہا تو اس کی طرف اشارہ کرنے لگا) یعنی یوں کہنے لگا۔ایک تو یہ اللہ ہے دوسرے یہ اس کی صفت ہے۔

''**و من اشاره الیه فقد حده** (اور جس نے اس کی طرف اشارہ کر دیا تو اس کی حد بنا دی۔یعنی یہاں تک اللہ ہے اور یہاں تک اس کی صفت ہے۔

''**و من حده؟ فقد عدّهٗ** (جس نے حد بندی کر دی اس نے شمار کر لیا) یعنی اس نے کہا ایک موصوف دوسرے صفت اس صورت میں جب کہ دو ذاتیں الگ ہو گئیں تو وحدت کہاں رہی۔

''**و من قال فیم فقد ضمنه** (جس نے کہا وہ فلاں چیز کے اندر ہے تو اسے کسی چیز میں شامل کر لیا) یعنی اس کے لئے مکان تجویز کر لیا جیسے بت پرست کہتے ہیں خدا بتوں کے اندر سمایا ہوا ہے۔

''**و من قال علام فقد اخلی منه** (اور جس نے کہا فلاں شے کے اوپر ہے تو اس نے دوسری جگہ کو اس سے خالی کر دیا) یعنی جب ایک جگہ اس نے معین کر دی تو پھر وہ دوسری جگہ میں نہ پایا جائے گا یہ تو مخلوق کی صفت ہوئی۔

''موجود لا عن عدم (وہ ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔

''مع کل شیء لا بمقارنة (ہر شے کے ساتھ ہے مگر مخلوق کی طرح کسی سے ملا جلا نہیں) یعنی اپنی قدرت سے ہر جگہ موجود ہے۔

''غیر کل شیء لا (ہر شے کا غیر ہے لیکن اس سے بالکل الگ بھی نہیں۔

''قاعد لا بمعنی الحرکات و الاله (کام کرنے والا ہے لیکن نہ اسے حرکت کی ضرورت نہ کسی آلے کی) اپنی قدرت سے ہر چیز کو پیدا کرتا ہے نہ اسے آلہ کی ضرورت ہے نہ اٹھنے بیٹھنے اور ہاتھ پیر ہلانے کی۔

''بصیر اذلا منظور الیه من خلفه (وہ اپنی مخلوق کا قبل وجود نگراں تھا۔

''متوجه و لا سکن یستانس به (وہ اکیلا ہے کسی سے انس پیدا کرنے کی اسے ضرورت نہیں۔

''و لا یستوحش بفقده (کسی چیز کے نہ ہونے سے اسے وحشت نہیں ہوتی۔

ہم نے حضرت کے پورے خطبہ کی توضیح کر دی اب اہل انصاف بتائیں۔ اصحاب ہوں یا تابعین۔ امام ہوں یا علماء کسی نے اس طرح معرفت خدا کرائی ہے۔ ناقص معرفت والا اس طرح بیان کر ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے امیر المومنینؑ کی وہ گراں قدر خدمت اسلام جس کی نظیر نہیں ملتی۔ لوگوں نے موتیوں کے برابر سنگریزے رکھ کر ان خدمات کو بھلانے کی کوشش کی مگر چاند پر خاک ڈالنے سے چاند اٹتا نہیں۔

آپ اسی خطبہ کے ایک جملہ پر غور کریں مذاہب عالم کے جن عقیدوں سے دنیا میں گمراہیاں پھیلی ہیں سب کی تردید اس خطبہ میں موجود ہے خواہ وہ زندیق ہوں یا بت پرست ۔ دو خدا ماننے والے ہوں یا تین ۔ مشبہ ہوں یا مجسمہ۔

دیگر آثار علمی:

تفسیر القرآن: یہ تفسیر اردو زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد میں چھ چھ پاروں کی تفسیر ہے [۱] پہلی جلد ۱۹۷۷ء میں شمیم بک ڈپو کراچی سے شائع ہوئی۔ جس میں سورہ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''مولانا سید ظفر حسن امروهوی تفسیر قرآن مجید را به زبان اردو به پنج جلد انجام داده است۔''

رموز القرآن: قرآن کے علمی نکات بیان کئے گئے ہیں۔

ترجمہ قرآن مع حاشیہ: جو ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔

قصص القرآن: قرآن میں ذکر شدہ، واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

حقائق القرآن: فضائل اہلبیت علیہم السلام سے متعلق آیات کی تفسیر۔

مجمع الآیات: مطبوعہ ۱۹۴۴ء قرآن کی انڈکس

تحریف قرآن: مطبوعہ ۱۹۵۴ء کراچی

اصحاب رسول ۳ جلد	۱۹۱۶	قضایائے امیر المومنین	۱۹۲۶ء
آئینۂ اسلام	۱۹۱۸ء	شیعہ دینیات کورس	۱۹۲۲ء

۱؎ کتاب نامہ بزرگ قرآن کریم ج ۴، ص ۱۵۶۵

الشہید	۱۹۲۴ء	جنت البقیع	۱۹۲۵ء
مناظرہ تقدیر وتدبیر	۱۹۲۹ء	حقیقت روح	۱۹۳۰ء
جواز عزا	۱۹۳۹ء	حقیقی اصحاب رسول	۱۹۲۷ء
دینی کہانیاں ۲ جلد	۱۹۳۸ء	تحفۃ الابرار ترجمہ جامع الاخبار	۱۹۳۸ء
مذہبی مکالمہ	۱۹۳۹ء	سرفروشان ملت	۱۹۳۹ء
خواتین اسلام	۱۹۳۹ء	شیعہ دینیات ۲ حصے	۱۹۴۰ء
مصباح المجالس	۱۹۴۱ء	تحفۃ المومنین	۱۹۴۲ء
مجالس خواتین	۱۹۵۲ء	محافل ومجالس	۱۹۵۲ء
حقائق اسلام	۱۹۵۲ء	مختارنامہ	۱۹۵۲ء
ترجمہ حدیث کساء	۱۹۵۲ء	حکومت الٰہیہ وسیاست علویہ	۱۹۵۲ء
حیات بعد الموت	۱۹۵۳ء	تحقیق حدیث قرطاس	۱۹۵۴ء
تحقیق حدیث فدک	۱۹۴۴ء	تحقیق مسئلہ متعہ	
تحقیق تقیہ	۱۹۵۴ء	تحقیق مسئلہ خمس	۱۹۵۴ء
جواز مراسم عزا	۱۹۴۱ء	قاتلان حسین کا مذہب	۱۹۵۴ء
یزید بن معاویہ	۱۹۵۴ء	عقد ام کلثوم	۱۹۵۴ء
تحقیق ایمان ابوطالب	۱۹۵۴ء	تحقیق مسئلہ خلافت	
تحقیق مسئلہ بیعت یزید	۱۹۵۴ء	تحقیق لفظ آل واہلبیت	۱۹۵۴ء
اہلبیت ومنازل روحانیت	۱۹۵۵ء	سکینہ بنت الحسین	۱۹۵۵ء
واقعات کربلا پر تحقیقی نظر	۱۹۵۵ء	واقعہ کربلا کی مختصر تاریخ	۱۹۵۶ء
اہلبیت کا احسان اسلام پر	۱۹۵۴ء	اہلبیت اور اسلام	۱۹۵۹ء

اخلاق الائمہ ۱۹۵۴ء

مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہرآشوب مازندرانی ۱۹۶۳ء

الشافی ترجمہ اصول کافی ۵ کلینی ۱۹۶۴ء

وفات:

علم وادب کا یہ آفتاب شوال ۱۴۱۰ھ/ ۸رمئی ۱۹۸۹ء کو کراچی میں غروب ہوا اور جامعہ امامیہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔

سردار نقوی، امروہوی (م ۱۴۲۱ھ)

پروفیسر سید سردار محمد نقوی نہج البلاغہ کا اچھا مطالعہ رکھتے تھے نہج البلاغہ کو عصری تقاضوں کی روشنی میں حل کرتے تھے آپکی معروف تصنیف ''مستقبل کی نسلوں کے نام حضرت علیؑ کا پیغام'' ہے آپ سید انوار محمد نقوی کے فرزند تھے۔ ۲۱/مارچ ۱۹۴۱ء بروز جمعہ امروہہ میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ابھی سن شعور کو پہنچے ہی تھے کہ ملک تقسیم ہو گیا اور ۱۹۴۸ء میں پاکستان چلے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے مراحل طے کرتے ہوئے ۱۹۶۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ایس سی۔ پاس کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۵ء تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر جیالوجیکل سروے آف پاکستان ہوئے۔ ۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۰ء لیکچرر شعبہ جیالوجی گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء انچارج نیشنلائزیشن سیل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن کراچی اور سیکریٹری بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کراچی ۱۹۷۵ء تک رہے۔ ۱۹۹۳ء میں ڈی جے کالج سے پروفیسر کی ذمہ داری نبھا کر سبکدوش ہوئے۔

اس کے علاوہ آپ جن اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

سندھ پبلک سروس کمیشن، آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی، اکیڈمک کونسل شاہ ولایت ایجوکیشنل ٹرسٹ، ڈائرکٹر پبلی کیشنز اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، سیکریٹری پاک ایران فرینڈشپ ایسوسی ایشن، ۱۹۶۳ء سے ۲۰۰۰ء تک مختلف ادبی، مذہبی، تاریخی موضوعات پر کم وبیش ۱۴۰۰ ریڈیو اسکرپٹس اردو، انگریزی زبان میں تحریر کئے اور ان تقریروں کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں یعنی فرانسیسی، ترکی، ہندی اور سواحلی وغیرہ میں نشر ہوئے۔ ٹیلی ویژن پر متعدد تقریروں کے علاوہ کئی مرثیے بھی نشر ہوئے۔

آپ کو عصری علوم پر جس طرح مہارت حاصل تھی اسی طرح قرآنیات پر بھی گہری نظر

تھی۔آپ نے قرآن مجید کے مختلف سوروں کی علمی، تحقیقی تفسیر تحریر کی جو کئی جلدوں میں ''مطالعہ قرآن'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن: تفسیر سورہ فجر

۱۹۸۴ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن: تفسیر سورہ اخلاص

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن: تفسیر سورہ فلق اور سورہ الناس

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن: تفسیر سورہ الکافرون

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے طبع ہوئی۔

مطالعہ قرآن: تفسیر یاایتھا النفس المطمئنۃ

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے طبع ہوئی۔

پروفیسر سردار نقوی کو چونکہ عصری علوم پر اچھی گرفت تھی اس لیے آپ نے تفسیر میں عصری علوم کا بھرپور استعمال کر کے تفسیر کو عصری تفسیر بنا دیا۔آپ نے آیات قرآنی کے ذیل میں جدید علوم کے قوانین کا برمحل استعمال کر کے نئی نسل میں قرآن شناسی کا ذوق پیدا کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

آپ ادیب وشاعر بھی تھے۔اس لیے زبان میں ادب کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ سخت اور پیچیدہ الفاظ کے استعمال سے گریز کر کے تفسیر کو آسان اور سلیس بنایا ہے۔

دیگر آثار علمی:

کربلا شناسی

تهذيبوں کا تصادم اور تفاهم

فاطمه، فاطمه هے (ترجمه) ڈاکٹر علی شریعتی

مسلمان عورت اور عصر حاضر

هنر در انتظار موعود

پرسه

گریه فرات (مراثی)

چهار زندان انسان

محمد خالد فاروقی

آپ نے ''نہج البلاغہ سے چند منتخب نصیحتیں'' کا فارسی سے ترجمہ کیا جس میں تقریباً ۵۵ عنوانات کے تحت اخلاقی نصیحتوں کا انتخاب کیا ہے ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں دار الثقافۃ الاسلامیہ کراچی سے شائع ہوئی۔

انصار حسین، ماہلی (۱۴۱۱ھ)

علم دوست، علم پرور، جناب انصار حسین رضوی کا تعلق قصبہ ماہل ضلع اعظم گڑھ سے تھا آپکی ولادت ۱۹۱۷ء میں ہوئی مذہبی ماحول میں پرورش ہوئی ۱۹۵۲ء میں سرفراز قومی پریس میں بحیثیت کلرک ملازمت شروع کی آپنے محنت ولگن سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور سرفراز قومی اخبار کے منیجر بنے ۱۹۵۷ء میں احباب پبلیشرس کی بنیاد رکھی اور ادارہ سے پہلی کتاب پروفیسر احتشام حسین کا سفرنامہ ''ساحل اور سمندر'' شائع ہوا اسکے بعد سینکڑوں کتابیں چھپ کر منظر عام پر آئیں آپنے ۱۴۱۱ھ/ ۲۷رمئی ۱۹۹۰ء میں وفات پائی آپکے فرزند جناب سید محمد جعفر ماہلی آپکے وارث ہیں اور احباب پبلیشرس کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

جناب انصار حسین صاحب نے نہج البلاغہ شائع کی جسمیں مولانا سید علی حیدر کھجوی کے ۷۰ خطبوں کا ترجمہ اور باقی مفتی جعفر حسین اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کا ترجمہ شامل کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۷۰ء میں چھپ کر منظر عام پر آیا۔ آپنے اپنی کاوش سے مولانا علی حیدر صاحب کا ترجمہ شائع کیا جو اب تک پردۂ خفا میں تھا۔

عزیز الحسن جعفری

جناب سید عزیز الحسن جعفری کا تعلق قصبہ سرسی ضلع مرادآباد سے تھا بڑے فعاّل اور بیباک قسم کے انسان تھے ۳۱ ر اگست ۱۹۴۶ء کو سرسی میں متولد ہوئے والد ماجد جناب ابن الحسن جعفری دیندار بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اسکے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ٹی۔ایچ۔ اور ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ بچپن سے طبیعت کا میلان مذہب کی طرف رہا لکھنے پڑھنے کا بھی شوق تھا۔ ایران کلچرل ہاؤس میں ملازمت ملی تو تحریر کو اور روانی ملی متعدد فارسی کتب کے ترجمے کئے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے نہج البلاغہ کے چند خطبات کا ہندی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے دوران تقریباً ۱۶ شمارے شائع کئے جس میں ترجمہ کے ساتھ مختصر شرح بھی ہوتی تھی۔ نہج البلاغہ کے شیدائی تھے۔ ''نہج البلاغہ اکیڈمی'' بھی قائم کی تھی۔

ترجمہ کانمونہ پیش خدمت ہے:

veh:yeksesuhu¼1½¼vySfgLlyke½¼2½dseq[;O;k[;kuksa ovkns'kksadkv/;k;A bl v/;k; esa vki dh orkZykisa Hkh lEefyrgSa]ftUgsfofHkUUkHkkvksa]LFkykssarFkkiEeq[k?kVukvksads voljijoDrO;ksads:lkesaokfnrfd;kFkkA

¼%%½mudksizkke]mudkO;[ku&1¼%%½

blesas /kjrh o vkdk'k dh l`f"V rFkk gtjr vkne¼v-½dhmRi fRr dkokZugSA

lkjh Lrqfr mlvYykg ds fy, gS ftldh xq.k xkFkk oDrkvkssas }kjk lEiw.kZ ugha gksrh gSA x.kuk djus okys mldh ua;erksa ¼3½dks fxu ugha ldrsA ijkØeh mlds ;FkkFkZ esa n{krk dk lkeFkZ; ugha ns[k ldrs] 'kwj

mldh fnO;rk dk vkHkkl ugha dj ldrs rFkk fdlh cqf) dk bruk fparu ugha tks mldh Fkkg rd igqap ldsaA D;ksafd mlds xq.k brus ijkd"B gS fd fdlh Hkh lhek esa lhfer ugha] mldh Lrqfr ds fy, 'kCn vi;kZIr gSA mldk ¼izkajEHk dk½ dksbZ fu;r le; ugha gS] ftldh x.kuk dh tk ldsa u mldh dksbZ le;kof/k gS tks dHkh lekIr gks tk;sA mlustxr dks viuh 'kfDr ls mRiUu fd;k vkSj viuh d`ik ls gok;sa pyk;ha FkjFkjkrh /kjrh ij igkMksa dh dhysa xkM+ hA

/keZ dk vkjaHk mlds Kku ls gS] mlds Kku dh ijkdk"Vk mldk lR;kfir gksuk gSA mlds lR;kfir gksus dh ijkdk"Vk mldk egRo gSA mldh ,dRork dh ijkdk"Bk mlds fy;s ps"Bk gS vkSj ps"Vk dh ijkdk"Bk ;g gS fd mlls fo'ks"k.kksa dks vyx fd;k tk;s D;ksafd gjsd fo'ks"k.k bl ckr dk izek.k gS fd mldk fo'ks"; mlds vfrfjDr dksbZ gS vkSj izR;sd fo'ks"; bl ckr dk izek.k gS fd mldk fo'ks"k.k] mlds vfrfjDr dksbZ oLrq gSA vr% ftlus vYYkkg ds vfLrRo ls fHkUUk dksbZ xq.k ;k fo'ks"k.k ekuk mlus ml ¼vfLrRo½ dk ,d ekU; lkFkh eku fy;k vkSj ftlus vU; lkFkh eku fy;k] mlus nks dks eku fy;k] ftlus nks dks ekuk mlus mlds fy;s vax cuk Mkyk vkSj ftlus mlds vaxks eas vkLFkk j[kh] og mlls vufHkK gks x;k] tks ml ls vufHkK gqvk mlus mls izrhd cuk fn;k vkSj ftlus mls izrhd ekuk mlus mldks lhfer dj fn;k vkSj ftlus mls lhfer le>kk og mls vU; oLrqvksa dh iafDr eas ys x;kA ftlus ;g dgk fd og fdl oLrq eas gS] mlus mldk fdlh OkLrq ls lanHkZ eas vkHkkl fd;k vkSj ftlus ;g dgk fd og fdl h txg gS mlus vU; LFkku mlls fjDr le>sA

og gS] gqvk ugha] ekStwn gS] exj izy; ls mRiUUk ugha gqvkA og izR;sd oLrq ds lax gS] 'kkjhfjd lafeyu dh Hkkafr ughaA og izR;sd oLrq ls vyx gS] 'kkjhfjd nwjh dh Hkkafr ughaA og drkZ gS fdUrq xfr vFkok ;a=dh Hkkafr ughaA og ml le; Hkh ns[kus okyk Fkk tc l`f"V eas dksbZ Hkh oLrq fn[kkbZ nsus okyk u FkhA og vf}rh; gS bl fy;s fd mldk dksbZ lkFkh gh

ugha gS fd ftl ls og yxko j[ks vkSj mls [kksdj ijs'kku gks tk;sA mlus loZizFke l`f"V dks jpk] fcuk fdlh ,sls iz;ksx ds ftlls ykHkkfUor gksus dh mls vko';drk iM+h gks rFkk fcuk xfr ds] fd ftls mlus iSnk fd;k gks rFkk fcuk fdlh meax ;k vkos'k ds] fd ftlls og O;kdqy gqvk gksA izR;sd oLrq dks v ius le; ds gokys fd;kA cstksM+ pht+ksa esa larqyu mRiUUk djds vkyafxr fd;kA izR;sd oLrq dks fofHkUu izd`fr o LoHkko dk cuk;kA mu izd`fr;ksa ds fy;s ;Fkksfpr vkd`fr;k¡ cukbZA og mu oLrqvksa dks l`f"V ls iwoZ tkurk Fkk] mudh lhekvksa dks fu/kkZfjr fd;s gq, Fkk rFkk muds vga rFkk va'kks ls ifjfpr FkkA

fQj mlus [kqyk okrkoj.k] QSys gq, vksj Nksj rFkk varfj{k dk QSyko mRiUUk fd;k vkSj muesa ,sls ikuh fn;k cgkbZ ftlesa vkos'k iw.kZ ygjsa Åij uhps FkhaA mls rhoz ok;q rFkk vk¡/kh dh ihB ij yknk] fQj mls ikuh ds myVus dk vkns'k fn;k vkSj mls blds fy;s vkc) fd;k rFkk mls ty dh lhek ls feyk fn;kA mlds uhps gok nwj rd QSyh gqbZ Fkh rFkk Åij ty BkBsa ekj jgk FkkA fQj vYYkkg lqCgkugw us ml ty ds vUnj ,d ok;q mRiUUk dh ftldk pyuk cka> ¼Qyjfgr½ Fkk] rFkk mls mlds dsUnz ij Bgjk;k] mlds >ksadks rhoz dj fn;s rFkk mlds izokg ds fy;s txg QSyk nhA fQj ml ok;q dks vkns'k fn;k fd og tykxkj dks FkisMs ns rFkk vFkko leqnz dh ygjksa dks mNkysA ml ok;q us ikuh dks bl izdkj eFk fn;k ftl izdkj ngh ds e'kdht+s dks eFkk tkrk gS vkSj og mls <dsyrh gqbZ rhoz xfr ls pyh ftl izdkj [kqys okrkoj.k esa pyrh gSA rFkk ty ds ,d Hkkx dks nwljs ij o Bgjs gq, ty dks cgrs gq;s ty ij iyVus yxhA ;gk¡ rd fd ml ck<+ dk tyLrj Åapk gksus yxk vkSj og >kx nsus yxkA fQj mlls lkr vkdk'k cuk;s uhps okys vkdk'k dks #dh gqbZ ekSt dh Hkkafr cuk;k rFkk Åij okys vkdk'k dks lqjf{kr Nr rFkk Åaps Hkou ds #i esa ltks;k] o LrEHkks ds lgkjs dh vko';drk Fkh] u ca/kuksa ls tksM+us dh vfuok;Zrk FkhA fQj mudks u{k=ksa rFkk izdk'ke; rkjksa ls ltk;k vkSj muesa dkfUrnhi rFkk

txexkrk pUnz izokfgr fd;kA tks ?kweus okyh ifjf/k pfyr Nr rFkk dEiu okyhifVVdkesagSA

fQjmlusmPPkvkdk'kksadse/;njkjksamRiUUkdharFkkmudsQSyko d ksfofHkUUk izdkj ds Qfj'rksa ls Hkj fn;kA dqN muesa fltns¼4½ eas gS tks #dw¼4½ugh djrs] dqN #dwesa gS tks lh/ks ugha gksrsA dqN iafDrc)gSa tks viuk LFkku ugha R;kxrsA dqN mldh ifo=rk dk c[kku djrs gS tks mdrkrs ughaAu mudh cqf)eas Hkwy pwd gksrh gS]u muds 'kjhj eas lqLrh o vkyL; vkrkgSAumueasfoLe`frvkrhgS]uvpsrukmRiUUkgksrhgSAmuesadqNrks bZ'ojh; lans'kks ds fo'oLr laokgd gS tks mlds izfrfuf/k;ksa dh vksj mldh fof/k;ksarFkkvkns'kksadksysdjvkrstkrsgS]dqNmldsmikldksadsj{kdgSa] dqN LoxZ ds }kjksa ds laj{kd gS] dqN og gSa ftuds iSj t+ehu ds ryeas tes gq;s gS rFkk muds vax fn'kkvksa ls Hkh vkxs c<+ x;s gS] muds da/ks bZ'ojh flagklu ds LrEHkksa dsk Nwrs gS] flagklu ds lkeus mudh vka[ks >qdh gqbZ gSa rFkk mlds uhps vius ia[kks esa fyiVs gq, gS muds rFkk vU; thoksa ds e/; e;kZnk rFkk jgL; ds insZ iM+s gq, gSaA og fdlh izfrek ds #i esa vius ikyugkj dk /;ku ugha djrs] u ml ls tho/kkfj;ksa dh rqyuk djrs gS] u mls fdlh LFkku vFkok edku eas f?kjk gqvk ekurs gSa] u gh fdlh izrhd ls mldh vksj ladsr djrs gSaA

¼%%0%%½vknevySfgLlykedhmRiRrdsfo'k;esaQekZ;k¼%%0%%½

fQj vYYkkg us dBksj o e`nqy] e/kqj o {kkj] Hkwfe ls feVVh ,df=r dj mls ikuh eas bruk fHkxks;k fd og lkQ gksdj fuFkj xbZ rFkk rjy ls bruk xaw/kk fd ylnkj gks xbZA fQj mlls ,d ,slh ewfrZ cukbZ] ftlesa vax gSa rFkk fofHkUu Hkkx gSA mls bruk lq[kk;k fd og Lo;a Fke ldhA vkSj bruk l[r fd;k og [ku[kukus yxhA ,d fuf'pr le; o fu;r vof/k rd mls mlh izdkj jgus fn;kA fQj mlesa vkRek Mkyh rks og ,sls ekuo ds #i eas [kM+h gks xbZ tks efLr"d dks pfyr djus okyk] psruk dsk fØ;kRed #insus okyk] bfUnz;ksa ls lsok djkus okyk gkFk vkSj iSjksa dks pykus okyk gS

rFkk ,ssls Kku dk Lokeh gS ftl ls lr~ o vlr~ eas varj djrk gS] vkSj fofHkUUk Loknksa] xa/kks] jaxks rFkk oLrqvksa eas varj djrk gSA mldk fofHkUUk fefVV;ksa] feyh tqyh gqbZ oLrqvks izfri{kh rFkk vkRe fojks/kh fefJr pht+ksa ls [kehj ¼6½ cuk gS vFkkZr xehZ] lnhZ] ueh o'kq"dh dk #i gSA

fQj vYYkkg lqCgkugw us Qfj'rksa ls pkgk fd og mldh Fkkrh vnk djsa rFkk mldh ps"Vk dks iw.kZ djsa tks fd vkne ¼v-½ dks fltnk djus ds vkns'k dks Lohdkj djus rFkk djus rFkk mldh izfr"Bk ds lkeus vkne lRdkj djus ds fo"k; eas FkhA blfy;s vYykg us dgk fd vkne ¼v-½ dks fltnk djks rks bCyhl ¼7½ ds vfrfjDr lc us fltnk fd;k] mls fi'kkpRo us ?ksj fy;k] ml ij nqHkkZX; Nk x;kA vkx ls mRiUUk gksus ds dkj.k Lo;a Hkw fof'k"V o Js"B le> cSBk rFkk [ku[kukrh gqbZ feVVh ds izk.kh dks frjLd`r le>kA vYYkkg us mls NwV nh rkfd og iw.kZr;k mlds Øks/k dk Hkkxh cu tk;s rFkk ¼ekuo tu dh½ ijh{kk vfrJh rFkk iz.k iw.kZ gks tk;sA vr% vYykg us mlls dgk fd rq>s fuf'pr vof/k ¼izy;½ rd dh NwV gSA

fQjvYYkkgusvkne¼v-½dks,sls?kjeasBgjk;ktgkamUgksusviuk thoujkspdrkiw.kZfcrk;kAmUgsa'kSrkurFkkmldh'k=qrkls Hkhlpsrdjfn;kA fdUrqmuds'k=q us muds LoxZ eas Bgjus rFkk lnkpkfj;ksa esa feytqy jgus ij bZ";kZ dh rFkk varr% muds lkFk diV fd;kA vkne us fo'okl dks Hkze rFkk /kS;Z fucZyrk dsgkFkkscspMkykAvkuandksHk;lscnyfy;krFkk/kks[kk[kkusdsdkj.k i'pkrki djuk iM+kA fQj vYYkkg us vkne ¼v-½ dks {keknku nsuk lqjf{kr j[kkA mUgs n;k ;kpuk ds 'kCnksa dk Kku ns fn;k rFkk nksckjk LoxZ eas igqpkus dh izfrKk dj yhA rFkk mUgs ijh{kk LFky o lartkuo`f) xzg eas mrkj fn;kA

vYYkkglqCgkugwusmudhlarfreasvafc;k¼7½pqus]ogbZ¼9½dsfo"k; esamulsiz.kdjk;koizfrKkyhAbZ'ojhlans'kksadkmUgsU;kl/kkjhcuk;kA tcfd vf/kdrj yksxks us vYYkkg ls dh xbZ izfrKk dks cny fn;k FkkA og mlds vf/kiR; ls vufHkK gks x;s rFkk nwljksa dks mldk lax h cuk MkykA kSrkuksaus muds v/;kRed ls mUgs foeq[k rFkk ml dh mikluk ls voK dj

fn;kA vYYkkg us ¼10½ O;oLFkkfir fd;s rFkk yxkrkj vafc;k Hksts rkfd mulsizd`frIsdhxbZiz.k&izfrKkiw.kZdjk;savkSjmIdhizekfnrvuq'kalk,sa ;kn fnyk;saA bZ'ojh; vkns'k igqapkdj fordZ iw.kZ djnsa] ckSf)d fuf/k;ksa dks mHkkjsa rFkk fnO; 'kfDrds y{k.k fn[kk,sa] ;g f'kjksa ij mRrqax vkdk'k] muds uhps fcNkSuk /kjrh] thouksi;ksxh HkkSfrd o vkfFkZd oLrq,sa] fu/ku djus okys ;enwr] o`) djnsus okys jksx rFkk fujUrj ?kfVr gksus okyh ?kVuk,saA vYykgk lqCgkugw us viuh l`f"V dks fdlh izfrfu/k vFkok bZ'ojh; xzaFk ;k ifjiw.kZ rdZ ;k iz'kLr iFk ds fcuk ugha NksM+kA ,sls jlwy ftUgs Hkz"V dgus okyksa dh vf/kdrk] foo'kugha djikrh FkhA muesa dks bZ vkfn Fkk ftlus Hkkoh dk ifjp; djk;k] dks bZ ckn es vk;k ftls fiNyk ifjfpr djk pqdk FkkA

blh izdkj yEch vof/k chr xbZ] ;qx chr x;s vkSj iwoZtks ds LFkku ij mudh larfr vkoklh gks xbZA ;gka rd fd vYYkkg lqCgkugw us eqgEen jlwfyYYkkglqvYYkYykgksaovksysfgdksvorh.kZfd;kftudslEc/keasufc;ksa ls iz.k o izfrKk djkbZ tk pqdh FkhA ftuds vkus ds y{k.k izfl) rFkk tUeLFkku dY;k.ke; o 'kqHkadj FkkA ml le; lalkj okfl;ksa ds fofHkUUk rFkkvkdka{kk,afNUUk&fHkUUk,oa Hkz"VFkhrFkkekxZHkhvyxvyxFksAbl izdkj] fd dqN vYYkkg dh rqyuk mldh l`f"V ls djrs Fks] dqN mlds ukeks dks fcxkM+ nsrs Fks] dqN mls R;kx dj vuU; ladsr djrs FksA [kqnk us vki ¼l-½¼11½ds }kjk mUgs Hkz"V iFk ls cpkdj iz'kLr iFk ij pyk;k rFkk vki ¼l-½ ds vfLrRo ds }kjk vufHkKrk ls NqM+k;kA fQj vYYkkg lqCgkugw us eqgEen lqvYykgksa vySgs o vkysfg dks vius lehi o lEidZ ds fy;s pquk] vius fof'k"V migkj vki ¼l-½ ds fy, fu;qDr fd;k vkSj lkalkfjd thou ls vki ¼l-½ dsk mPPkrj le>k rFkk dfBukbZ;ksa ls f?kjs gq, LFkku ls vki ¼l-½ dsk foeq[k fd;k rFkk lknj lalkj ls vki ¼l -½ dks mBk fy;kA gt+jr ¼l-½ vki ds e/; mlh izdkj dh oLrq NksM+ x;s gS tks vU; vafc;k vius vuq;kf;;ksa ds fy;s NksM+rs pys vk;s FksA blfy;s fd og iz'kLr iFk rFkk vf'kfFky izrhd LFkkfir fd;s fcuk ugha NksM+rs FksA iSxEcj ¼l -½ us [kqnk dk

xzaFkrqEgkjse/;NksM+kgSAblfLFkfresafdmUgksusxzaFkdsoS/krFkkfu'ks/k] vfuok;Z rFkk mi;qDr] foyksid rFkk foyrqIr] vodk'k o ladYi] fof'k"V o IkekU;] fon o mfDr] Ihfer ovIhfer] funsZ'k o rqY;] IHkh dk Li"V #i lso.kZudjfn;kAlkjlw=ksadhVhdk;sacrknhaAmldhxqfRFk;ksadkslqy>k fn;kAmuesadqN lw= ,ssls gSa ftudk Kku izkIr djus ds fy;s ck/; fd;k x;k gS vkSj dqN og gS fd ;fn mlds vjk/kd mlls vufHkK jgsa rks dksbZ vkifRrughaA dqN vkns'k ,sslsgSa ftudh vfuok;Zrk fdrkc ¼xzaFk vFkkZr dqvkZu½ls fl) gS rFkk gnhl¼12½ls muds foyqIr gksus dk Kku gksrk gSA dqN vkns'k ,sls gSa ftu dks fØ;kRed #i nsuk gnhI ds vk/kkj ij vfuok;Z gSfdUrqxazFk¼dqvkZu½easmudksR;kxusdhvkKkgSAblxzaFkesadqN,sls vfuok;Z gSa ftudh vfuok;Zrk le;c) gS rFkk Hkfo"; eas mudh vfuok;Zrk fujLrgkstkrhgSAdqvkZudhfuf"kf);ksaeasHkhvarjgS]dqNegkiki gSaftu ds fy;s udZ dh /kefd;ka gS vkSj dqN vYi iki gS ftudh {kek ds fy;s vk'kk,asmRiUUkdhxbZgSaAdqNd`R;,slsgSaftudkFkksM+klkHkkxHkh Lohdk;ZgSrFkkvf/kdkf/kdc<+ksrjhdh{kerkj[khxbZgSA

¼%%0%%½bhOk;[kueasgdsfo'k;esaQekZ;k¼%0%½

vYykg us vius ?kj dk gt rqe ij vfuok;Z fd;k] ftls yksxks dk fdcyk¼13½cuk;k gS] tgk¡ yksx bl izdkj f[kapdj vkrs gSa ftl izdkj I;kls i'kq ikuh dh vksj] rFkk bruh QqrhZ ls c<+rs gSa tSls dcwrj vius ?kksalys dh vksjA vYYkkg lqCgkugw us vius xkSjo ds Ikeus mudh fouhrrk rFkk uezrk rFkk vius lEeku ds Lohdkj dk izrhd cuk;k gSA mlus ekuo tkfr esa ls lquus okys yksx pqu fy;s] ftUgksus mldh ok.kh ij lEefr izdV dh rFkk mldh iqf"V dh og vafc;k ds LFkku ij vklhu gq;sA mUgksus vkdk'k dh ifjØek djus okys Q+fj'rksa tSlh eq[kkd`fr izkIr dhA og viuh mikluk ds O;kikj&LFkyesykHkksadksltks;sgSarFkkmldslafonkeks{kdhvksjc<+rsgSaA vYYkkg lqCgkugw us bl ?kj dks bLyke dk izrhd rFkk 'kj.kkfFkZ;ksa ds fy;s gje ¼izfrf"Br½ cuk;k gSA mldk gt vko';d rFkk bl dks vnk djuk

vfuok;Z fd;k x;k vFkkZr bldh vksj izLFkku djuk vfuok;Z dj fn;k gSA vr% vYYkkg us dqvkZu eas QekZ;k fd vYYkkg dk _.k yksxksa ij ;g gS fd og mlds dkcs dk gt djsa] ftuesa ogka rd igqapus dk lkeFkZ gksA rFkk ftlus dqÝ+ ¼vLohdkj½ fd;k rks le> ys fd vYYkkg lkjs tx ls fu%Li`g gSA

ترجمے جو شائع ہوئے۔

دیگر آثار علمی:

سید رضی نہج البلاغہ کے ساحل پر

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علمدار علم وسیاست

اسناد وتائیدات نہج البلاغہ

حضرت علیؑ اولین جانشین رسولؐ

حدیث غدیر اور جانشین رسولؐ

نماز کا تعارف

حضرت ابراہیم بھڑکتے شعلوں میں

حضرت بلال اولین موذن

ضامن آہو

پیاسی آنکھیں

سبق آموز کہانیاں (تین حصے)

احمد علی، ادیب، حیدر آبادی

میر احمد علی خانصاحب کا شمار حیدر آباد دکن کے اہل علم وادب میں ہوتا تھا آپکی ولادت میر عابد حسین کے گھر ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں ہوئی علمی و مذہبی ماحول میں تعلیم و تربیت ہوئی نظامیہ حیدر آباد سے منشی فاضل، پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور عثمانیہ یونیورسٹی سے انٹرمیڈیٹ کیا ادب اور لغت میں مہارت رکھتے تھے۔

اسباق نہج البلاغہ:

آپنے نوجوانوں کیلئے اسباق نہج البلاغہ پر مشتمل پانچ رسالے مرتب کئے جن میں آسان طریقہ سے نوجوانوں کو تعلیمات نہج البلاغہ سے روشناس کرایا ہے۔ یہ رسالے نئی نسل میں بہت مقبول ہوئے۔ ۱۴۱۸ھ/ جولائی ۱۹۹۷ء میں حیدر آباد دکن سے اسکی اشاعت ہوئی۔

دیگر آثار علمی:

صحت الاغلاط

تصرفات اردو

فرہنگ غلط العوام

تصحیح الاغلاط

تنقیدی نظریے

صحیفہ کاملہ کی دعا کا منظوم ترجمہ

افادات ادیب۔ گاندھی کے اقوال کا ترجمہ

سلطان العلوم۔ آصف سابع عثمان علی خاں کے شائع شدہ مضامین کے اخلاقی اقتباسات کا مسوّدہ نظام اردو لائبریری میں محفوظ ہے۔

نشاط نورانی

نشاط نورانی صاحب نے گجراتی زبان میں نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا جسے برکت علی نایانی نے مرتب کیا حاجی ناجی ٹرسٹ بھاؤنگر گجرات سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔

زبان سادہ اور شستہ ہے۔

محمد تقی، امروہوی (۱۴۲۰ھ)

فلسفی، محقق، دانشور سید محمد تقی کی ولادت ۱۹۱۶ء میں امروہہ میں ہوئی والد ماجد علامہ شفیق حسن ایلیا زبردست عالم تھے۔ تعلیم وتربیت کے مراحل امروہہ میں طے کئے تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے۔ جہاں ایک مدت تک روزنامہ ''جنگ'' کے مدیر رہے اور شہرت حاصل کی آپکے بھائی جناب رئیس امروہوی اور جون ایلیا شعروادب کے میدان میں عالمی شہرت یافتہ ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد بھی امروہہ آئے وطن سے بے پناہ محبت تھی۔ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں کراچی میں رحلت کی نہج البلاغہ کا گہرا مطالعہ تھا۔

نہج البلاغہ کا تصور الوہیت:

آپنے اس کتاب میں مسبب الاسباب، توحید اور توھم، تضادات اور کائنات ھیکل و نہج البلاغہ حقیقت کبریٰ اور خدا جیسے موضوعات پر محققانہ اور فلسفیانہ گفتگو کی ہے جو ادارہ ذہن جدید کراچی سے ستمبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔

علی عباد نیساں، اکبر آبادی

شعر وسخن میں اعلیٰ گرفت رکھنے والی ذات جناب سید علی عباد نیساں اکبر آبادی کی ہے آپنے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی نہج البلاغہ کے مختلف خطبات کا منظوم ترجمہ کیا۔

انتخاب نہج البلاغہ منظوم:

یہ انتخاب ۱۹۹۹ء میں راولپنڈی پاکستان سے شائع ہوا اور ادبی حلقوں میں بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

گروہ مترجمین

علماء کی ایک جماعت نے آقای شہید مرتضٰی مطہری کی مشہور تصنیف ''سیری در نہج البلاغہ'' کا ترجمہ بعنوان ''مطالعہ نہج البلاغہ'' کیا۔ ترجمہ پر نظر ثانی کا کام معروف مترجم مولانا نثار احمد زین پوری نے انجام دیا۔ یہ ترجمہ دوسری بار مجمع جہانی اہلبیتؑ سے ۱۴۲۰ھ میں شائع ہوا۔

عناوین:

الھیات و مابعد طبیعات، سلوک و عبادت، نہج البلاغہ میں عبادت، حکومت و عدالت، اہلبیت اور خلافت، بے مثال مواعظ، اسلامی زہد اور مسیحی رہبانیت، دنیا اور دنیا پرستی، دنیا قرآن اور نہج البلاغہ کی نظر میں، خود فراموش جیسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ نہج البلاغہ سے آشنائی حاصل کرنے کیلئے معلوماتی تخلیق ہے۔

انیس فاطمہ، شبنم جعفری

محترمہ انیس فاطمہ عرف شبنم جعفری تعلیم یافتہ اور متدین خاتون ہیں آپ ایم۔اے، بی۔ایڈ اور گولڈ میڈلسٹ ہیں نہج البلاغہ کی شیدا ہیں اس سلسلے میں لکھتی ہیں میں نے نہج البلاغہ کا مطالعہ کم عمری میں بھی کیا تھا مگر اب جب عمر پختہ ہونے پر دوبارہ اسکو پڑھنے کی توفیق ہوئی تو کلام کے اتنے رنگا رنگ موتی جیسے نمونے دیکھکر حیرت زدہ رہ گئی ذہن جیسے مبہوت ہو گیا۔ اتنی مسرت حاصل ہوئی کہ دنیا کی کوئی دوسری کتاب بہ استثنائے قرآن مجید پڑھنے سے طبیعت گریز کرنے لگی واقعتاً اگر کتاب مونس تنہائی ہے تو مولائے کائنات کے خطبوں احکام اور مواعظ سے لبریز یہ کتاب ان میں ارفع ترین ہے۔

نہج البلاغہ کی سیر:

۱۴۲۰ھ/نومبر ۱۹۹۹ء میں یہ کتاب عباس بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع ہوئی مولانا سید علی ظہیر الحسینی القمی کی تقریظ مندرج ہے۔ کتاب میں تشبیہات نہج البلاغہ کی وضاحت کی گئی ہے اور منتخب کئے ہوئے وہ جملے شامل ہیں جن میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے صنائع، بدائع، تشبیہ، استعارہ، کنایہ یا صفت تضاد معنی کا استعمال کیا ہے۔

''نہج البلاغہ کی تشبیہات'' کے عنوان کے تحت محترمہ لکھتی ہیں نہج البلاغہ میں تشبیہات کا ہمہ رنگ استعمال دیکھکر کچھ ایسا احساس ہوتا ہے جیسے ہم عرب کے کسی صحرا میں محوخرام ہیں۔ جہاں گھاٹ ہیں، سراب ہے، مرغزار ہیں، شیر کا بیشہ ہے، ٹڈیوں کا دل ہے، بکریوں کے باڑے ہیں، بھڑ کے ہوئے شکار ہیں چراگاہیں ہیں اس بے آب و گیاہ صحرا میں سیر کرنے چلا جائے؟ واقعی یہ بہت قحط زدہ منزل ہے، دل اچاٹ ہوا جا رہا ہے یہاں تو نشان کیلئے کوئی ٹیلہ بھی نہیں میسر ہے راستہ کیسے ملے گا، سانپ کے بل ہیں چمگادڑیں ہیں، بچھوں ہیں، گوہ کے سوراخ ہیں اور سوساروں

کے اژدھام، بجو بھٹ میں سوئے پڑے ہیں، دلدلی زمین دیکھکر ہول آتا ہے۔ کچھ لوگ پیاس کے مارے ہیں اور کنویں کی رسی کھینچتے کھینچتے تھک کر بیٹھ گئے ہیں وہ رسی گہرے کنویں کے اندر تھرتھرا رہی ہے۔ رسی کے بل بھی کھل گئے ہیں۔ اب تو پانی ملنے کی کوئی امید ہی نہیں ہے۔ اب دوسری طرف سے چلتے ہیں۔ آیا یہ تو مراغزار ہے۔ یہاں رحمت کے جھالے برس رہے ہیں یہ خوبصورت زمین دلھن کی طرح سجی ہے بہار کے چنے ہوئے شگوفے نظروں کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں مور رقص کر رہا ہے پہاڑ سونے اور چاندی کی دھاتیں اچھال رہے ہیں اور سیپیاں کھلکھلا کر موتی اگل رہی ہیں یہ جگہ جگہ شفاف چشموں سے عصری زمین واقعی دید کے قابل ہے۔ دنیا کے دورخ سرد وگرم تاریک وروشن تلخ وشیریں، غم ومسرت اگر الفاظ کی صورت میں دیکھنے ہوں تو نہج البلاغہ کی سیر کیجئے عرب جا کر بھی آپ عربوں کی زندگی کے یہ جزئیات نہیں دیکھ سکتے جو اس مجموعۂ فصاحت میں جلوہ افروز ہیں۔

محترمہ نے جو عنوانات قائم کئے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں کلام علی کا پس منظر، اسلوب نگارش، تقابلی تنقید اچھی ہے یا بری، نقوش فطرت اور جذبات نفس، درس احسان، خطبات مکتوبات کا خلاصہ، ۲۷۴ کلمات کا تشریحی ترجمہ کیا ہے۔ کتاب معلوماتی ہے نوجوانوں اور نئے قارئین کیلئے بیحد مفید ہے۔

ذیشان حیدر، جوادی (م۱۴۲۱ھ)

پندرہویں صدی کے مشہور عالم، فاضل، محقق و شارح نہج البلاغہ علامہ ذیشان حیدر جوادی کی ولادت کراری ضلع الہ آباد ۲۲ ر رجب ۱۳۵۷ھ/ ۱۷ ر ستمبر ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا سید محمد جواد صاحب عالم باعمل تھے۔

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے لکھنؤ گئے اور معروف درسگاہ جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لے کر جید اساتذہ سے کسب علم کیا درجہ قابل تک تحصیل علم کے بعد عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تقریباً دس سال رہ کر فقہ واصول حدیث وتفسیر میں مہارت حاصل کی۔ نجف اشرف میں آپ نے آیت اللہ باقر الصدر آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی، آیت اللہ محسن الحکیم طباطبائی سے کسب فیض کیا آقای باقر الصدر آپ پر بہت زیادہ مہربان تھے۔

ہندوستان مراجعت کے بعد ایک عرصے تک مظفر پور (بہار) کی جامع مسجد میں پیش نمازی کے فرائض انجام دیئے۔

مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کا جوانی ہی سے شوق تھا۔ آپ کے مضامین اس وقت کے موقر جرائد میں شائع ہوتے تھے۔

الہ آباد میں آپ نے ''کار خیر کمیٹی'' اور ''تنظیم خمس وزکوٰۃ'' کا قیام کیا جن کے ذریعہ غریب ومفلس مومنین کی مدد کی جاتی تھی اس کے علاوہ آپ نے ''مدرسہ انوار العلوم'' قائم کیا جس میں سینکڑوں طلباء مشغول تحصیل علوم اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ آپ نے اپنے وطن میں تحریک دینداری چلائی اور لوگوں کو پابند شریعت بنایا۔

آپ کا موعظہ دلپذیر ہوتا تھا زبان میں اثر اتنا تھا کہ موعظہ سے متاثر ہو کر لوگ شریعت پر عمل کرنے کا عہد لے کر اُٹھتے تھے۔ آپ کی مجالس بھی اصلاحی ہوتی تھیں۔ مجالس کے ذریعہ قوم کو اصلاحی پیغام دیتے تھے۔ الہ آباد میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔

خطیب اعظم مولانا غلام عسکری صاحب مرحوم آپ کی خدمات سے متاثر ہوئے اور انھیں ادارۂ تنظیم المکاتب سے منسلک ہونے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ پہلے ممبر پھر نائب صدر اور آخر میں تنظیم المکاتب کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ ادارہ تنظیم المکاتب کی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور ادارہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ ایک طویل مدت تک ابوظہبی میں خدمات انجام دیں وہاں کے مومنین آپ کو بہت زیادہ چاہتے تھے۔

بڑی تعداد میں ہندو بیرون ہند میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے اور ولولہ انگیز تقریر کرتے تھے۔ آپ کی علمی خدمات اور فعالیت سے متاثر ہوکر رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای مدظلہ نے ہندوستان میں مہاراشٹر کے لیے اپنا نمائندہ منتخب فرمایا۔ اس سبب سے آپ ابوظہبی چھوڑ کر ممبئی منتقل ہوئے اور وہاں خدمات کا آغاز کرکے ''ادارۂ اسلام شناسی'' قائم کیا۔ مگر افسوس یہ کہ آفتاب علم وعمل ۱۰/محرم ۱۴۲۱ھ/ ۱۵/اپریل ۲۰۰۰ء کو ابوظہبی میں غروب ہوا جسد خاکی ہندوستان لایا گیا اور ۱۶/اپریل کو الہ آباد میں آسودہ لحد ہوئے۔

آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے آپ کے فرزند مولانا احسان حیدر صاحب قبلہ نے آپ کی تحریر کردہ تصنیف، تالیف اور ترجمہ کی تعداد تین سو سے زائد تحریر کی ہے جن میں سے اکثر نایاب ہوچکی ہیں۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

یہ ترجمہ ۱۹۹۸ء میں تنظیم المکاتب، لکھنؤ سے شائع ہوا۔ عصری تقاصوں کو پیش نظر رکھکر ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسلوب نو کا اثر نمایاں ہے حاشیہ پر ضروری الفاظ کی تشریح اور خطبات کے ماخذ ومصادر کی بھی نشان دہی کی گئی ہے زبان نہایت صاف اور شستہ ہے۔

ترجمہ کا نمونہ:

خطبہ اول:

''ساری تعریف اس اللہ کیلئے ہے جسکی مدحت تک بولنے والوں کی رسائی نہیں ہے اور اسکی نعمتوں کو گننے والے شمار نہیں کر سکتے اسکے خوف کو کوشش کرنے والے بھی ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ نہ ہمتوں کی بلندیاں اسکا ادراک کر سکتی ہیں نہ ذہانتوں کی گہرائیاں اسکی تہہ تک جا سکتی ہیں۔ اسکی صفت ذات کیلئے نہ کوئی معین حد ہے نہ توصیفی کلمات نہ مقررہ وقت نہ آخری مدت اس نے تمام مخلوقات کو صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور پھر اپنی رحمت سے ہوائیں چلائیں ہیں اور زمین کی حرکت کو پہاڑوں کی میخوں سے سنبھال کر رکھا ہے۔ دین کی ابتدا اسکی معرفت ہے اور معرفت کا کمال اسکی تصدیق ہے اور تصدیق کا کمال توحید کا اقرار ہے اور توحید کا کمال اخلاص عقیدہ ہے اور اخلاص کا کمال زائد بر ذات صفات کی نفی ہے کہ صفت کا مفہوم خود ہی گواہ ہے کہ وہ موصوف سے الگ کوئی شئے ہے اور موصوف کا مفہوم ہی یہ ہے کہ وہ صفت سے جداگانہ کوئی ذات ہے اسکے لئے الگ سے صفات کا اثبات ایک شریک کا اثبات ہے اور اسکا دائمی نتیجہ ذات کا تعدد ہے اور تعدد کا مقصد اسکے لئے اجزاء کا عقیدہ ہے اور اجزاء کا عقیدہ صرف جہالت ہے معرفت نہیں ہے اور جو بے معرفت ہو گیا اس نے اشارہ کرنا شروع کر دیا اور جس نے اسکی طرف اشارہ کیا اس نے اسے ایک سمت میں محدود کر لیا اور جس نے محدود کر لیا اس نے اسے گنتی کا ایک شمار کر لیا (جو سراسر خلاف توحید ذات ہے) جس نے یہ سوال اٹھایا کہ وہ کسی چیز میں اس نے اسے کسی کے ضمن میں قرار دے دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کسی کے اوپر

قائم ہے اس نے نیچے کا علاقہ خالی کرالیا اسکی ہستی حادث نہیں ہے اور اسکا وجود عدم کی تاریکیوں سے نہیں نکلا ہے بلکہ وہ ہر شئی کے ساتھ ہے مگر مل کر نہیں وہ ہر شئی سے الگ ہے مگر جدائی کی بنیاد پر نہیں وہ فاعل ہے مگر حرکات و آلات کے ذریعہ نہیں ۔ وہ اس وقت بھی بصیر تھا جب دیکھی جانے والی مخلوق کا پتہ نہیں تھا وہ اپنی ذات میں بالکل اکیلا ہے۔''

دوسرا اقتباس:

''آپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا ایمان کے چار ستون ہیں۔صبر، یقین، عدل اور جہاد پھر صبر کے چار شعبے ہیں۔شوق، خوف، زہد اور انتظار موت۔ پھر جس نے جنت کا اشتیاق پیدا کرلیا اس نے خواہشات کو بھلا دیا اور جسے جہنم کا خوف حاصل ہو گیا اس نے محرمات سے اجتناب کیا۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والا مصیبتوں کو ہلکا تصور کرتا ہے اور موت کا انتظار کرنے والا نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے۔

یقین کے بھی چار شعبے ہیں: ہوشیاری کی بصیرت، حکمت کی حقیقت اسی عبرت کی نصیحت اور سابق بزرگوں کی سنت۔ ہوشیاری میں بصیرت رکھنے والے پر حکمت روشن ہو جاتی ہے اور حکمت کی روشنی عبرت کو واضح کردیتی ہے اور عبرت کی معرفت گویا سابق اقوام سے ملا دیتی ہے۔

عدل کے بھی چار شعبے ہیں: تہہ تک پہونچنے والی سمجھ۔علم کی گہرائی، فیصلہ کی وضاحت اور عقل کی پائیداری۔جس نے فہم کی نعمت پالی وہ علم کی گہرائی تک پہونچ گیا اور جس نے علم کی گہرائی کو پالیا وہ فیصلہ کے گھاٹ سے سیراب ہوکر باہر آیا اور جس نے عقل استعمال کرلی اس نے

اپنے امر میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور لوگوں کے درمیان قابل تعریف زندگی گذاردی۔

جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر مقام پر ثبات قدم اور فاسقوں سے نفرت وعداوت۔ لہذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کر دیا۔ اور جس نے منکرات سے روکا اس نے کافروں کی ناک رگڑ دی۔ جس نے میدان قتال میں ثبات قدم کا مظاہرہ کیا وہ اپنے راستہ پر آگے بڑھ گیا اور جس نے فاسقوں سے نفرت و عداوت کا برتاؤ کیا پروردگار اسکی خاطر اسکے دشمنوں سے غضبناک ہوگا اور اسے روز قیامت خوش کر دے گا۔ اور کفر کے بھی چار ستون ہیں: بلا وجہ گہرائیوں میں جانا، آپس میں جھگڑا کرنا، کجی وانحراف، اختلاف وعناد۔ جو بلا وجہ گہرائی میں ڈوب جائیگا وہ پلٹ کر حق کی طرف نہیں آسکتا اور جو جہالت کی بنا پر جھگڑا کرتا رہتا ہے وہ حق کی طرف سے اندھا ہو جاتا ہے اور جو کجی کا شکار ہو جاتا ہے اسے نیکی برائی اور برائی نیکی نظر آنے لگتی ہے اور وہ گمراہی کے نشے میں چور ہو جاتا ہے اور جو جھگڑے اور عناد میں مبتلا ہو جاتا ہے اسکے راستے دشوار، مسائل نا قابل حل اور بچ نکلنے کے طریقے تنگ ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد شک کے چار شعبے ہیں: کٹ حجتی، خوف، حیرانی اور باطل کے ہاتھوں سپردگی۔ ظاہر ہے جو کٹ حجتی کو شعار بنالے گا اسکی رات کی صبح کبھی نہ ہوگی اور جو ہمیشہ سامنے کی چیزوں سے ڈرتا رہے گا وہ الٹے پاؤں پیچھے ہی ہٹتا رہے گا جو شک وشبہ میں حیران وسرگرداں رہے گا اسے شیاطین اپنے پیروں تلے روند ڈالیں گے اور جو اپنے کو دنیا کے سپرد کر دے گا وہ واقعاً ہلاک ہو جائے گا۔

چند آثار علمی:

ترجمہ قرآن مجید

ترجمہ اقتصادنا شہید باقر الصدر

فلسفتنا

ابو طالب مومن قریش ترجمہ استاد عبداللہ خنیزی

امام صادق اور مذاہب اربعہ ترجمہ

انوار عصمت (خلاصہ کتاب الخصال شیخ صدوقؒ)

ترجمہ کتاب معالم المدرستین علامہ مرتضیٰ عسکری

خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازی

نظریہ عدالت صحابہ

اصول و فروع

حسین منی مجموعہ مجالس

محافل و مجالس ۲ جلد

مطالعہ قرآن

ذکر و فکر

عقیدہ و عمل

عقیدہ و جہاد

مجموعہ احادیث قدسیہ

نقوش عصمت

انامن الحسین

اشتیاق حسین

سید اشتیاق حسین علمی شخصیت کے حامل ہیں۔۔

صحیفۂ معرفت:

اس کتاب میں فضائل مولا علیؑ کے علاوہ خطبہ مونقہ وخطبہ بے نقط کا متن اور ترجمہ شامل ہے۔کراچی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

جہادالاسلام

محترم جناب جہادالاسلام صاحب بنگلہ دیش کے نامور ادیب اور مشہور اسکالر ہیں اہم عہدوں پر فائز ہوکر اعلیٰ پیمانے پر خدمات انجام دے رہے ہیں آپکی متعدد کتب شائع ہوچکی ہیں آپ کا اہم علمی کارنامہ نہج البلاغہ کا بنگالی زبان میں ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ بلامتن پہلی بار ۲۰۰۰ء اور دوسری بار ۲۰۰۱ء میں ڈھاکہ سے شائع ہوا ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر ضروری الفاظ کی تشریح بھی کی ہے۔

اس ترجمہ میں جناب علی رضا صاحب کے انگریزی ترجمہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

سعید حیدر زیدی

مولانا سعید حیدر زیدی پاکستان کے صاحبان قلم میں سے ہیں ترجمہ نگاری میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔

نہج البلاغہ اور حیات اجتماعی:

یہ حجۃ الاسلام شیخ حسن موسیٰ الصفار کی تقاریر کا مجموعہ ہے جسمیں نہج البلاغہ میں موجود خطبات، مکتوبات کے ذریعہ حیاتِ اجتماعی کے مختلف شعبوں کے بارے میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے اصل کتاب عربی زبان میں تالیف کی گئی۔ ایران میں اسکا فارسی ترجمہ ہوا اور فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا کیونکہ یہ تقریریں نوجوانوں کے درمیان کی گئی ہیں اسلئے اختصار کے ساتھ عام فہم گفتگو کی گئی ہے تاکہ نئی نسل تعلیمات امیر المومنین علیہ السلام کے زیرسایہ معاشرہ میں صحیح معنوں میں زندگی گزار سکے۔

کتاب کے عناوین اس طرح ہیں عدالت اجتماعی، معاشرہ میں ظلم کی مختلف شکلیں، فقر و محرومی، طبقاتی تفریق، گمراہی جرائم، قیام عدل، قانون کی گرفت، معاشرہ کی بے چینی، حق کا معیار، انسان کی آزادی، وراثت و تربیت، عقیدہ کی آزادی، کردار اور عمل کی آزادی، امت مسلمہ کی افسوسناک صورتحال، نفسانی برائیاں وغیرہ عنوانات پر تفصیلی ذکر ہے۔

یہ ترجمہ کراچی سے محرم ۱۴۲۲ھ/ اپریل ۲۰۰۱ء میں دارالثقلین سے شائع ہوا

ابوجعفر

جناب ابوجعفر صاحب بنگلہ دیش کے مایہ ناز رائٹر اور اسکالر ہیں بڑے پیمانے پر علمی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں آپکا یادگار کارنامہ بنگلہ زبان میں نہج البلاغہ کا ترجمہ ہے یہ ترجمہ دو جلدوں میں ڈھاکہ بنگلہ دیش سے ادارۂ نور الثقلین کی جانب سے ۱۳؍رجب ۱۴۲۴ھ/ ستمبر ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ بیحد مقبول ہوا اور خاطر خواہ پذیرائی ہوئی۔

یوسف حسین، مرزا

مولانا مرزا یوسف حسین چودھویں صدی کے عالیقدر شارح نہج البلاغہ تھے آپکی ولادت ۱۳۱۹ھ/ ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۱ء کولکھنؤ میں ہوئی لکھنؤ کے ادبی وعلمی ماحول میں نشو ونما ہوئی ابتدائی تعلیم جامعہ ناظمیہ میں حاصل کی اسکے بعد جامعہ سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہکر مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا، مولانا سید عالم حسین، باقر العلوم مولانا سید محمد باقر جیسے جیداساتذہ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے اور مدرسہ کی آخری سند "صدر الافاضل" حاصل کی مدرسۃ الواعظین میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۲۴ء میں ڈیرہ اسماعیل خاں بطور واعظ بھیجے گئے جہاں آپ نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے تبلیغی امور انجام دیئے۔ اسکے علاوہ پاراچنار خیر پور میرس، دریا خان ضلع بھکر بلتستان میں بھی رہے۔

۱۹۵۰ء میں میانوالی میں سکونت اختیار کی جہاں بیس سال تک خدمات انجام دیں ۱۹۷۰ء میں لاہور تشریف لے گئے اور مدرسۃ الواعظین میں مدرس اعلیٰ کے منصب پر رہ کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ [1]

آپکو تصنیف و تالیف کا بیحد شوق تھا اہم موضوعات پر مضامین اور کتب سپرد قلم کیں۔ آپ کا اہم کارنامہ ترجمہ نہج البلاغہ ہے جو لاہور سے شائع ہوا۔

آثار علمی:

اثبات الاعجاز۔ ۲ حصے
عقائد مذہب شیعہ
کتاب الخمس

---

[1] تذکرۂ علماء امامیہ پاکستان۔ ص: ۳۶۸

مسح رجلین

ارسال الیدین

البتول فی وحدت بنت رسول

العقد

مقدس سیرت

جنگ احد

کفر شکن

وفات عائشہ

وفات عثمان

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے نہج البلاغہ کے ۲۳۹ خطبات کا سادہ وسلیس زبان مین ترجمہ کیا جسے ملک صادق علی عرفانی مدیر اعلیٰ اخبار ''شیعہ'' لاہور نے شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاب پریس لاہور سے شائع کیا اس مجموعہ میں مولانا غلام محمد زکی سرور کوٹی کا ترجمہ بھی شامل ہے جو آپنے مکتوبات و کلمات کا کیا ہے۔

یہ ترجمہ ۲۳ رشوال ۱۳۹۳ھ/ ۹ر نومبر ۱۹۷۴ء میں پائے تکمیل کو پہونچا۔ جناب سہیل بنارسی نے نہج البلاغہ کے عنوان سے نظم کہی اور تاریخ نکالی ۔ دلیلوں کا مینار نہج البلاغہ

۱۹۷۴ء

ترجمہ انتہائی شستہ زبان میں ہے۔ زبدۃ العلماء مولانا سید محمد صادق آل نجم العلماء کا معلوماتی مقدمہ مندرج ہے اسکے علاوہ متعدد علماء کے علمی مضامین درج ہیں ''استناد نہج البلاغہ'' مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی '' امیر المومنین کی علمی خدمات'' ادیب اعظم مولانا ظفر حسن

امروہوی ''حضرت امیر المومنینؑ اور علم غیب'' علامہ محمد بشیر انصاری ''سوانح حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ'' مولانا ناظل حسنین سرسوی ''نہج البلاغہ کلام امیر المومنینؑ ہے'' سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی۔

ترجمہ کی خصوصیت:

☆ ہر طبقے کو پیش نظر رکھتے ہوئے آسان تر الفاظ میں ترجمہ کرنے کی سعی بلیغ کی ہے۔

☆ ضخامت کے خوف سے الفاظ کی تشریحات اور تفسیری نوٹ بھی مختصر ہیں۔

☆ جہاں حاشیہ کی ضرورت محسوس کی وہاں مختصر اور جامع الفاظ میں حاشیہ لکھا۔

☆ بھرپور کوشش کی ہے کہ کوئی لفظ ترجمہ سے محروم نہ رہ جائے جہاں لفظی ترجمہ کافی نہیں ہوا وہاں قوسین میں الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے۔

☆ ترجمہ کرتے وقت سابقہ تراجم و شروح کو پیش نظر رکھا ہے۔

علامہ محمد بشیر انصاری:

''جناب علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ نے اس دور میں کافی تفحص و تعمق کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے جو بہر حال سابقہ تراجم پر نظر غائر و التفات کامل مبذول فرماتے ہوئے ہی تحریر کیا گیا ہے تا کہ سابقہ لغزشوں اور گذشتہ مسامحات سے محفوظ ہو مگر کسی زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ کلام جو معجزانہ حیثیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید کی طرح اسکی تفسیر ہی اسکے معنی کو واضح کر سکتی ہے۔ جناب علامہ موصوف نے

نہایت جانفشانی سے اس ضرورت کو بقدر امکان پورا کیا ہے یہ ترجمہ سابقہ تراجم کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور زبان کے لحاظ سے زیادہ سلیس ہے نیز اس میں ایسے کلمات کا بہترین حل پیش کیا گیا ہے جو مخالفین مناظرانہ انداز میں پیش کرتے رہتے ہیں۔'' ۱

نمونۂ کلام پیش خدمت ہے

اے لوگو! ہماری صبح ایسے جفا کار اور ناشکر گزار زمانہ میں ہوئی ہے جس میں نیکوکار کو خطا کار سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنی سرکشی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔

جو چیز ہم جانتے ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور جن چیزوں سے ناواقف ہیں انہیں جاننے والوں سے دریافت نہیں کرتے اور جب تک ہم پر کوئی مصیبت آ نہیں جاتی اس سے نہیں ڈرتے۔ لوگ چار قسم کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنہیں صرف ان کے نفوس کی پستی، سامان کی خرابی اور مال کی کمی فساد سے باز رکھتی ہے۔

بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی ہے اپنے شر کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے سواروں اور پیادوں کو یکجا کر لیا ہے اپنے نفس کو شرارت پر آمادہ کر لیا اور اپنے آپ کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ صرف اس دنیا کے لئے جسے وہ حاصل کر رہے ہیں اور اس لشکر کے لئے جس کی قیادت کر رہے ہیں اور اس منبر کے لئے جس پر وہ بلند ہیں اور یہ بہت ہی بُری تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور تمہارا اجو اجر خدا کے پاس ہے اس کا عوض قرار دے دو۔

اور بعض وہ ہیں جو آخرت کے کام کر کے دنیا کے طلب گار ہیں لیکن دنیا میں نیک کام کر کے آخرت کے طلبگار نہیں انھوں نے اپنے جسموں کو باوقار بنا رکھا ہے آہستہ آہستہ قدم اٹھائے دامنوں کو اوپر کی طرف

۱ ترجمہ نہج البلاغہ مولانا مرزا یوسف حسین۔ ص:۵۴

سمیٹے رہے اور اپنے آپ کو اس طرح سنوار لیا کہ لوگ انہیں امین سمجھنے لگے اور انھوں نے خدا کے پردہ کو معصیت کا ذریعہ بنالیا ہے۔

ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں نفس کی مقاومت اور وسائل مفقود ہونے نے ملک و دولت کی طلب سے دور رکھا ہے اور موجودہ حالت نے پہلی حالت پر روک رکھا ہے اسلئے انھوں نے قناعت کے نام سے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے اور زاہدوں کے لباس سے اپنے کو سج لیا ہے حالانکہ ان کا زہد سے نہ صبح ربط رہا نہ شام۔

اس کے بعد وہ لوگ باقی رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جھکی رہتی ہیں اور آنسو جاری رہتے ہیں کچھ تو وہ ہیں جو راندہ ہیں دنیا والوں سے الگ ہیں اور کچھ خوفزدہ ذلت وخواری میں مبتلا ہیں کوئی دہن بستہ خاموش ہے اور کوئی خلوص سے دعائیں کر رہا ہے کچھ غمزدہ اور درد رسیدہ ہیں ظالموں کی دہشت نے انہیں گوشہ نشین کر دیا ہے۔ ذلت و خواری نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

وہ ایک دریائے شور میں پڑے ہیں ان کے منھ بند اور دل زخمی ہیں وہ لوگوں کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے ان پر اتنا جبر کیا گیا کہ وہ دب گئے اور اتنے قتل کئے گئے کہ نمایاں کمی آگئی۔

دنیا تمہاری نظروں میں ببول کی چھال اور اون کے بچے ہوئے ریزوں سے بھی زیادہ پست ہونا چاہیے۔

اور ان سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گزر گئے قبل اس کے کہ تمہارے بعد آنے والے تم سے عبرت حاصل کریں اس دنیا کو برا سمجھ کر چھوڑ دو اس لئے کہ اس نے آخر میں انہیں بھی چھوڑ دیا جو تم سے زیادہ اسکے والہ وشیدا تھے۔

حسن عسکری، حیدرآبادی

جناب حسن عسکری کا تعلق سرزمین علم وادب حیدرآباد دکن سے تھا۔ آپ علم دوست اور علم پرور شخصیت کے حامل تھے۔ لکھنے پڑھنے اور قومی خدمات کے جذبہ سے سرشار تھے نہج البلاغہ آپکی محبوب کتاب تھی آپ اس گرانقدر خزانہ کو لوگوں میں عام کرنا چاہتے تھے۔ ۱۹۶۴ء میں ماہ مبارک رمضان میں آپنے منصوبہ بنایا کہ ہر جمعہ بعد نماز مغربین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کسی نہ کسی خطبہ کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا جائے۔ ضروری اور مشکل الفاظ کی تشریح اور اہم نکات کی وضاحت کی جائے ''خطبات گوئی'' کا یہ پروگرام بہت مقبول ہوا جسمیں بزرگوں اور نوجوانوں نے خاص دلچسپی لی۔

انتخاب نہج البلاغہ:

محترم حسن عسکری صاحب نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک بآسانی پہونچانے کیلئے نہج البلاغہ کے چالیس خطبات کا انتخاب کیا۔ یہ مجموعہ ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء میں نیشنل پرنٹنگ پریس چارکمان حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اس انتخاب کا مقصد یہ تھا کہ مختصر اور گراں علمی سرمایہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچے اور نہج البلاغہ تحقیقی اور علمی توجہات کا مرکز بنے۔ اس انتخاب کو کافی حد تک پذیرائی ملی اور موصوف اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

محمد باقر، جوراسی (م۱۴۲۵ھ)

مولانا سید محمد باقر وضعدار، سنجیدہ، متین شخصیت کے حامل بزرگ تھے آپنے ۵رشوال ۱۳۳۷ھ/۴رجولائی ۱۹۱۹ء جوراس ضلع بارہ بنکی کے زمیندار، رئیس اور علمی خانوادے میں آنکھ کھولی۔ والد ماجد جناب سید مہدی حسن مرحوم نے ''محمد باقر'' نام رکھا مذہبی ماحول میں نشو ونما ہوئی آپکے بزرگ دین کے محافظ اور شریعت کے پاسدار تھے یہی سبب ھیکہ آج بھی آپکا خانوادہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کی حفاظت کیلئے مشہور ہے۔ مولانا محمد باقر صاحب نے اس دور کے بزرگ اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور علم وکمال کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ آپ کو دوران طالب علمی ہی لکھنے پڑھنے کا شوق رہا ۱۷ سال کی عمر میں قلمی رسالہ ''ادیب'' جاری کیا جس سے آپکی صحافتی عمر کا اندازہ ہوتا ہے شاعری کا بھی بچپن سے شوق رہا اور ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی بے شمار غزلیں، نظمیں، سلام اور نوحے کہے جو رسائل میں مسلسل شائع ہوتے رہے۔ تواضع، انکساری، سادگی، خندہ پیشانی آپکا خاصہ رہا چھوٹوں سے بھی بہت خلوص کے ساتھ ملتے تھے اکثر راقم نے دوران طالب علمی مدرسہ ناظمیہ میں زیارت کی اور شرف ملاقات حاصل ہوا آپ عظیم عالم ہونے کے ساتھ اعلیٰ مربی بھی تھے ہر وقت زبان پر'' قال الباقرؑ وقال الصادقؑ '' رہا دوران گفتگو ائمہ علیہم السلام کی احادیث کو ذکر تے تھے یہی سبب ہیکہ آپکے تمام صاحبزادے استاد محترم جناب مولانا سید محمد غافر صاحب، جناب مولانا غلام السیدین صاحب، جناب مولانا سید محمد جابر صاحب سب ذی علم اور ذی شرف ہیں یہ مولانا مرحوم ہی کی تربیت ہے کہ نہ صرف آپکے بیٹے بلکہ آپ کے پوتے بھی صاحب علم وفضل ہیں۔ مولانا نے طویل عرصے تک قلم وقرطاس کی اعلیٰ پیمانے پر خدمت کی اور اہم ومفید کتب کے ترجمے اور ماہنامہ اصلاح کی ادارت کی۔

آثار علمی:

ترجمہ خورشید خاور

ملت شیعہ کا دماغ

ابوشاکر دیصانی

حیرت انگیز واقعات

عالم برزخ

درسگاہ امام صادقؑ

سچے واقعات

امام جعفر صادقؑ اور سائنسی انکشافات

العلائم امام قائمؑ

عبداللہ بن سبا

۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ/۲۲؍مئی ۲۰۰۴ء میں رحلت فرمائی علامہ سید محمد شاکر نقوی امروہوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور وطن ہی میں آسودۂ لحد ہوئے۔

وصی رسولؐ کا وصیت نامہ:

یہ ترجمہ امامیہ مشن لکھنؤ سے ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوا۔

ترجمہ کا نمونہ ھدیۂ ناظرین ہے۔

جنگ صفین سے واپسی کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے یہ وصیت جناب امام حسن علیہ السلام کے لئے تحریر فرمائی۔

باپ کا بیٹے سے خطاب:- فنا ہوجانے والے زمانے کی خصومتوں کے سامنے عجز کا اقرار کرنے

والے، بڑھاپے کی طرف زندگی کا رخ موڑنے والے، مصائب کے تحمل میں زمانے کی اطاعت کرنے والے، خواہشات دنیا کی مذمت کرنے والے، مردوں کے مساکن میں قیام کرنے والے اور کل کو اس دنیا سے کوچ کرنے والے باپ کی طرف سے یہ وصیت اُس بیٹے کے نام ہے جو میسر نہ ہونے والی چیز (ہدایت دنیا) کی آرزو رکھتا ہے، ایک ہلاک ہونے والے دور فنا فی اللہ شخص کے راستے پر گامزن ہے، بیماری کے تیروں کا نشانہ ہے، شدائد روزگار کا مرہون ہے، مصیبتوں کے تیر کھائے ہوئے ہے قرب دنیا کا پابند ہے، مکر و فریب کی سرا کا تاجر ہے، موت کا قرض دار ہے اور موت ہی کا اسیر ہے، غم و آلام کا ہم عہد ہے، حزن واندوہ کا مصاحب ہے، آفات کے تیروں کا ہدف ہے، دشمنوں کی خواہشوں کا کشتہ ہے اور مر جانے والوں کا جانشین ہے۔

اپنی کیفیت:۔حمد خدا اور نعت رسولؐ کے بعد جاننا چاہیے کہ مجھ سے دنیا کا برگشتہ ہونا، زمانے کا سرکشی کرنا اور عاقبت (موت) کا میری طرف متوجہ ہونا، ان امور کو میں نے پہچان لیا ہے اور انھیں نے مجھے اپنے غیر کی حالت کے ذکر اور اپنے نفس کے علاوہ دوسرے کے امور کا اہتمام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ مگر جب سے بغیر آلام مردم کے میرے نفس کا الم میرے ساتھ منفرد ہو گیا اس وقت سے میری تدبیر نے مجھ سے سچی بات کہی اور مجھے میری خواہش سے برگشتہ کر دیا۔ خاص میرے ہی کام (رحلت) کی میرے لئے کر دیا، جد و جہد کی منزلیں طے کرنے کے لئے میرے بازو کھول دیے، اس جستجو اور تلاش میں کسی قسم کا لہو ولعب شامل نہیں اور مجھے ایسی صداقت کے واسطے آمادہ کیا جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں۔ اے فرزند! اب میں نے تمہیں صرف اپنی ذات کا ایک حصہ نہیں پایا بلکہ تمہیں کیا دیکھا تمام و کمال اپنے آپ ہی کو دیکھا، حتی کہ اگر تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو تو گویا مجھ پہ نازل ہوئی، اور اگر تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی۔ پس اب تمہارے امور میں میری توجہ ایسی ہی ہے کہ جیسی اپنے امور میں ہوتی۔ لہذا میں نے اپنا یہ وصیت نامہ تمہارے لئے تحریر کر دیا اور میں اس تحریر کی حفاظت کا طالب ہوں، چاہے میں تمہارے لئے باقی رہوں یا فنا ہو جاؤں۔

تزکیہ نفس:-اے فرزند! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، میری وصیت یہ ہے کہ تم امرِ خدا کے پابند رہو، وہ وسیلہ جو تمہارے اور خداوند عالم کے درمیان ہے کون سا وسیلہ اس سے زیادہ مضبوط ہے جو تم اس کو اخذ کرو، نصیحتوں کو قبول کرکے اپنے دل کو زندہ کرو، اور زہد وتقویٰ اختیار کرکے اس کو مردہ کردو، یقین کے ساتھ اس کو قوت دو، موت کی یاد کے ساتھ اسے مطیع وفرماں بردار بناؤ، نیستی کے لئے اسے مقرر کردو، اسے دنیا کے مصائب دکھاؤ، زمانے کے حملوں اور گردشِ لیل ونہار کی برائیوں سے اسے ڈرادو، گزرے ہوئے لوگوں کی حکایتیں اس کے سامنے پیش کرو، اور تم سے پہلے لوگوں پر جو حادثات گزرے ہیں اسے ان کی یاد دلاؤ ان لوگوں کے مکانات اور نشانات کی سیر کرو پھر غور کرو کہ انھوں نے کیا کیا، کس چیز سے منتقل ہوئے، کہاں وارد ہوئے، اور کس مقام کو اپنی منزل بنایا؟ بے شک تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ اپنے دوستوں سے الگ ہوکر غربت اور تنہائی کے مکانوں میں جابسے، اور عنقریب گویا تم بھی انہیں میں سے ایک شخص کی مانند ہوجاؤ گے۔ اب تم اپنی منزل کی اصلاح کرو، اپنی آخرت کو اپنی دنیا کا تابع نہ بناؤ، اس چیز میں گفتگو کرنا چھوڑ دو جسے تم نہیں جانتے، اُس شے کے بارے میں حکم نہ لگاؤ جس کی تکلیف تمہیں نہیں دی گئی، اس راستے کو ترک کردو جس پر چلنے سے تمہیں ضلالت کا خوف ہو، کیوں کہ ضلالت اور گم راہی کی حیرانیوں کے وقت ٹھہر جانا طرح طرح کے خوف وخطر پر سوار ہوجانے سے بہتر ہے۔ نیکیوں کا حکم کرو کیوں کہ تم اس کے اہل ہو، اپنے ہاتھ اور زبان سے نہی عن المنکر عمل میں لاؤ، جو شخص امور قبیحہ عمل میں لاتا ہو اس سے بقدر اپنی طاقت ووسعت کے علیحدگی اختیار کرو۔

فی سبیل اللہ جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت راہِ خدا میں تمہاری روک تھام نہ کرے، جہاد کہیں بھی ہوان شدائد میں ڈوب جاؤ جو حق کا راستہ اختیار کرنے میں پیش آتے ہیں۔ فقہ دین کو حاصل کرو، اپنے نفس کو مکروہات پر صبر کرنے کا عادی بناؤ، کیوں کہ صبر اخلاق حسنہ میں سے نہایت ہی عمدہ خلق ہے۔ کل امور میں اپنے نفس کو اپنے پروردگار

کی امان میں لے جاؤ، کیونکہ ایسی صورت میں تم اسے ایک محفوظ مقام اور طاقتور محافظ کی طرف پناہ دو گے، اپنے سوال کو اپنے پروردگار کے لئے خالص کر دو، کیونکہ بخشش کرنا اور محروم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے، نہایت کثرت کے ساتھ خیر و برکت کے طلبگار بنو، میری وصیت کو سمجھو اور میری نصیحتوں سے اعراض کرتے ہوئے میرے سامنے سے روانہ نہ ہو، کیونکہ بہترین باتیں وہی ہیں جو کچھ نہ کچھ نفع پہنچائیں اور جان لو کہ اس علم میں کوئی خیر و برکت نہیں جس سے کسی قسم کا نفع حاصل نہ ہو، اور جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، اس کا سیکھنا اور یاد کرنا بھی کچھ ضروری نہیں۔

عابدہ نرجس

سیدہ عابدہ نرجس جن کا تعلق پاکستان سے ہے لکھنے پڑھنے کا شوق ہے آپنے نہج البلاغہ کے سلسلہ میں آسان زبان میں کتاب لکھی جسے مقبولیت حاصل ہوئی۔جسکا عنوان ہے قرآن کے بعد عظیم کتاب، نہج البلاغہ۔

قرآن کے بعد عظیم کتاب، نہج البلاغہ:

اس کتاب میں آپنے ثابت کیاھیکہ قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب اہم ہے تو وہ نہج البلاغہ ہے۔آپنے اسے انتہائی سادہ اور سلیس انداز میں پیش کیا ہے۔یہ کتاب ۲۰۰۴ء میں جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان سے شائع ہوئی۔

محمد حسین اکبر

ڈاکٹر محمد حسین اکبر کا شمار نامور ارباب علم وفن میں ہوتا ہے مختلف علمی آثار کے مصنف و مؤلف ہیں۔

مرتضوی نظام حکومت:

آپ نے عہد نامہ مالک اشتر کی روشنی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا نظام حکومت بیان کیا ہے یہ کتاب ادارۂ منہاج الحسینؑ پاکستان سے ۲۰۰۴ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

سید محمد تقوی، باسٹوی (۱۴۲۸ھ)

جناب مولانا سید محمد باسٹوی کا تعلق قصبہ باسٹہ ضلع بجنور کے علمی و ادبی خانودہ سے تھا ۔آپکا شمار چودھویں صدی کے عظیم المرتبت علماء میں ہوتا تھا ماہ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا صغیر حسن صاحب عالم ربانی تھے ابتدائی تعلیم خانوادہ کے بزرگوں سے حاصل کی ۔ ذہانت کا یہ عالم تھا کہ سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کر لیا۔ ۱۳۶۲ھ میں مدرسہ باب العلم نوگانواں سادات میں داخلہ لیا اور سلطان الواعظین مولانا آقا حیدر طاب ثراہ سے کسب فیض کیا۔ چار سال تک مدرسہ میں قیام کے بعد عازم لکھنؤ ہوئے جہاں جامعہ ناظمیہ میں مولانا محمد مہدی زنگی پوری، مولانا کاظم حسین، مفتی احمد علی، مولانا رسول احمد رحمھم اللہ سے معقولات و منقولات کا درس لیا۔ بعدہ ۱۹۵۱ء میں عراق روانہ ہوئے نجف اشرف میں جید فقہاء آیت اللہ محسن الحکیم، آیت اللہ ابوالقاسم خوئی، آیت اللہ اسد اللہ مدنی تبریزی کے علاوہ آقای مدرس افغانی، آقای اشکوری کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر فقہ و اصول میں اعلیٰ مقام حاصل کیا آپ حوزہ نجف میں درس بھی دیتے تھے طلاب کی بڑی تعداد آپکے درس میں شرکت کرتی تھی ۔تقریباً سولہ سال نجف اشرف میں حصول علم کر کے ۱۹۶۷ء میں ہندوستان مراجعت کی اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں بالخصوص بمبئی، دہلی اور گجرات میں اعلیٰ پیمانے پر دینی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ باب العلم نوگانواں سادات کے پرنسپل بھی رہے اسکے بعد منصبیہ عربی کالج میرٹھ کے پرنسپل منتخب ہوئے آپ طلباء سے انتہائی شفقت و مہربانی فرماتے تھے آخر عمر میں رامپور میں مستقل قیام فرمایا اور امام جمعہ کے فرائض انجام دیئے اور ۲۵ / ربیع الاول ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں واصل بحق ہوئے۔ [1]

آپ عربی، فارسی اور اردو کے صاحب فن شاعر تھے۔

---

[1] ماہنامہ ناصر دہلی مئی ۲۰۰۷ء

منظوم ترجمہ:

آپنے نہج البلاغہ کے کلمات قصار کی اردو زبان میں منظوم اجمالی شرح مختلف بحروں میں کی جسکا قلمی نسخہ آپکے فرزند مولانا علی رضا صاحب کے پاس رامپور میں محفوظ ہے۔نمونہ ملاحظہ ہو

۱۔ **قال علی علیه السلام کُنْ فِی الفتنۃِ کابنِ اللبُونِ لَا ظهرٌ فیرکب و لا ضرع فیحلب**

دور فتنہ میں رہو (اے نونہال)
اونٹ کے دو سالہ بچے کی مثال
کوئی اسکی پشت پر بیٹھے تو چل سکتا نہیں
اسکے خالی تھن سے کچھ بھی دودھ مل سکتا نہیں

....

دنیا والوں میں اگر ہڑبونگ ہو
گوشۂ تنہائی کو ملحوظ رکھ
فتنے ہنگاموں سے تو رہنا الگ
اپنی ذات اور بات کو محفوظ رکھ

....

تم رہو گوشہ نشیں جب کوئی ہڑ بونگ مچے
اپنی ہر بات کو اور ذات کو محفوظ رکھو
جبکہ ہڑ بونگ ہو بن اونٹ کے بچے کی مثال
اپنے ہر قول و عمل دونوں کو فتنے سے بچا

....

(دین و دنیا کی) حفاظت کیلئے یاد رکھو
دور فتنہ میں رہو گوشۂ تنہائی میں

....

تلخیٔ گوشہ نشینی کو ہمیشہ چکھو
ذات اور بات کو فتنے سے بچاؤ رکھو

....

تو دور فتنہ میں خاموش اور گوشہ نشیں رہنا
ترے کردار اور گفتار سے فتنہ نہ بڑھ جائے

۲ قال علی علیه السلام اَزریٰ بنفسهٖ منِ استشعر الطمع و رضی بالذل من کشف عن ضرهٖ وهانت علیه نفسَه من اَمَّرَ علیه لِسَانِهٖ

درد دل جس نے آشکارا کیا
اس نے رسوائی کو گوارا کیا
جس کی آزاد ہو گئی ہے زباں
اس کی ذلت کا ہو گیا ساماں

....

یہ لالچ جب کسی کا جبہ و دستار ہوتا ہے
زمانہ ہی میں بس وہ ہی ذلیل و خوار ہوتا ہے
اگر انسان نے اپنی مضرت آشکارا کی
تو پھر تو اس نے خود ہی اپنی رسوائی گوارا کی
زباں اپنی اگر آزاد رکھے گا کوئی انساں
تو پھر ذلت کا اس کی ہر قدم پر ہو گیا ساماں

آصف پاشا صدیقی

پروفیسر آصف پاشا صاحب نامور اہل قلم ہیں آپکی تالیف ''نکتۂ جہاں بانی'' عہد نامہ مالک اشتر جو نہج البلاغہ میں مذکور ہے اسکا ترجمہ اور تشریح ہے۔ باب العلم دار التحقیق کراچی سے دسمبر ۲۰۰۸ء میں منظر عام پر آئی۔

غلام محمد زکی، سرورکوٹی

مولانا محمد زکی سرورکوٹی کا شمار پاکستان کے ممتاز ارباب علم وادب میں ہوتا تھا آپکی تربیت علمی ومذہبی گھرانے میں ہوئی بی ایڈ اور فاضل کے امتحانات پاس کر کے علمی خدمات میں مصروف ہوئے۔آپکو نہج البلاغہ سے خاص عقیدت تھی آپنے مکتوبات اور کلمات قصار کا جدید طرز اسلوب میں ترجمہ کیا۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے نہج البلاغہ کے باب مکاتیب اور ارشادات کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ماہ مبارک رمضان ۱۳۹۴ھ/ ۱۲/اکتوبر۱۹۷۴ء میں مکمل ہوا جسے جناب صادق علی عرفانی مدیر اعلیٰ اخبار ''شیعہ'' لاہور نے جنوری ۱۹۷۹ء بار چہارم شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور سے شائع کیا اس میں مولانا مرزا یوسف حسین لکھنوی کا ترجمہ جو خطبات سے متعلق ہے وہ بھی شامل ہے۔

اس ترجمہ میں ۷۹ مکتوبات اور ۴۸۰ ارشادات وکلمات قصار شامل ہیں۔

ترجمہ کی زبان سادہ اور عام فہم ہے، ترجمہ متن سے بہت نزدیک ہے تاریخی استعارات و کنایات کو معتبر کتب تواریخ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ضروری الفاظ کی تشریح حاشیہ پر مندرج ہے۔مشکل لغت کو بخوبی حل فرمایا ہے۔

ترجمہ کا نمونہ

بنام معاویہ: اس کے ایک خط کا جواب جو آپ کے بہترین مکتوبات میں شمار ہوتا ہے:

اما بعد، تمہارا خط مجھے پہنچ گیا ہے، جس میں تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کے لئے برگزیدہ فرمایا،

اور آپؑ کے جن اصحاب نے آپکی تائید کی، اُن کے ذریعہ آپ کو مؤیّد فرمایا۔ چہ خوب! تم تو چھپے رستم ہی نکلے جو ہمارے ہی نبی کے بارے میں ہمیں کو جتلانے لگے وہ احسانِ خدا جو ہمارے ہی سامنے ہے اور وہ نعمتِ الٰہی جو ہمیں پر ہے سو تم ایسا کرنے میں اُس (احمق) کے برابر ہو گئے جو کھجوریں لاد کر ہجَر کو لے جائے (الٹے بانس بریلی کو لے جائے) یا جو اپنے ہی استادِ فن کو تیر اندازی کی دعوت دینے لگے۔ اور تمہارا گمان ہے کہ اسلام میں فلاں اور فلاں (ابوبکر و عمر) کو سب پر برتری حاصل ہے۔ تو تم نے ایسی بات کہہ دی کہ کہ اگر اُسے درست بھی مان لیا جائے تو تمہیں پھر بھی اس سے دور کا واسطہ نہیں، اور اگر ناقص ہے تو اس کا عیب تمہیں نہیں لگے گا۔ اور بھلا تم کون ہوتے ہو فاضل و مفضول اور راعی اور رعیت کا جھگڑا اٹھانے والے؟ اور پھر، طلقاء زادوں کو مہاجرینِ اولین کے مابین تمیز کرنے، اُن کی درجہ بندی کرنے اور ان کے طبقات کا تعارف کرانے سے کیا کام؟ لو (مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا) بے پر کا تیر بھی بول پڑا جس کا (پانسے کے) تیروں میں شمار ہی نہیں (نہ تیرہ میں نہ تین میں) اور (کیا کہنے) جھگڑا چکانے وہ بیٹھ گیا کہ جھگڑا ہی جس کے خلاف ہے، کیوں صاحب، انسانوں کی طرح اپنی حد میں رہو گے کہ نہیں؟ اپنے ہاتھ کی کوتاہی کو جانتے ہو یا نہیں؟ آگے کیوں بڑھتے ہو) پیچھے ہٹ کر وہیں کیوں نہیں کھڑے ہو جاتے جہاں کھڑے رہنا تمہارا مقدر ہے؟ کیوں کہ نہ تو شکست خوردہ کی شکست کا دھبہ تمہارے ماتھے پر ہے، نہ فاتح کی فتح کا سہرا ہی تمہارے سر ہے۔ اور تم ہی تو ہو کہ گمراہی (کی وادیوں) کے چکر کاٹ رہے ہو اور راہ راست سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی خاک چھانتے پھرتے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور تمہیں آگاہ

کرنا مقصود نہیں بلکہ اللہ کی نعمت کا بیان کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔کہ مہاجریں میں سے کتنے ہی لوگ راہِ خدا میں شہید ہو گئے اور (حالانکہ) ہر شہید صاحب فضیلت ہے مگر جب ہم اہل بیت کے شہید نے شہادت پائی تو اسے سیدالشہدا کہا گیا۔اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نماز جنازہ کے وقت اسے ستّر تکبیروں سے مخصوص فرمایا۔اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ بہت سے لوگوں کے ہاتھ راہِ خدا میں کٹ گئے اور ان میں سے ہر صاحب فضیلت ہے لیکن جب ہمارے ایک (جانباز) کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو اُن کے ایک سے ہو چکا تھا تو اسے **اَلطَّیّارُ فِی الْجَنَّۃِ** (جنت میں پرواز کرنے والا) اور **ذُو الْجَنَاحَیْنِ** (دوشہپروں والا) کہا گیا۔اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ خدا نے آدمی کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے منع فرمایا ہے تو ذاکر (راقم الحروفؒ) اُن کثیر التعداد فضائل کا ذکر کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان اُن کی کثرت کی تاب نہیں لا سکتے۔لہذا ان (شکاریوں) کا ذکر چھوڑو، جن کا تیر خطا ہو گیا تو (بدحواسی میں) شکار کے پیچھے دوڑ پڑے۔کیونکہ ہم تو اپنے رب کے زیر احسان ہیں اور ہمارے بعد تمام لوگ ہمارے شرمندۂ احسان تمہاری قوم پر ہماری بالا دستی اور جانی پہچانی برتری کو ان باتوں نے ہم سے روک نہیں لیا، جو ہم نے تمہیں اپنوں میں شامل کر لیا، پھر آپس میں بیاہ شادیاں کر کے تم سے ہمسروں کا سا سلوک کیا، حالانکہ تم لوگ اس مقام پر نہ تھے۔اور اب وہ کھویا ہوا مقام تمہیں کہاں سے حاصل ہو گا جبکہ ہم میں سے نبیؐ اور تم میں سے مکذّب (جھٹلانے والا) اور ہمیں سے شیرِ خدا، اور تمہیں سے شیر اخلاف، اور ہم سے جوانانِ اہل جنت کے دونوں سردار اور تم سے **صِبْیَۃُ**

النّار (دوزخی لڑکے) اور خاتون زنانِ عالمین ہم سے **حمالۃ الحطب** (لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے والی) تم سے ہے۔ یہ چند باتیں اُن کثیر التعداد باتوں میں سے ہیں، جو ہمارے حق میں اور تمہارے خلاف جاتی ہیں۔

چنانچہ جہاں ہمارے اسلام (کی قبولیت) شہرۂ آفاق ہے وہاں جاہلیت کے دور میں ہمارا اسلام ناقابل انکار ہے۔ اور (اب) جو فضائل ہمارے بیان سے رہ گئے، وہ کتاب خدا میں جامع طور پر موجود ہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ اور قرابت والے کتاب خدا میں (اوروں کی نسبت) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ابراہیم کے (شرف کے) سب سے زیادہ حقدار، اُن کا اتباع کرنے والے اور یہ نبی اور (اس نبی پر) ایمان رکھنے والے ہیں اور اللہ مومنوں کا ولی ہے" لہذا ایک طرف تو قرابت کی بنا پر ہم اولیٰ ہیں اور دوسری طرف اطاعت کی رو سے ہمارا حق فائق ہے اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انصار کے سامنے بطور حجت پیش کیا تو اُن پر فتح یاب ہو گئے۔ پس اگر فتح کی بنا قرابت رسول ہے تو (خلافت کا) حق ہمیں پہنچتا ہے، تمہیں نہیں۔ اور اگر فتح کی شرط کوئی ہے تو انصار اپنے دعوے پر قائم رہیں گے۔ (اور تمہیں اس صورت میں بھی کوئی حق خلافت نہ رہا) اور تمہارا گمان باطل یہ بھی ہے کہ میں نے تینوں خلفاء سے حسد کیا اور ان سب کے خلاف بغاوت کی۔ تو اگر بات اسی طرح ہے تو (میرا) گناہ تمہاری گردن پر نہیں کہ تم سے معذرت کی جائے۔ (بقول شاعر) یہ وہ عیب ہے جس سے تمہارا دامن داغدار نہیں ہوگا۔

اور تمہارا کہنا ہے کہ مجھے بیعت کے لئے اس طرح کھینچ کر لایا جاتا

رہا جیسے اونٹ کو نکیل سے پکڑ کر کھینچا جاتا ہے تو ذاتِ قدیم کی قسم، تم نے ارادہ تو مذمت کا کیا تھا مگر کر گئے (میری) مدح۔ اور رسوا مجھے کرنا چاہا مگر الٹے خود رسوا ہو گئے کیوں کہ مظلوم ہو جانا مردِ مسلم کے لئے کسرِ شان کا موجب نہیں ہوتا، جب تک وہ اپنے دین ویقین میں شک وشبہ کا مرتکب نہ ہو۔ اور میری اس دلیل کا اصل نشانہ تو (تم نہیں) دوسرے ہیں، مگر اتفاق سے اس کا جس قدر ذکر سامنے آ گیا، میں نے لگے ہاتھوں تم سے بھی کر دیا۔

پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر چھیڑ دیا ہے، سو چو چونکہ تم اُن (عثمان) کے قرابتدار ہو، اس لئے حق بجانب ہو کہ تمہیں اِس بات کا جواب دیا جائے۔ تو بتاؤ ہم تم دونوں میں سے اُن کا زیادہ دشمن کون ہوا، اور اُن کے قتل کی راہیں زیادہ تر کس نے پیدا کیں؟ آیا اس نے کہ جس نے فراخدلی سے اپنے تصرف کا ہاتھ بڑھایا تو اُنھوں (عثمان) نے اُسے بٹھا دیا، اور اُس کا ہاتھ روک دیا، یا اُس نے کہ جس سے انہوں نے نصرت طلب کی تو اُس نے خود تو اُنہیں ٹرخا دیا مگر موت کو ان کی طرف بھیج دیا۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنی موت کے منہ میں آ گئے۔ خدا کی قسم وہ بات نہیں جو تم کہتے ہو بلکہ ''اللہ کے علم میں ہیں تمہارے وہ جوان جو دوسروں کو نصرت سے باز رکھتے ہیں اور اپنے جیسے بھائیوں کو آوازیں دیتے ہیں کہ اِدھر آ جاؤ، اور خود بھی (میدانِ) جنگ کا صرف منہ دیکھنے آتے ہیں۔''

اور ہاں، یہ ٹھیک ہے کہ میں اُن (عثمان) کی گونا گوں بدعتوں کی عیب گیری کرتا رہا۔ جس کی عذر خواہی میں اب بھی کرنے والا نہیں ہوں سو اگر گناہ یہی ہے کہ میں اُنہیں راہ پر لاتا اور اُن کی رہبری کرتا رہا، تو (کیا ہوا) اکثر ملامت کا نشانہ بننے والے وہی ہوتے ہیں جن کا کوئی قصور نہیں

ہوتا۔

''اور (بقول شاعر) نصیحت ناپذیر کو بار بار نصیحت کرنے والے کے ہاتھ تہمت کے سوا کچھ نہیں آتا۔'' میں نے تو جہاں تک ہو سکا، اصلاح کے سوا کچھ چاہا ہی نہیں۔ اور میری تمام تر توفیق فقط اللہ سے وابستہ ہے، وہی میرا سہارا ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور تم نے کہا کہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے تمہارے پاس تلوار کے سوا کچھ نہیں۔ تو میں (تمہاری اوقات پر) رو ہی رہا تھا کہ (تمہاری اس جرأت پر) ہنسی آ گئی۔

(ذرا بتاؤ تو سہی) تم نے عبدالمطلب کی اولاد کو دشمنوں کے آگے سے قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے اور تلواروں کا خوف کھاتے ہوئے کب دیکھا؟ (تو خیر، بقولِ شاعر) ذرا دم لو کہ جمل کے میدانِ کارزار میں پہنچ جائے۔ پس تم جس کی تلاش میں ہو وہ خود تمہیں ڈھونڈ لے گا، اور جسے دور سمجھ بیٹھے ہو وہ تمہارے قریب آ جائیگا اور میں مہاجرین و انصار اور اُنکے شائستہ تابعین کا لشکرِ عظیم لے کر بڑی تیزی سے تمہاری طرف آنے ہی والا ہوں اہل لشکر کا ہجوم بے پناہ ہے اُن کی گرد پھیل کر دور دور تک چلی گئی ہے، وہ سب موت کے لباس میں ملبوس ہیں (گویا سر سے کفن باندھے ہوئے ہیں اور اُنکی محبوب ترین ملاقات اپنے پروردگار کی ملاقات سے اہل بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں اُن کے ساتھ ہیں، (یہ وہی تلواریں ہیں، جن کے پھلوں کے ہاتھ تمہارے اپنے بھائی، ماموں، نانا اور اہل خانہ (کے قتل کی صورت) میں خوب پہچانے ہوئے ہو'' اور (اب بھی) وہ ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔''

حیدر جاوید، سید

حیدر جاوید سید پاکستان کے ارباب علم وفن میں شمار ہوتے ہیں ایک عرصے سے قلم و قرطاس کی خدمت انجام دے رہے ہیں حنفی مسلک سے تعلق ہے عشق مولا علیؑ سے سرشار شخصیت کے حامل ہیں آپنے نہج البلاغہ سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے خطبات، مکتوبات اور کلمات کا انتخاب کر کے شائع کیا ہے۔

کلام ابوتراب:

مختلف موضوعات سے متعلق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات، خطوط اور کلمات کا انتخاب ۲۰۰۵ء میں خان پبلیشرز نئی دہلی سے شائع ہوا اسمیں ''سرخروئی کا سامان'' کے عنوان کے تحت جناب افضال شاہد صاحب اور جناب اکرم شیخ کا پیش لفظ ہے۔ عناوین توحید، حمد باری تعالیٰ، یقین کامل، کائنات اور خلقت آدم، عصر نبوت، سنت رحمت العالمین، عظمت انسان، چیونٹی کا بیان، نظام حکومت، حکمراں اور رعایا، بیت المال، قیامت، جہاد وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔

ترجمہ کا نمونہ

''ان سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے (اعضاء کو) موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے۔ اور اس کے پروں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ یہ (حسن توازن) ایسے پروں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو (ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے اور ایسی دم سے ہے جو دور تک کھنچتی چلی جاتی ہے جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے۔ تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے۔ اور اسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام)

دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح ادھر ادھر موڑ رہا ہو وہ اس کے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کے لئے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جفتی کھاتا ہے۔ میں اس (بیان) کے لئے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس شخص کی طرح نہیں کہتا، جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو۔ گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آ کر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے اور پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے۔ اور اس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے علاوہ وہ اس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا ہو تو بھی (انکے خیال کے مطابق) کوّے کے اپنی مادہ کو (پوٹے سے دانا پانی) بھر کر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصور کرو گے اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پر و بال) اگے ہوئے ہیں (انہیں زردی میں) خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے، اگر تم اسے زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے شگوفوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ منقش حلوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر زیوارت سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے ان نگینوں کی طرح ہے جو مرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیئے گئے ہوں اور اس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر محو خرام

ہوتا ہے۔ اوراپنے گلو بند کی نزاکتوں کی وجہ سے قہقہ لگا کر ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کرر ہا ہے اوراپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے۔ کیوں کہ اس کے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اوراس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے، اوراس کی (گردن پر) ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے صراحی (کی گردن) اوراس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصہ کہ جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کیئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو۔ گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن اس کی آب وتاب کی روانی اور چمک دمک کی بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تر وتازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے اس کے کانوں کے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے۔ جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے، وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے۔ جس نے سفید دھاری کا کچھ حصہ نہ لیا ہو۔ اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب وتاب کی زیادتی اپنے ریشمیں پیکر کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوئی ہے۔ وہ ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے کہ جنھیں نہ فصل بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج نے پرورش کی ہو، وہ کبھی اپنے پر و بال سے برہنہ اوراپنے رنگین لباس سے عریاں ہو جاتا ہے اس کے بال و پر لگا تار جھڑتے ہیں اور پھر پے

در پے اگنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے بازوؤں سے اسطرح جھڑتے ہیں جس طرح ٹہنیوں سے پتے۔ یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل وصورت تھی اسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سرمو ادھر سے ادھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرتا ہے۔ جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سرخی اور کبھی زمرد جیسی سبز اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا (غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں۔ یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جز نے وہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو، تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھیرا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور وہ جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔ اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی پیکر کہ جس میں اس نے روح داخل کی ہے۔ جنبش نہیں کھائے گا۔ مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حد آخر قرار دے گا۔

محمود حسن قیصؔر، امروہوی (۱۴۳۲ھ)

محقق، ادیب، علامہ سید محمود حسن قیصؔر کا تعلق امروہہ کے علمی خانوادہ سے تھا آپکی ولادت ۱۳۳۸ھ/ ۱۹/ اگست ۱۹۱۹ء میں ہوئی والد ماجد مولوی سید مقبول حسن قابلؔ امروہوی فارسی کے جید عالم تھے۔ قیصر صاحب نے ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول کالا کنواں میں حاصل کی اسکے بعد تحصیل اسکول امروہہ ۱۹۳۴ء میں اردو مڈل پاس کیا بعدہٗ جامعہ سید المدارس امروہہ میں زیر تعلیم رہکر منشی، کامل وغیرہ کے امتحانات پاس کئے۔ ۱۹۳۷ء میں جامعہ ناظمیہ لکھنؤ چلے گئے اور سرکار نجم العلماء کے زیر سایہ کسب علم کرنے لگے آپ کے اساتذہ میں مولانا اصغر حسین، مفتی محمد علی، مفتی احمد علی، حافظ کفایت حسین، مولانا سید علی نقی نقوی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۲ء تک لکھنؤ میں رہے الہ آباد تعلیمی بورڈ سے فاضل فقہ اور لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب کے امتحانات دیئے آپ ڈاکٹر مہدی حسن کی طلب پر آگرہ چلے گئے اور وہاں بحیثیت لٹریری اسسٹنٹ ایک سال کام کیا اسکے بعد رسالہ ''نور'' سے وابستہ ہوئے جو مرادآباد سے ادیب اعظم مولانا ظفر حسن صاحب کی سرپرستی میں نکلتا تھا ایک سال مرادآباد میں قیام کے بعد رامپور چلے گئے اور رضا لائبریری سے وابستہ ہو گئے۔ ۴/ دسمبر ۱۹۴۵ء میں شعبۂ مخطوطات کا چارج لیا اس زمانے میں امتیاز علی خاں عرشی ناظم کتبخانہ تھے ۱۴ سال کتبخانہ کی خدمت کرنے کے بعد علیگڑھ چلے گئے اور یکم مئی ۱۹۶۱ء میں مسلم یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری میں آپکا تقرر ہوا۔ یکم دسمبر ۱۹۷۷ء میں اسسٹنٹ لائبریرین شعبۂ مخطوطات بنائے گئے دسمبر ۱۹۷۸ء میں ساٹھ سال عمر کی بنیاد پر سبکدوش ہوئے۔ قیصر صاحب نے دوران ملازمت کتبخانہ کے مخطوطات کی تین توضیحی فہرستیں تیار کیں ۱۔ احسن مارہروی ۲۔ نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ اور ذخیرۂ آفتاب اسکے علاوہ مولانا آزاد لائبریری کے نادر مخطوطات پر اہم کتاب

بھی تحریر کی جو انجمن ترقی اردو ہند دہلی سے شائع ہوئی جس پر ڈاکٹر خلیق انجم کا حرف آغاز ہے آپکو نسخہ شناسی میں مہارت حاصل تھی لائبریری میں محفوظ قرآن کریم کے نسخہ کے بارے میں مشہور ہوگیا کہ یہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید کے آخر میں ایک مخروطی دائرے میں ''نوشتہ عالم گیرمحی الدین اورنگ زیب ۱۰۸۷ء'' لکھا ہوا ہے۔ آپنے دلیلوں سے ثابت کیا کہ یہ نسخہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ کسی نے نسخہ کی قیمت بڑھانے کیلئے ہاتھ سے لکھ دیا ہے آپنے تقریباً ۱۳۸ مخطوطات کی وضاحتی فہرست تیار کی جسمیں مؤلفین کے کچھ خودنوشت مخطوطات کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ آپنے اچھوتے موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ''رجال نہج البلاغہ'' آپ کی اہم تالیف شمار کی جاتی ہے۔ [1]

رجال نہج البلاغہ:

یہ کتاب عنوان اور مشمولات کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل ہے اسکے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں رجال کا ذکر دوسرے میں رواۃ کا۔ حصہ اول میں صرف ان اصحاب کا مختصر ذکر ہے جن سے نہج البلاغہ کا کوئی خطبہ یا مکتوب متعلق ہے یا جسکا ذکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ حصہ دوم میں ان راویوں کا تذکرہ ہے جنکا شمار کلام امیر المومنین علیہ السلام کے اہم راویوں میں ہے اور انہی کی روایت سے علامہ رضی تک حضرت کا بیشتر کلام پہونچا ہے اسی ضمن میں ان مؤلفین کا بھی ذکر کیا گیا ہے جنکے حوالے سے علامہ سید رضی نے امیر المومنینؑ کا کوئی کلام نقل کیا ہے۔ یہ کتاب ایران کلچر ہاؤس نئی دہلی سے اگست ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔ چونکہ آپ ابتداً حنفی المسلک تھے بعد میں تحقیق کر کے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اسلئے آپ کا خاندان ملا جلا چلا آ رہا ہے۔ کتاب میں علامہ عقیل الغروی کا وقیع مطالعہ مندرج ہے وہ لکھتے ہیں:

---

[1] آہ علامہ قیصر مؤلفہ ڈاکٹر سید ین شجاع ص:۴

''رجال نہج البلاغہ کے مصنف جناب محمود حسن قیصر امروہوی خود
ہماری دانشورانہ اورادبی روایت کے''رجال''میں سے ہیں وہ نسلاً سید ہاشمی
مذھباً راسخ العقیدہ شیعی اہلبیت واستعداد کے اعتبار سے نہایت ذی علم،
صلاحیت کے لحاظ سے خلاّق، لیکن ذہنی اورشعوری طور پر انتہائی محتاط شخص
ہیں انکی خلاق طبیعت تحقیق میں''تدلیس''کاارتکاب نہیں کرتی اورانکا تحقیقی
رجحان انکی تخلیقی صلاحیت کو زنگ نہیں لگا تا وہ شاعری کی طرف مائل ہوتے
ہیں تو اس طرح کے شعر کہتے ہیں جن میں مضمون آفرینی اورمبالغہ کی تمام تر
شعری روایات موجود ہوتی ہیں''

علامہ قیصر صاحب نے''نہج البلاغہ ایک نظر میں''عنوان کے تحت اہمیت نہج البلاغہ پر عالمانہ ومحققانہ روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیاھیکہ یہ خطبات ومکتوبات حضرت علی بن ابی طالبؑ کا کلام ہے علامہ سید رضی کا نہیں۔

دیگر آثار علمی:

تدوین کلام علی بن ابی طالب ۱۹۷۶ء
اصول فہرست نگاری ۱۹۷۵ء
ترجمہ کشف الحجب والاستار۔میر اعجاز حسین کنتوری
فہرست مخطوطات مولانا آزاد لائبریری
مرأۃ التصوف (تصوف پر اہم مخطوطات کی جزوی فہرست)۱۹۸۵ء
سرسید کی چند علمی تحریریں ۱۹۸۲ء
اسلامی علوم کے ہندی مصادر ۱۹۹۹ء
علیگڑھ میں محفوظ فرامین ودستاویزات

حامد رضوی، کراروی (۱۴۳۳ھ)

جناب حامد رضوی کی ولادت کراری ضلع الہ آباد میں ہوئی آپکا شمار دیندار ارباب علم و ادب میں ہوتا تھا۔ مذہبی ماحول میں تربیت ہوئی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا آپنے عصری تقاضوں کے پیش نظر اہم کتب کے ہندی زبان میں ترجمے کئے جو بہت زیادہ پسند کئے گئے۔۱۴۳۳ھ/۳۰رجنوری۲۰۱۲ء میں ۷۵ سال کی عمر پاکر وفات پائی۔ دریاباد الہ آباد کے قبرستان میں سپرد لحد کئے گئے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپ نے ہندی زبان میں نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ کیا جسے ہندی داں طبقہ نے بیحد پسند کیا۔ آپکی محنت اور کوشش لائق ستائش ہے اس کے کئی ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔

دیگر ترجمے:

ترجمہ قرآن مجید (ہندی)

ترجمہ تحفۃ العوام (ہندی)

احتشام عباس زیدی

مولانا احتشام عباس زیدی کا تعلق سیدین پور ضلع جونپور سے ہے والد ماجد دیندار بزرگ تھے جامعہ جوادیہ بنارس سے فخر الافاضل کرنے کے بعد ایران چلے گئے اور حوزۂ علمیہ قم میں زیر تعلیم رہ کر حوزہ کے جید اساتذہ سے کسب فیض کیا سازمان تبلیغات سے منسلک ہو کر متعدد کتب کے ترجمے کئے اور بحمد اللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپنے آقای محمد تقی رہبر کی کتاب کا ترجمہ کیا۔

نہج البلاغہ کے سیاسی تعلیمات:

یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں سازمان تبلیغات اسلامی سے شائع ہوئی نہج البلاغہ کے سلسلے میں معلوماتی کتاب ہے ۱۶/ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب

☆ معاشرہ کا نظام:-خوارج کی رجعت پسند منطق، دین وسیاست کا باہمی ربط، امت اسلام کی بنیادی مشکل، ایک حاکم نظام کی ضرورت، حکومتوں کا رول، فاسد حکومتوں کے آثار، جہالت اور ظلم وجور کی حاکمیت، قوم کو تاراج کرنے والے، غلامی کی لعنت، ظلم اور قتل وغارت، حکومتوں کا فسق وفساد، حکومتوں کی بلا، حاکم درندے، حکومتوں کے سلسلہ میں لوگوں کی ذمہ داری، قیادت کی ذمہ داری، امامت ایک حق ہے، امام، حق کا محافظ، حکومت کی تشکیل کا مقصد، حکومت کے سایہ میں امت کا اتحاد۔

دوسرا باب

☆ تشکیل حکومت کا مقصد:-عمومی حقوق کی حفاظت، جنگی وسیاسی اقدامات کا مقصد، حاکمیت اور اس کی بنیاد، شیطانی سیاستیں، باغیانہ سیاست، حکومت کا قانونی سرچشمہ، سیاسی اختلافات کے حل کی بنیاد، اسلامی اقدار کا تحفظ حکومت کا فریضہ۔

تیسرا باب

☆حکومت کی قانونی حیثیت:-انتخابات کی بنیاد،نظم حکومت کی پالیسی،نااہل حکام،حکام کی عدم صلاحیت کے اسباب،حکومتوں کا نفاذ،صالح ترین حاکم کون؟علیؑ،اسوۂ رہبری۔

چوتھا باب

☆بیعت کا انتخاب:-سوچی سمجھی اور آزاد بیعت،عہد شکن افراد،بیعت اور شرعی عہد۔

پانچواں باب

☆شوریٰ:-اس شوریٰ کی حقیقت،چند نکتوں کی وضاحت،شوریٰ کی قانونی حیثیت،چند دیگر اہم باتیں،حاکم کے انتخابات کی آزادی،چند مثالیں۔

چھٹا باب

☆اسلام کی سیاسی روش:-سیاست کی فکری اساس،طمع اور رشوت میں ڈوبی ہوئی سیاست، سیاسی اخلاق،مذموم سیاست۔

ساتواں باب

☆نظم وسیاست کے اصول:-نظم وضبط،ذمہ داریوں کی تقسیم،اہل خاندان کا انتخاب،سیاسی و اخلاقی امور کی نگرانی،ظلم وستم اور فریب،تباہی کے اسباب،خودستائی،حاکم کے لئے زہر،نفس کی حاکمیت سے رہائی،بندۂ خدا بھی،شمشیر خدا بھی۔

آٹھواں باب

☆سیاسی رہنماؤں کی خصوصیت:-حاکمان بے تخت وتاج،حضرت موسیٰؑ،حضرت داوٗدؑ حضرت عیسیٰؑ،پیغمبر اسلام کا زہد و ورع،حضرت علیؑ کا زہد وتقویٰ،سیاسی زہد،امام نمونۂ عمل، سیاست میں اخلاق کے جلوے،سیاسی آگاہی۔

نواں باب

☆ حکومت کے ارکان :- کتاب وسنت قانون کا سرچشمہ، علمائے دین کا کردار، عدالتی مسائل اور قاضیوں کے خصوصیات، قاضیوں کی نگرانی اور زندگی کے مسائل سے انہیں مستغنی رکھنا، خانگی ضرورتوں کی تکمیل، قدردانی، عدالت کی آزادی، اجرائی رکن اور ملت کا کردار، سپاہ یا فوج، دفاعی بجٹ، قاضی اور دیگر کارکنان حکومت، تجّار اور اہل صنعت وحرفت، کمزور اور نچلا طبقہ، خراج اور مالیات (ٹیکس)، عدم وابستگی اور بے داغ ماضی، وزیروں کا اخلاق، صاف گوئی، خوشامد سے پرہیز، دیگر ملازمین کا انتخاب نگرانی اور جانچ پڑتال۔

دسواں باب

☆ سپہ سالاروں کے خصوصیات :- خاندانی نجابت، درخشاں ماضی اور اخلاقی صلاحیت، جہاد کرنے والوں کی دیکھ بھال، سپہ سالاروں کا فوجیوں سے رابطہ، روزمرہ کے مسائل سے حکومت کی دلچسپی، حکام کی چوکسی اور ہوشیاری، حاکم کی قدردانی شخصیت نہیں بلکہ عمل کی قدر کرو، حکام کی دینداری اور دشمن سے ان کا جہاد، مشیران حکومت۔

گیارہواں باب

☆ حکومت اور عوام کا رابطہ :- حکومت میں عوام کی مرکزیت، حکومت اور عوام کے درمیان جدائی کے اثرات، اقتدار کے سایہ میں امید کی کرن، ظلم واستبداد کے بجائے مفاہمت کا ربط، تحکم، ظالموں کا شیوہ، حکومت اور رعایا کا اخلاقی رابطہ، اقلیتوں کے ساتھ حکومت کا رابطہ۔

بارہواں باب

☆ حکومت اور عوام کے ایک دوسرے پر حق :- تاجروں اور پیشہ وروں سے متعلق حکومت کی ذمہ داریاں، صنعت گروں اور مصرف کرنے والوں کی حمایت، معاشرہ کے غریبوں سے متعلق

حکومت کی ذمہ داری، بے سہارا بچے اور بوڑھے۔

تیرھواں باب

☆**عوام اور حکومت:**-عوام کی ذمہ داری، غیر ذمہ دار عناصر، اس کلام کے بنیادی نکتے، ظالم حکام کا سامنا، بیوفائیوں کا شکوہ، سچے ناصر کہاں ہیں؟، بے توجہی کا انجام۔

چودھواں باب

☆**عدل، اسلام کے سیاسی نظام میں:**-عدالت کا مفہوم، عدل کی اساسی بنیاد، عدل علیؑ کا ایک واقعہ، علیؑ معلم عدالت، دلوں کو جذب کرنا اور قدروں کو پہچاننا، عدل وانصاف کا حکم، نگاہ علیؑ میں عدالت کا دائرہ، عدالت ورحمت سب کے لئے، مسلمانوں کے خون کی حفاظت، مساوات نیز عدل میں ذمہ داری اور اخلاق کی رعایت، اجتماعی عدالت اور معاشرہ کا کمزور طبقہ، عادل رہبروں کی ذمہ داری۔

پندرھواں باب

☆**اقتصادی عدل و انصاف:**-عدل کے نفاذ پر بھر پور نگرانی، عمومی اموال سب کے لئے، ٹیکسوں کی وصول یابی۔

سولھواں باب

☆**علیؑ کی نگاہ میں صلح کا معیار:**- صلح کی سیاست اور اس کے شرائط۔

افروز مجتبیٰ، امروہوی

نوجوان فعّال عالم مولانا سید افروز مجتبیٰ کا تعلق سرزمین علم وادب امروہہ سے ہے۔آپکے والد ماجد جناب فرزند رضا دیندار انسان تھے مولانا گریجویشن کرنے کے بعد عازم ایران ہوئے اور حوزہ علمیہ قم میں زیر تعلیم رہکر جید اساتذہ سے کسب فیض کیا زیور علم سے آراستہ ہونے کے بعد ہندوستان واپس آئے اور مصروف تبلیغ ہوئے کئی کتابوں کے ترجمے کئے آج کل جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ کے شعبہ تعلیم سے وابستہ ہیں اور ہندوستان کے مدارس میں جامعۃ المصطفیٰ کا نصاب جو عصری تقاضوں کو مدنظر رکھکر تیار کیا گیا ہے اسے رائج کرنے کیلئے کوشاں ہیں تاکہ ہندوستانی مدارس عصری ضرورتوں کو پورا کرسکیں۔آپنے ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء میں ''نہج البلاغہ فاؤنڈیشن'' نئی دہلی میں قائم کیا اور ''نہج البلاغہ مراسلاتی اسکول'' کے ذریعہ تعلیمات نہج البلاغہ کو دروس کی شکل میں شائع کیا اس ادارے سے بارہ دروس نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ بارہ حصوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

پہلا حصہ میں منبع وجود کی جستجو کے عنوان سے معرفت خدا کا ذکر ہے۔مطبوعہ ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

دوسرے حصہ میں خدا کی حقیقی معرفت انسان کی فکری ارتقاء کی علامت کے عنوان سے ہے۔طبع ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

تیسرا حصہ عشق وعبادت کے بارے میں ہے۔طبع ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

چوتھے حصہ میں ''عبادت خدا ایک مثالی معاشرے کی بنیاد ہے'' کا ذکر ہے۔۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

ساتویں حصہ کا عنوان ''وحی فکر وقانون کی تدوین کا واحد خزانہ'' ہے طبع ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

گیارہواں حصہ ''زندگی کی حقیقت کے بارے میں ہے'' طبع ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء

بارہواں حصے میں آخرت کا عقیدہ اور روز جزا کا ذکر ہے۔طبع ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء

افتخار حسین نقوی نجفی

مولانا سید افتخار حسین نقوی نے ۱۳۷۱ھ/ جون ۱۹۵۱ء میں جنگل بیڑہ مظفر نگر ضلع ملتان میں سفر حیات کا آغاز کیا۔ والد ماجد جناب سید منظور حسین نقوی تھے۔ مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان میں کچھ عرصے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں عراق روانہ ہوئے نجف اشرف میں آقاء محمد علی افغانی، حافظ بشیر حسین، مولانا ساجد نقوی، مولانا محمد اسحاق، شیخ عباس کوجانی سے معقولات ومنقولات کا درس لیا۔ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ میں آپکو حکومت عراق نے گرفتار کرلیا ۲۸ روز جیل میں رہنے کے بعد رہائی ملی ۱۸/ ذی الحجہ کو کوئٹہ ہوتے ہوئے ملتان پہونچے اور مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے آپنے نوجوانوں کی ایک انجمن قائم کی جس سے آپ کی کئی کتب شائع ہوئیں ماہ جنوری ۱۹۷۸ء میں جامعۃ اہلبیت اسلام آباد تشریف لے گئے اور آپکی کوشش سے شوال ۱۳۹۸ھ سے ماہنامہ ''الزہرا'' کی شروعات ہوئی۔ آپنے اسلام آباد میں تعلیم بالغان کا بھی سلسلہ قائم کیا تھا جولائی ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد میں ہونے والے شیعہ کنونشن کے روح رواں تھے۔ تصنیف وتالیف کا بہت شوق ہے۔ نہج البلاغہ کے سلسلے میں بھی آپ تخلیق موجود ہے۔

معارف نہج البلاغہ:

نہج البلاغہ کے سلسلے میں معلوماتی کتاب ہے۔ ادارہ شریکۃ الحسین پبلیکیشنز پاکستان سے شائع ہوئی۔

تصانیف وتراجم:

تحریک حسینی

آداب مجالس ومحافل

گناہان کبیرہ

احکام صیام

اعمال ماہ رجب

اعمال ماہ ذی الحجہ

اعمال ماہ محرم

تراجم:

صفات شیعہ وفضائل شیعہ	شیخ صدوق
مشکلات جنسی نوجوان	شیخ ناصر مکارم شیرازی
مشرق کی پسماندگی کے اسباب	شیخ ناصر مکارم شیرازی
شہید	شہید مرتضٰی مطہری
حیات جاویداں یا حیات اخروی	شہید مرتضٰی مطہری
نظریۂ مہدویت	شہید باقر الصدر
عورت کا اسلام میں مقام	شہید مرتضٰی مطہری
داستان راستان ۔۲ جلد	شہید مرتضٰی مطہری
تاریخ کی قوت محرک	شیخ جعفر سبحانی ۔ [1]

---

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ۴۹

اقبال حیدر حیدری

مولانا اقبال حیدر حیدری کا تعلق گڑھی مجھیڑا، ضلع مظفرنگر سے ہے۔ مذہبی ماحول میں تربیت ہوئی دینی تعلیم حوزۂ علمیہ امام حسین مظفرنگر میں حاصل کی اسکے بعد حوزہ علمیہ قم چلے گئے وہاں مدرسہ حجتیہ میں زیر تعلیم رہ کر درجۂ کمال پر فائز ہوئے ہمارے معاصر ہیں محنتی، فعاّل ہیں۔ قلم وقرطاس کی خدمت میں مصروف ہیں کئی اہم کتب کو اردو پیکر عطا کر چکے ہیں۔

گفتار امام علیؑ:

آپنے علامہ عبدالواحد آمدی تمیمی (۵۱۰ھ) کی معروف تالیف ''غرر الحکم و درر الکلم'' سے مختلف موضوعات سے متعلق ایک ہزار ارشادات حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا انتخاب کیا ہے اور اسے ترجمہ کے ساتھ ۱۹۹۷ء میں نشر کوثر نئی دہلی سے شائع کیا موضوعات میں آرزو، اخلاص، اسراف، اطاعت، انکساری، انصاف، ایثار، خاموشی، توکل، خواہشات، سستی، لالچ، فقر، نفاق، صلہ رحمی، علم، عمل، غفلت وغیرہ جیسے عنوانات کا انتخاب کیا ہے۔

تقی عابدی، ڈاکٹر

پندرھویں صدی میں اعلیٰ پیانے پر ادبی خدمات انجام دینے والی ذات ڈاکٹر سید تقی حسن، تقیؔ عابدی کی ہے آپکی ولادت ۱۳۷۲ھ/ یکم مارچ ۱۹۵۲ء کو دہلی میں ہوئی۔ والد ماجد سید سبط نبی عابدی وضعدار بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی حیدر آباد دکن سے M.B.B.S. کیا اور برطانیہ سے M.S. کی ڈگری حاصل کی۔ مشہور سرجن ہونے کے باوجود اردو ادب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں۔

ادبی معجزہ:

آپنے حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ بلا الف کے منثور و منظوم ترجموں کو اس کتاب میں جمع کیا تا کہ دنیا مولا علیؑ کی قادر الکلامی سے آشنائی حاصل کر سکے۔ اس کتاب میں ترجمہ مولانا ظفر الحسن صاحب، ترجمہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل، ترجمہ مولانا علی حیدر کھجوی، منظوم ترجمہ سید ناظر حسین ناظم، منظوم ترجمہ جناب جرار رضوی قابل ذکر ہیں اسکے علاوہ تقی عابدی صاحب نے نہج البلاغہ کا تعارف جدید طرز میں پیش کیا علامہ شریف رضی کی سوانح حیات بھی مندرج ہے یہ کتاب ستمبر ۲۰۰۶ء میں کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ سے شائع ہوئی۔

آپ لکھتے ہیں میرے محدود مطالعہ میں عربی و فارسی زبان میں کسی نے بغیر الف صنعت میں اسکا ترجمہ نثری یا منظوم نہیں کیا۔ لیکن یہ اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ اسمیں کم از کم تین ایسے صاحب علم و فن پیدا ہوئے جنھوں نے ترجمہ کی تنگنائی اور محدودیت کو برداشت کرتے ہوئے بھی صنعت بغیر الف میں سلاست اور روانی سے اشہب قلم کو ایسا دوڑایا جسکی رفتار سے اذھان صاحبانِ علم و فن دنگ ہیں۔ [1]

---

[1] مقدمہ ادبی معجزہ۔ ص:۱۱

دیگر آثار علمی:

اقبال کے عرفانی زاوئیے

جوش مودت

گلشن رویا

انشاء اللہ خاں

رموز شاعری

اظہار حق

مجتہد نظم مرزا دبیرؒ

طالع مہر

سلکِ سلام دبیرؒ

تجزیہ یادگار انیسؒ

ابواب المصائب

ذکر درر باران

عروس سخن

مصحف فارسی دبیرؒ

مثنویات دبیرؒ

کائنات نجم

روپ کنوار کماری

دربار رسالت

غالبؒ کا عشق محمد و آل محمدؐ

فکر مطمئنہ

خوشۂ انجم

دُر دریائے نجف

تاثیر ماتم

روشن انقلاب

مصحف تغزل

ھوالنجم

تجزیہ شکوہ جواب شکوہ

رباعیات دبیرؔ

فانی لا فانی

جرار رضوی، بھیکپوری

جناب جرار رضوی کا تعلق علی نگر بھیکپوری پوسٹ چین پور ضلع سیوان سے ہے والد ماجد سید علی شیر رضوی اور جد بزرگوار سید نور علی مرحوم بستی کی عظیم ہستیوں میں شمار کئے جاتے تھے آپکا سلسلہ نسب حضرت موسی مبرقعؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ مولانا سید پیر علی صاحب مرحوم علی نگر کے مشہور عالم دین گذرے ہیں۔ [1]

خطبہ عبرت:

آپنے اس خطبہ کا ترجمہ مثنوی کی شکل میں انتہائی شستہ شگفتہ زبان میں کیا ہے۔ کسی بھی نثر کا نظم میں ترجمہ کرنا وہ بھی کلام امیر المومنین علیہ السلام کا کارے دارد ہے۔ مگر اشعار کی روانی اور سلاست سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کو فن عروض وقوافی پر مہارت حاصل ہے اور زبان وبیان پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں۔

آپ نے یہ ترجمہ ۱۴۱۳ھ/۲/دسمبر ۱۹۹۲ء کو مکمل کیا اور ارباب علم وادب سے داد وتحسین حاصل کی۔

آپ لکھتے ہیں۔

> ''حضرت علیؑ کے خطبے حقیر نے دیکھے نیز پڑھے جسکی وجہ سے ذوق نے کم علم ہوتے ہوئے بھی حیثیت سے بلند عزم کی طرف ہمت کرنے کی توفیق بخشی معبود کے رحم وکرم نے دستگیری کی معصومینؑ کے فیوض نے رہبری کی برکت ورحمت سے مستفید ہوکر دفتر مدح معصومؑ میں شرکت وشمولیت کیلئے سعی کی ہے ملتجی ہوں کہ کوشش قبول ہو''

---

[1] خطبہ عبرت۔ص:۲

نمونۂ کلام:

ترجمہ خطبۂ عبرت

مشغول ہوں میں حمد میں رب قدیر کی
تسکینِ دل ہے عظمتِ منت کبیر کی

بندوں پہ نعمتیں ہیں مکمل کریم کی
رحمت وسیع تر ہے غضب سے رحیم کی

ہر چیز پر ہے حق کی مشیت کو فوقیت
حجت محیط ، فیصلے بر عدل و مصلحت

جملہ فیوض کہتے ہیں تعریف کیجئے
حدِّ بشر میں جتنی ہو توصیف کیجئے

جیسے ربوبیت سے تمسک کئے ہوئے
ڈوبے عبودیت میں ہوں دل کو دئے ہوئے

توحید میں رہیں متفرد بنے ہوئے
لغزش سے ہوں بری بھی مکمل تنے ہوئے

جو دھمکیوں سے خوف زدہ حمد میں رہیں
محشر کی کس مپرسی میں بخشش طلب کریں

جس طرح منقبت میں لگے ہیں یہ لوگ سب
میں بھی بعینہ یوں ہی مشغولِ مدحِ رب

معبود ہی سے رشد و مدد کی طلب بھی ہو
ہے رہبری کو دل متمنی، کہ رب کی ہو

وہ مرکزِ تدین و دینِ یقین ہے
وہ موجبِ توکلِ دینِ مبین ہے

ہم ہیں وجودِ رب کی مقر مخلصیں کی طرح
وحدت قبول متقی و مومنین کی طرح

جیسے قوی عقیدہ پہ بندہ سعید ہے
تسلیم ہم بھی کرتے ہیں، فرد فرید ہے

معبود وہ کہ ملک میں کوئی نہیں شریک
صنعت گری مین کوئی نہیں دستگیر ٹھیک

برتر ہے مشوروں سے مشیر و وزیر کے
مستغنی ہے معین و نصیر و نظیر سے

ہم سب کی لغزشوں کو بھی قدرت سمجھتی ہے
لیکن ہے چشم پوش کہ پوشیدہ رکھتی ہے

رکھتی ہے تہہ کی چیزوں سے پوری طرح خبر
قدرت کے نظم میں ہے حکومت بھی خوب تر

ہوتی ہے عفو کوئی بھی گر سرکشی کرے
گر بندگی کرے تو عوض شکریہ سے دے

مدِّ نظر ہے فیصلوں میں عدل و منصفی
قدرت ہمیشہ سے ہے، رہے گی ہمیشہ بھی

معبود کی نظیر نہ کوئی بھی چیز تھی
ہے مثل ویسی کوئی نہ ہوگی کہیں کبھی

ہر شئے سے پہلے نیز وہ ہر شئے کے بعد ہے
عزت سے ہر طرح ہے معزز، وہ سعد ہے

حسنین اختر، امروہوی

حضرت مولانا سید محمد عبادت کلیم طاب ثراہ کے سب سے چھوٹے فرزند ڈاکٹر سید حسنین اختر نے ۱۳۸۲ھ/ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء میں سفر حیات کا آغاز کیا۔ علمی و مذہبی ماحول میں تربیت ہوئی تعلیم والد علام سے حاصل کی اسکے بعد امام المدارس انٹر کالج امروہہ میں زیر تعلیم رہے۔ بعدہٗ ایم اے کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ الہ آباد یونیورسٹی میں عربی کے لکچرر ہیں۔

دراسۃ فی منثورات الامام علیؑ:

Ph.D کا تحقیق مقالہ ہے۔ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ اسمیں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نثر کا تحقیقی مطالعہ اور امامؑ کے ان خطبات وخطوط کو خاص طور پر یکجا کیا ہے جو نہج البلاغہ کے علاوہ دوسری قدیم کتب میں پائے جاتے ہیں۔

اس مقالہ کی اہمیت کے سلسلے میں علماء نے گرانقدر آرا کا اظہار کیا۔

آیت اللہ ابراھیم جناتی لکھتے ہیں

"فقد طالعت الکتاب الذی الّفه الاستاذ الدکتور حسنین اختر دام عزه حول الامام امیر المومنین علیه السلام فوجدته کتاباً قیّماً و مفیداً حیث بیّن مولفه فی هذا التالیف المبارک یا یلی اولاً دراسة فی سیرة امیر المومنین علیه السلام منن عهد صباه فی حج رسول الله صلی الله علیه و آله الی آخر عهد خلافته

ثانیاً دراسة لجانب الادب العربی فی خطب الامام و

کتبه و وصاياه

ثالثاً دراسة لكلام الامام بوصفة فوق كلام المخلوق و دون كـلام الخالق و لهذا الكتاب موقع متحيز يجعله يحوز على اهمية فائقة فى المكتبة الاسلامية "

نہج البلاغہ کے سلسلے میں آپکی دوسری تخلیق انگریزی زبان میں ہے۔

AN INTRODUCTION TO NAHJUL BALAGHA:

یہ کتاب مولانا محمد

عبادت ایجوکیشنل سوسائٹی امروہہ سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ نہج البلاغہ کے سلسلے میں معلوماتی کتاب ہے۔ کتاب پر پروفیسر ایم۔ این خان و پروفیسر اے۔ کیو۔ جعفری کے تاثرات مندرج ہیں۔ افادیت کے پیش نظر اقتباس ھدیہ ناظرین ہے۔

LIterary Value of Nahjul Balaghah

The art of an artist achieves perfection and attains the PINACCLE of its glory by dint of both internal and external factors. The minuteness, aesthetic sensibility and God gifted DEPTH of vision also distinguish him among his contemporaries.The environment, in which an artist grows up, is regarded as the external factor. The advantage with Ali was that, God had vouchsafed him with rare comprehension, inborn aesthetic sensibility and depth of vision. He was also gifted

with a noble family background. His clan was regarded more eloquent than others. Moreover, he grew up under the supervision and patronage of the PROPHET, who was the most eloquent person. Ali had the advantage of listening to the recitation of the Holy Revelation from the Prophet himself, and had also served as his scribe. Hence he always used chaste and eloquent Arabic. All Arab as well as non-Arab scholars are of the view that Ali was the best orator and the best writer. His speeches and writings are eloquent and full of RHETORICS. The popularity of Ali's utterances can be seen in the statemant of al-Mas'udi. According to him more than 480 sermoms of Ali were popular among the people, and they had memorized them.

Syed Radi wanted to select some of these sermons for his book, "Khasai's-al-Ai'mmah' but the task grew enormous so much so that the selection took the shape of a separate compilation,i.e.Nahj-al-Balaghah. Radi writes about his compilation.

"It would comprise such wonders

and suprises of eloquence and shining expression about faith as were not collected in any other book earlier. Because Amir al-Mominin was the fountain of eloquence and the source of rhetorics. Through him hidden delicacies of eloquence and rhetorics came to light and from him were learnt its principles amd rudiments. Every speaker and orator had to tread on his foot prints,and every eloquent preacher imitated his utterances, but none could equal him.Therefore the credit of being the pioneer goes to him, his pronouncements carry the reflection of divine knowledge and savour of the Prophets traditions. ....The object of this compilation is that I should bring forth Amir al-Mominin's greatness and superiority in the art of rhetoric, which is in addition to his countless qualities and innumerable DISTINCTIONS and to show that he had risen to its highest pinnacle, was singular among all the predecessors whose utterances are quotedet passim. His utterances are like a gushing stream of which the flow cannot be arrested and a peerless trove of DELICACIES".

حسین ضابط، حیدرآبادی

جناب حسین ضابط صاحب کا تعلق سرزمین علم وادب حیدرآباد دکن سے تھا۔ نہج البلاغہ کے شیدائی تھے ہر وقت اسی کتاب سے شغف تھا آپ نے ''نہج البلاغہ سوسائٹی'' قائم کی جس سے انگریزی کے علاوہ مختلف زبانوں میں نہج البلاغہ کے ترجمہ اور اسکے متعلق کتابیں شائع کیں آپکی کوشش تھی کہ یہ کتاب معاشرہ میں عام ہو جائے اور ہر شخص اس سے آشنائی حاصل کر لے۔

خسرو قاسم

ناشر فضائل اہلبیت جناب خسرو قاسم کا تعلق سیوہارا ضلع بجنور سے ہے۔۳۰؍ مارچ ۱۹۶۴ء میں آپ متولد ہوئے والد ماجد پروفیسر محمد قاسم صدیقی اور دادا مجاہد آزادی مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نامور گذرے ہیں۔خسرو قاسم حنفی المسلک ہیں۔ابتدائی تعلیم دہلی میں ہوئی علیگڑھ آنے کے بعد لیڈی فاطمہ اسکول میں تعلیم حاصل کی اسکے بعد مکینکل انجینر نگ میں گریجویشن کیا تعلیم سے فراغت کے بعد مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں شعبہ انجینر نگ سے وابستہ ہو گئے آپ بڑے پیانے پر فضائل اہلبیت علیہم السلام سے متعلق نادر کتب کی اشاعت میں مصروف ہیں۔راقم مجلس خطاب کرنے کے سلسلے میں علیگڑھ گیا ہوا تھا یونیورسٹی کے گیسٹ ہاؤس میں قیام تھا محترم ملاقات کیلئے تشریف لائے تو میں نے سوال کیا کہ آپ کو ان کتب کی اشاعت کا شوق کیسے ہوا؟ آپنے فرمایا میں نے خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا اسطرح کہ مولا علیؑ کا سارا بدن زخمی ہے حضور نے مجھے حکم دیا کہ ان زخموں پر مرہم ملو۔میں حیران رہ گیا خواب سے بیدار ہوا میں نے یہ خواب اپنے قابل احترام بزرگ سے بیان کیا انھوں نے کہا تم مولا علیؑ اور انکی اولاد کے فضائل اور تعلیمات کو نشر کرو چنانچہ جب ہی سے میں نے ان کتب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اب تک پچاس کے قریب کتب شائع کر چکے ہیں اور بلا قیمت تقسیم کرتے ہیں خداوند عالم ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

حضرت علیؑ کے اقوال حکمت:

خسرو قاسم صاحب نے مشہور شافعی فقیہ قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ القضاعی کی تالیف ''دستور معالم الحکم و ماثور مکارم الشیم'' سے اقوال حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو منتخب کر کے ترجمہ کے ساتھ ستمبر ۲۰۰۳ء میں فرید بک ڈپو دہلی سے شائع کیا۔قاضی

قضاعی مصر کے نائب قاضی تھے مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے۔خطیب بغدادی نے ۴۴۵ھ میں حج کے موقع پر ان سے حدیث کی سماعت کی تھی۔آپ کا انتقال ۱۶/ذیقعدہ ۴۵۴ھ کو مصر میں ہوا۔

وصیت نامہ حضرت علیؑ بہ امام حسنؑ :

نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کی ذکر شدہ وصیت کا ترجمہ ۲۰۰۹ء میں شائع کیا جو علیگڑھ سے منظر عام پر آیا۔ترجمہ کی عبارت سادہ وسلیس ہے۔

دیگر علمی آثار:

فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ۲ جلد

موسوعة آثار علی بن ابی طالب

تفسیر الامام علی بن ابی طالب

فضائل علی بن ابی طالب کرم الله وجهه

اهلبیت اور آیت مباهله

تشریف البشر بذکر الائمة الاثنا عشر تالیف نواب صدیق حسن خاں

فتح الملک العلی بعحة حدیث باب مدینة العلم

مقتل الامام امیر المومنین علی بن ابی طالب

صحیح المناقب (مناقب اهلبیتؑ)

مناقب السادات سید علی همدانی

تصیح رد الشمس و ترغیب النواصب الشمس

سیرت سید نا علی کرم الله وجهه ابن حجر مکی

انتخاب واردو ترجمه جواهر العقدین فی فضل الشرفین

حضرت علی رضی الله عنه کی عظیم شخصیت ایک تعارف

احیاء ا لمیت بفضائل اهلبیت جلال الدین سیوطی

مسند فاطمه و فضائل فاطمهؑ

فضائل امیر المومنین بزبان خلفاء راشدین

صحیفۂ نور

والدین رحمة للعالمینؐ

سید نا حضرت علی و ابن تیمیه

امام حسن عسکری اهلسنت کی نظر میں

فضائل اهلبیت تفاسیر اهلسنت میں

ذکر ائمه اثنا عشر شیخ عبد الحق محدث دهلوی

انتخاب کتاب ربیع الانوار

فضل الرسولؐ

اعلان النصر المبین فی مفاضلة بین اهل صفین

رضا علی عابدی

عالمی شہرت یافتہ علمی وادبی شخصیت جناب رضا علی عابدی جنکی آواز ریڈیو بی بی سی سے نشر ہوتی رہتی ہے انکے کئی علمی آثار منظر عام پر آ چکے ہیں نہج البلاغہ سے والہانہ عشق ہے ریڈیو ٹیلی ویژن پر نہج البلاغہ کے سلسلے میں تقریریں اور مکالمے نشر ہو چکے ہیں۔

حضرت علی کی تقریریں:

۲۷ خطبات نہج البلاغہ کا انتخاب آپ نے کیا جسے سادہ اور سلیس زبان میں اردو قالب میں ڈھالا جو کراچی سے شائع ہوا مختلف ترجموں کو سامنے رکھکر نہج البلاغہ کو آسان زبان میں پیش کرنے کی سعی کی ہے تا کہ نہج البلاغہ عام فہم ہو جائے اور عوام زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

سلمان عابدی

شاعر نہج البلاغہ مولانا سید سلمان عابدی کی ولادت کرناٹک جنوبی ہند کے قصبہ علی پور میں ۱۳۹۲ھ/ ۱۹ارمئی۱۹۷۲ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید نورالھدیٰ عابدی متشرع بزرگ تھے سطحیات کی تکمیل حوزۃ المھدی علی پور میں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے عازم ایران ہوئے حوزۂ علمیہ قم میں رہ کر مدرسہ عترت آل محمدؐ میں تعلیم حاصل کی جید اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ بچپن سے شعر وسخن کی طرف طبیعت کا میلان رہا علم عروض کی تعلیم آقای فشارکی سے حاصل کی ذاکری کا بھی شوق ہے مختلف مما لک تھائی لینڈ، سنگاپور، ہانگ کانگ، انڈونیشیا، کنیڈا وغیرمین مجالس کو خطاب کر چکے ہیں۔ آپ ''البلاغ آرگنائزیشن'' کے صدر ہیں جسکے زیر نگرانی جنوبی ہند میں حوزہ علمیہ باقر العلوم اور جامعۃ الزہرا کے علاوہ کئی پراجکٹس چل رہے ہیں۔ آپنے متعدد کتب کے ترجمے کئے جن میں خاندان اور قرآن، تربیت اولاد، ذمہ دار والدین قابل ذکر ہیں۔

آپ کا اہم اور ادبی کارنامہ کلمات قصار کا منظوم ترجمہ ے۔ جو ''قندیلیں'' کے عنوان سے ماہنامہ اصلاح لکھنؤ سے شائع ہو رہا ہے۔ مکمل نہج البلاغہ کا منظوم ترجمہ کا ارادہ ہے خداوند عالم ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ نمونہ کلام

رہو کچھ اس طرح ہنگامِ فتنہ
کہ جیسے ہوتا ہے ناقے کا بچہ
نہ پشت ہوتی ہے جس پر بیٹھا جائے
نہ تھن ہوتے ہیں جن سے دوہا جائے
شعار جس نے طمع کو بنا لیا اپنا
تو اس نے کر دیا خود اپنے نفس کو رسوا

اور اپنی تنگی کا اظہار کر دیا جس نے
وہ راضی اپنی ہی ذلت پہ ہو گیا جیسے
نہ رکھا قابو میں جس نے زبان کو اپنی
گرایا اُسی نے نگاہوں سے شان کو اپنی
زمانہ ہوتا ہے جب ملتفت کسی کی طرف
تو دوسروں کے محاسن بھی بخشد یتا ہے
جب اُس سے منھ کو پھرا لیتا ہے تو پھرا کثر
خود اس سے اس کے محاسن بھی چھین لیتا ہے
حق میں خبّاب بن اُرت کے کہا
رحمتیں اپنی بھیجے اُن پہ خدا
اپنی رغبت سے لائے وہ اسلام
اور ہجرت بھی کی بہ شوقِ تمام
جتنے سامان کی ضرورت تھی
بس اسی پر سدا قناعت کی
مرضیٔ رب کے آگے خندہ رہے
اک مجاہد کی طرح زندہ رہے
اک ایسے شخص نے کی خوب آ کے مدح وثنا
جو دوست تھا نہ طرفدار تھا تو اس سے کہا
تری زباں پہ جو کچھ ہے میں اُسکا آدھا ہوں
جو تیرے دل میں ہے اُس سے کہیں زیادا ہوں

کوئی حدیث سنو جب تو عقل سے اُسکو
پرکھ کے دیکھ لو مانو نہ نقل سے اُسکو
جو نقل کرتے ہیں وہ لوگ جادہ جادہ ہیں
سمجھنے والے تو کم ہیں کہاں زیادہ ہیں
زمانہ ایک ایسا آنے والا ہے جس میں ہر اک گناہ ہوگا
عیوب کو جو بیاں کریگا مقرّب بارگاہ ہوگا
جو اہلِ فسق و فجور ہیں خوش مزاج سمجھیں گے لوگ ان کو
جو اہل انصاف وعدل ہیں ناتواں تو جانیں گے لوگ ان کو
خسارہ سمجھے گی دنیا صدقے کو رحم احسان ہوگا اک دن
عبادت رب کو لوگ جانیں گے برتری کا نشان اک دن
مشیر عورت بنے گی لڑکوں کا دیکھنا اقتدار ہوگا
حکومتوں کی عناں پہ خواجہ سراؤں کا اختیار ہوگا
نرم ہو جس درخت کی لکڑی
شاخیں ہوتی ہیں اُسکی خوب گھنی
ٹھوکریں کھا کے عقلیں گرتی ہیں تب
حرص کی بجلیاں چمکتی ہیں جب
خود پسندی میں مبتلا ہونا
عقل سے اپنی ہے حسد کرنا
تنگ ہو جاتا ہے مظروف پہ ہر ظرف مگر
صرف اک علم کا ہے ظرف جو بھرتا ہی نہیں

شاہ محمد وسیم، پروفیسر

پروفیسر ڈاکٹر شاہ محمد وسیم ان اہل علم میں ہیں جنھیں نہج البلاغہ سے والہانہ عشق ہے۔ Economics کے شعبہ سے تعلق رکھنے کے باوجود نہج البلاغہ کے سلسلے میں بہت لکھا اور خوب لکھا۔ اصل وطن جونپور ہے ولادت یکم جنوری ۱۹۴۱ء کولکھنؤ میں ہوئی۔ ۱۹۶۱ء میں ایم کام اور ۱۹۷۱ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ ملازمت کا آغاز ۱۹۶۲ء میں لکھنؤ کرسچین کالج میں بحیثیت لکچرر مقرر ہونے کے ساتھ ہوا کالج میں دوران ملازمت اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۹ء میں آپکا تقرر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں ہوا آپنے درس وتدریس کے علاوہ انتظامی امور میں بھی دلچسپی لی جسے دیکھکر آپکو ''آفتاب ہال'' کا وارڈن مقرر کیا گیا۔ آفتاب ہال میگزین نکالی اور اسکا نام "The Aftab" رکھا ۱۹۷۵ء میں آپکو انجنیرنگ کالج سری نگر میں بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر کے ڈیپوٹیشن پر بلایا گیا جہاں آپ نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ پروفیسر شاہ وسیم بین الاقوامی تجارت میں ہندوستان کی بیرونی تجارت کے اقتصادی نمو، اقتصادی منصوبہ بندی، بین الاقوامی سیاحت، پسماندہ علاقوں کی ترقی، زری نظام اور بینک کاری، ہندوستانی اور بین الاقوامی بازار یابی کے مضامین میں مہارت اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان موضوعات پر متعدد مقالے شائع ہو چکے ہیں۔ اسلامی بینک کاری اور قرآن وعصر حاضر کے مسائل پر بھی لکھا۔ آپ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی میں اصطلاحات کامرس کمیٹی کے ممبر رہے اصطلاحات وضع کیں آپنے شعبہ کامرس میں درس وتدریس کے علاوہ Law کے شعبہ میں شروع ہونے والے ڈپلوما کورس کے طلباء کو بھی پڑھایا۔ اسی طرح شعبۂ جرنلزم ارو ماس کمیونیکیشن کے نصابی مضامین کی بھی تدریس کی۔ U.G.C. کی اسکیم کے تحت تعلیم میں بہتری لانے کے لئے اساتذہ کیلئے قائم کئے گئے Acadmic Staff College میں آپ کامرس اکونامکس پڑھانے والے اساتذہ کو لکچر دیتے رہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں سیمینار اور کانفرنسوں

میں شرکت کی۔ڈین آف فیکلٹی کے عہدہ پر فائز ہوکر ریٹائر ہوئے۔نہج البلاغہ پر انگریزی میں تین رسالے لکھے اور شائع کرائے۔

1- Socio-Economic Justice with Reference to Nahjul Balaggha

2- Dignity of Labour with reference to Nahjul Balagha

3- Trade with Reference to Nahjul Balagha

اسکے علاوہ Nahjul Balagha Inter Religious Under Standing نئی دہلی سے ایک کتاب شائع ہوئی جسے آپنے اور پروفیسر مولانا علی محمد نقوی نے مشترکہ طور پر مرتب کیا اس کتاب میں اپریل ۱۹۹۵ء میں منعقد ہونے والی عالمی نہج البلاغہ کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالات کو مرتب کیا۔۱۹۹۷ء میں دہلی سے شائع ہوئی مقالات کی تفصیل اس طرح ہے۔

1-The Latest Edition Of Nahjul Balagha
علامہ عزیزالدین عطاروی

2-Nahjul Balagha : An Analysis
علامہ ذیشان حیدر جوادی

3-The Relevance of Nahjul Balagha to Contemporary
ڈاکٹر عصمت لطیف مہدی

4-The Concept of God in Nahjul Balagha
پروفیسر ماجد علی خاں

5-Concept of Society in Nahjul Balagha
پروفیسر سیدہ جعفر

6-The Idel of Inter-Religious Understanding
سوامی بھرمست نند

7-Nahjul Balagha and the Inter-Religious
ڈاکٹر جوزف الہاشم

8-Nahjul Balagha and the Unity of Religions
ڈاکٹر سلیمان کیتانی
9-Imam Ali on the Limits and Conditinos of True Religios Understanding
ڈاکٹر جیمس ڈبلیو مارکس
10-The Concept of Islamic Society in Nahjul Balagha
ڈاکٹر صادق نقوی
11-The Concept of Man in Nahjul Balagha
پروفیسر سید انور کبیر
12-A Manifesto for Human Affairs in Nahjul Balagha
ڈاکٹر آر۔کے۔مشرا
13-Human Values in Nahjul Balagha
ڈاکٹر موسی رضا
14-Human Values in Nahjul Balagha
ڈاکٹر امینہ نقوی
15-Human Dignity and Human Rights in Islam with Special Reference to Nahjul Balagha
فردوس اے۔والی
16-Hazrat Ali (A.S.) and the Reconstruction of Society
ایس۔جے۔آر۔بلگرامی
17-Socio-Economic Justice with Particular Reference to Nahjul Balagha
پروفیسر ایس۔ایم۔وسیم
18-Hazrat Ali's (A.S.) Principales of Administration
پروفیسر ظفر احمد نظامی
19-The Idea of an Imam-Rular in Nahjul Balagha and its Influence of Al-Farabi's Political Philosophy

پروفیسر ایم۔ ایس۔ خاں

20-Some Spiritual Dimensions of Nahjul Balagha

حمید اللہ مرضی

21-Terrestrial Relities in Nahjul Balagha

مولانا حسن عباس فطرت

22-Literary Merits of Nahjul Balagha and its Impact on Art and Culture

ڈاکٹر ایس۔ عبد الباری

23-Sources of Ali's Knowledge and Nahjul Balagha

مولانا رضا آقا

شمس الحسن عارفی

مولانا شمس الحسن صاحب کا تعلق بگھرا ضلع مظفر نگر سے ہے۔۱۳۸۶ھ/۱۲/ مارچ ۱۹۶۶ء کو متولد ہوئے والد ماجد مبارک حسین مرحوم دیندار بزرگ تھے۔ سطحیات کی تکمیل کے بعد لکھنؤ گئے اور جامعہ ناظمیہ میں مولانا ایوب حسین سرسوی، مولانا محمد شاکر نقوی، مولانا مرتضیٰ نقوی، مولانا محمد حسین نجفی اور مولانا ابن حیدر سے کسب علم کر کے اعلیٰ مہارت حاصل کی۔

۱۹۹۱ء میں ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی بعدہ ۱۹۹۳ء میں حوزۂ علمیہ قم روانہ ہوئے وہاں پر بھی آپ اور ہم ایک ہی مدرسہ میں تھے مدرسہ حجتیہ جو حوزۂ علمیہ قم کا تاریخی مدرسہ ہے ہندوستان واپس آنے کے بعد آپ جامعۃ المنتظر نوگانواں سادات میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے اور ہاسٹل کی نظارت بھی آپکے سپرد کی گئی چند سال قبل جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں سرکاری تقرر ہو گیا ہے آج کل وہاں تدریس فرمارہے ہیں آپ ایک اچھے استاد اور اچھے مربی ہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت بھی فرماتے ہیں درسیات پر اچھی گرفت ہے۔ جامعہ ناظمیہ اور حوزۂ علمیہ قم میں بہت محنت اور لگن سے پڑھا ہر وقت درس و بحث میں مشغول رہتے تھے۔ اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی بے مثل ہیں کم گو کم سخن مطلب بھر بات کرنے کے عادی ہیں، فضول گفتگو سے پرہیز ہے۔ لکھنے پڑھنے کا شوق ہے کئی کتابوں کے ترجمے کئے۔

نہج البلاغہ سے تیس سبق:

آپنے آقای کاظمی کی کتاب ''سی درس از نہج البلاغہ'' کا اردو ترجمہ کیا یہ دروس اخلاقیات اور اصلاحات پر مشتمل ہیں۔ نہج البلاغہ سے منتخب فقروں کی مکمل وضاحت اور توضیح کی ہے نہج البلاغہ کی اخلاقی تعلیمات کا اچھا مجموعہ ہے جسے آپ نے خطیب اہلبیت مولانا سید نعیم عباس صاحب پرنسپل جامعۃ المنتظر کی فرمائش سے انجام دیا۔ مجموعہ کی اشاعت کا

مقصد خطباء اور ذاکرین کیلئے علمی مواد فراہم کرنا ہے تاکہ وہ آسان لب ولہجہ میں صحت مند گفتگو کر سکیں۔ یہ ترجمہ اکتوبر ۲۰۰۴ء میں جامعۃ المنتظر نوگانواں سادات سے منظر عام پر آیا۔ خداوند عالم مترجم اور ناشر کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

ترجمہ کا نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے

قال علیؑ : الله ، الله فی القرآن لا یسبقکم بالعمل به غیر کم

حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: قرآن کے بارے میں خدا سے ڈرو احکام قرآن پر عمل کرنے میں کوئی دوسرا تم سے پہلے سبقت نہ کرے۔

قرآن تمام انسانوں کے لئے ایک شفاء بخش نسخہ ہے ایک ایسے طبیب کی جانب سے کہ جو انسان کے جسم وروح کے تمام پیچ وخم سے مکمل آگاہ ہے جس سے کوئی بھی شئی مخفی نہیں ہے، حضرت پیغمبرؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے بندگانِ خدا تم بیماروں کے مانند ہو، پروردگار عالم تمہارا طبیب ہے مریض کے لئے اس چیز میں بہتری ہے جس کا طبیب حکم دے۔ اس چیز میں بہتری نہیں ہے جس کی جانب خود مریض مائل ہو لیکن پیغمبر اسلامؐ کے حکم کے مطابق قرآن ہمارے لئے شفاء بخش نسخہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ اس کے احکام وقوانین پر عمل کریں لیکن اگر ہم اپنی خواہشات پر عمل کریں تو یہ نسخہ ہمارے لئے مفید ثابت نہیں ہوسکتا، اگر انسان کسی ماہر طبیب کے پاس جائے اور وہ اس کے لئے کوئی نسخہ تجویز کرے اور یہ مریض اس نسخہ کو لے کر کھانے کے بجائے اپنے درد دل کی شفاء کے لئے سینے پر رکھے تو کیا اس صورت میں اس مریض کو شفاء حاصل ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ اس نسخہ کو بازار لے جا کر دوا خرید کر نہیں لائے گا اور اس کو استعمال نہیں کرے گا تو اس کو شفاء نہیں

ملے گی اور جیسا کہ ہم نے قرآن کے بارے میں کہا ہے کہ قرآن ہماری تمام روحانی وجسمانی بیماریوں کے لئے ایک شفاء بخش نسخہ ہے جب تک اس نسخہ پر عمل نہیں کریں گے تو اس سے شفاء کی امید غلط ہے، آج جبکہ مسلمان دشمنان اسلام کی سازش کے تحت منتشر ہیں متعدد ممالک کی صورت میں ان کو تقسیم کر دیا گیا ہے دنیا کے عظیم ترین زمین کے قدرتی ذخائر پر ان کا قبضہ ہے اسی تفرقہ اندازی کے سبب سے آج مسلمان دنیا کی سب سے محتاج اور پست ترین قوم نظر آتی ہے قرآن ان کو درس اتحاد دیتا ہے اور وحدت کی صورت میں راہ انجام کی ان کو نشاندہی فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے:

''واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا''

''یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

اور قرآن میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ:

''خدا کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلے گا جبکہ خود ان کو اپنی تبدیلی لانے کا احساس نہ ہو''

لیکن مسلمان قرآن پر عمل نہیں کرتے جس کے نتیجے میں پستی کی جانب جارہے ہیں لیکن دوسری قومیں اپنے تجربہ کے تحت اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئیں تھیں کہ صدر اسلام میں مسلمانوں کی پیشرفت کا واحد راز ان کا اتحاد تھا جس کی وجہ سے انھوں نے نصف دنیا پر حکومت کی، عظیم ترین صنعتیں، دانشور اور درسگاہیں ان کے پاس تھیں، دشمنوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ان کو ممالک کی صورت میں تقسیم کر دیا اس طرح انھوں نے مسلمانوں کو اپنے زیر اثر لے لیا، یہی وہ مقام ہے جہاں انسان حضرت امیرؑ کے اس فرمان کو یاد کرتا ہے جو آپ نے نہج البلاغہ

میں ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ دوسرا کوئی قرآن پر عمل کرنے میں تم پر سبقت کرے آج ہم دیکھتے ہیں کہ جس اتحاد کا قرآن اور اسلام نے ہم سے مطالبہ کیا ہے دوسری قوموں نے اپنے مما لک میں اس کو اپنایا اور عملاً پیشرفت کی بنابریں آج ہم مسلمان اپنے ہاتھوں میں قرآن رکھتے ہیں اس کے باجود بھی ہم کیسی بیماری میں مبتلا ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ ہم نے طبیب سے نسخہ تو لے لیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے صرف اس کو اپنے سر پر رکھ کر شفاء کی امید رکھتے ہیں، صرف تلاوت قرآن ہی کافی نہیں ہے، قرآن کو گھر کی زینت قرار دینا تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا جبکہ اس کے معانی ومطالب پر کوئی توجہ نہ کی جائے تو اس صورت میں قرآن ہماری کسی بھی پریشانی کو دور نہیں کرے گا، تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ اس کے معانی پر بھی توجہ ضروری ہے تا کہ ہم اپنی مادّی اور معنوی زندگی کے لئے قرآن سے درس عبرت حاصل کریں، ابوحمزہ ثمالیؒ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا: آگاہ ہوجاؤ وہ علم جس میں غور و فکر نہ ہو تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے وہ تلاوت قرآن کہ جس میں تدبر نہ ہو تو اس میں کوئی خوبی نہیں ہے، وہ عبادت جو بغیر توجہ کے انجام دی جائے اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ اس قرآن میں ہدایت کے انوار اور اندھیروں میں راستہ دکھانے والے چراغ ہیں لہذا اس میں غور وفکر کرو اس لئے کہ قرآن میں غور وفکر کرنے سے دل کو زندگی ملتی ہے انوار قرآن کے ساتھ راستہ طے کرو جس طرح انسان اندھیروں میں چراغ کے نور کی مدد سے راستہ طے کرتا ہے۔

صفدر عباس طاہری

مولانا صفدر عباس طاہری پاکستان کے معروف عالم دین ہیں حوزۂ علمیہ قم کے تعلیم یافتہ ہیں۔تصنیف وتالیف کا بہت شوق ہے علمی وادبی شخصیت کے حامل ہیں۔

کلام لسان اللہ ترجمہ خطبہ بلا الف:

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ بلا الف کا اردو زبان میں بلا الف ترجمہ کیا آپ سے قبل مولانا ظفر الحسن صاحب بنارسی نے بلا الف ترجمہ کیا تھا جو متعدد بار ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ ترجمہ وفاق علماء شیعہ ڈیرہ غازی خاں نے سندھ پرنٹنگ پریس سے شائع کیا۔ [1]

[1] تالیفات شیعہ۔ص:۵۰۹،امامیہ مصنفین ۔ج:۱۔ص:۱۰۱

عارف حسین

جناب عارف حسین کی ولادت ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء کولکھنؤ میں ہوئی آپکے والدالحاج لیاقت حسین مرحوم دیندار بزرگ تھے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد پوسٹ گریجویٹ ڈگری حاصل کی۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہیں۔۲۶ سال سے علم ریاضی کی تدریس کر رہے ہیں۔لکھنے پڑھنے کا بھی شوق ہے۔نہج البلاغہ کے شیدائی ہیں۔نہج البلاغہ سے متعلق کئی کتابچے ہندی زبان میں لکھے جو لکھنؤ سے شائع ہوئے۔

علی امام زیدی

ڈاکٹر سید علی امام زیدی، گوہر یادگار انیسؔ ورشیدؔ جناب سید سجاد حسین صاحب شدیدؔ کی ہمشیرہ کے حقیقی نواسے ہیں لکھنؤ کے ادبی خانوادہ میں ۱۳۷۵ھ/۲۲؍اپریل ۱۹۵۵ء میں آنکھ کھولی لکھنؤ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔ شدیدؔ لکھنوی نے کلام پر اصلاح کی اور انکے ہمراہ پٹنہ، کلکتہ، فیض آباد، بلرامپور، ردولی اور کانپور وغیرہ مجالس میں جاکر انکی پیش خوانی کا شرف بھی حاصل کیا۔ مرثیہ کے علاوہ نظم، غزل، رباعی میں بھی طبع آزمائی کی نظم کے علاوہ نثر میں بھی اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔ چار کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں [۱] ہندی زبان میں بھی اچھی گرفت رکھتے ہیں کئی اہم کتب کو ہندی پیکر عطا کیا ہے۔

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے مفتی جعفر حسین کے ترجمہ نہج البلاغہ کو ہندی قالب میں ڈھالا جو نظامی پریس لکھنؤ سے ۲۰۱۱ء میں منظر عام پر آیا زبان عام فہم ہے اردو الفاظ کو ہندی میں لکھا ہے تاکہ اردو سمجھنے والا طبقہ بآسانی سمجھ سکے آپکی یہ خدمت ہندی داں طبقہ کیلئے بہت زیادہ مفید ہے اور وہ طبقہ اس ترجمہ سے خاطر خواہ استفادہ کررہا ہے۔ خداوند عالم آپکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

دیگر آثار علمی:

ترجمہ قرآن مجید (ہندی)
ترجمہ تحفۃ العوام (ہندی)
ترجمہ وظائف الابرار (ہندی)
گوہر عزا مجموعہ کلام (اردو)
گلدستۂ سلام اردو

---

۱ تذکرۂ شعراء اہلبیتؑ۔ ص: ۲۳۸

ترجمہ کا نمونہ

[kqRck&191

c;ku fd;k x;k gS fd veh:y eksfeuhu ds ,d lgkch us ftUgs ^^geke** dgk tkrk gS vkSj tks cgqr bcknr xqt+kj 'k[l Fks gt+jr ls vt+Z fd;k fd ;k vehjy eksfeuhu (v-) eq>ls igsZt+xkjksa dh gkyr bl rjg c;ku Q+jek,a fd mudh rLohj esjs ut+jksa esa fQjus yxsA gt+jr us tokc nsus esa rvEeqy fd;kA fQj bruk Q+jek;k fd ,s geke! vYykg ls Mjks vkSj vPNs vey djks] D;ksafd vYykg mu yksxksa ls lkFk gS tks eqÙkd+h o usd fdjnkj gksaA geke us vkids bl tokc ij bfDrQ+k u fd;k vkSj vkidks et+hn c;ku Q+jekus ds fy, d+le nhA ftl ij gt+jr us [kqnk dh gEnks luk dh vkSj uch (l-) ij nq:n Hkstk vkSj Q+jek;kA

vYykg lqCgkugw us tc e[+kywd+kr dks iSnk fd;k rks mudh brkvr ls csfu;kt+ vkSj muds xqukgksa ls cs[k+rj gksdj dkjxkgs gLrh esa mUgs txg nhA D;ksafd mls u fdlh evfl;r dkj dh evfl;r ls uqD+lku vkSj u fdlh Q+jekcjnkj dh brkvr ls Q+k;nk igqWaprk gSA mlus ft+Unxh dk lkjks leku muesa ckaV fn;k gS vkSj nqfu;k esa gj ,d dks mlds equkflcs gky egy o ed+ke ij j[kk gSA pqukaps Q+t+hyr muds fy, gS tks igsZt+xkj gS D;ksafd mudh xq¶+rxq taph rqyh gqbZ] igukok fe;kuk joh vkSj pky <kybt+ oQ+jksruh gSA vYykg dh gjke dnkZ pht+ksa ls mUgksaus vk[Wa[ksa cUn dj yh gSa vkSj Q+k;nk ean bYe ij dku /kj fy;s gSaA muds u¶+l t+gerorrdyhQ+ esa HkhoSls gh jgrs gSa tSls vkjke o vklkb'k esaA vxj ft+Unxh dh eqd+jZj eqír u gksrh tks vYykg us muds fy, fy[k nh gS rks lokc ds 'kkSd+ vkSj brkc ds [+kkSQ+ ls mudh :gsa muds ftLeksa esa p'et+nu ds fy, Hkh u BgjrhaA [k+kfyd dh vt+er muds fnyksa esa cSBh gqbZ gS] blfy, fd mlds ekflok gj pht+ mudh ut+jksa esa t+yhyo [+okj gSA mudk s tUur dk ,slsgh ;d+hu gS tSls fdlh dks vkWa[kksa ns[kh pht+ksa dk gksrk gSA xks;k og blh oDr tUur dh userksa ls ljQ+jkt+ gSa vkSj nkst+[k+ dk Hkh ,slh gh ;d+hu gS tSls fd og ns[k jgs gSa] rks mUgs ,slk eglwl gksrk gS fd tSls og ka dk vt+kc muds fxnksZ is'k ekSt wn gSA muds fny x+et+nk o egtwu vkSj yksx muds 'kj o bZt+k ls egQ+wt+ gSaA muds cnu ykx+j] t+:jh;kr de vkSj u¶+l u¶+lkuh [+okfg'kkr

ls csjh gSaA mUgksus pUn eq[+rlj ls fnuksa dh rdyhQ+ksa ij lcz fd;k] ftlds urhts esa nk;eh vklkb'k gkfly dhA ;g ,d Q+k;nkeUn frtkjr gS tks vYykg us mudsfy;seqgS;k dhA nqfu;kus mUgsa pkgk exj mUgksaus nqfu;k dks pkgkA mlus mUgsa dS+nh cuk;k rks mUgksaus vius uq¶+lksa dk fQ+n~;k ns dj vius dks NqM+k fy;kA jkr gksrh gS rks vius iSjksa ij [kM+s gks dj dqvkZu dh vk;rksa dh Bgj Bgj dj frykor djrs gSa] ftlls vius fnyksa esa x+e o vanksg rkt+k djrs gSa vkSj vius ejt+ dk pkjk <w<ars gSaA tc fdlh ,slh vk;r ij mudh ut+j iM+rh gS fd ftlesa nkst+[k ls Mjk;k x;k gks] rks mldh tkfuc fny ds dkuksa dks >qdk nsrs gSa vkSj ;g xqeku djrs gSa fd tgUuqe ds 'kksyksa dh vkokt+ vkSj og ph[k+ iqdkj mu ds dkuksa ds vUnj igqWap jgh gS] og :dv~ esa viuh dejsa >qdk;s vkSj lt~ns esa vkiuh is'kkfu;ka] ?kqVus vkSj iSjksa ds fdukjs t+ehu ij fcNk;s gq, gSa vkSj vYykg ls xqyw [+kyklh ds fy, bfYrtk;sa djrs gSaA fnu gksrk gS rks og nkfu'keUn] vkfye usdwdkj vkSj igsZt+xkj ut+j vkrs gSaA [k+kSQ+ us mUgsa rhjksa dh rjg ykx+j dj NksM+k gSA ns[kus okyk mUgs ns[kdj ejht+ le>rk gS] gkykafd mUgs dksbZ et+Z ugha gksrk vkSj tc mudh ckrka s dks lqurk gS rks dgus yxrk gS fd mudh vD+yksa esa Qwrwj gS ,slk ugha cfYd mUgs rks nwljk gh [k+rjk ykgd+ gSA og vius vv~eky dh de fed+nkj ls eqRebZu ugha gksrs] vkSj T+;knk dks T+;knk ughas le>rs gSaA og vius gh uq¶+lksa ij dksrkfg;ksaa dk bYt+ke j[krs gSa] vkSj vius vv~eky ls [k+kSQ+t+nk jgrs gSaA tc muesa fdlh ,d dks lykg o rd+ok dh fcuk ij ljkgk tkrk gS rks og vius gd+ esa dgh gqbZ ckrksa ls yjt+ mBrk gS vkSj ;s dgrk gS fd eSa nwljksa ls T+;knk vius u¶+l dks tkurk gwWa vkSj esjk ijojfnxkj eq>ls Hkh T+;knk esjs u¶+l dks tkurk gSA [kqnk;k budh ckrksa ij esjh fxj¶+r u djuk vkSj esjs eqrvfYyd+ tks ;s gqLu t+u j[krs gSa eq>s blls csgrj d+jkj nsuk vkSj esjs mu xqukgksa dks c['k nsuk tks buds bYe esa ugha gSaA

muesa ls ,d dh vyker ;g gS fd rqe mlds nhu esa bLrsgdke uehZ o[kq'k[kqYdh ds lkFk nwjvans'kh bZeku esa ;d+hu o mLrqokjcqnZckjh ds lkFk nkukbZ] [kq'kgkyh esa fe;kuk joh] bcknr esa bT++t+ksa fu;kt+eUnh] Q+D+jksa] Q+kd+k esa vku cku [eqlhcr esa lcz] rYcs fjT+d esa gyky ij revls uQ+jr o csrvYyqdh ns[kksxsA og usd vey ctk ykus ds ckotwn [k+kbQ+ jgkr gSaA 'kke gksrh gS rks mldk edln ;kns [kqnk gksrk gSA jkr [k+kSQ+ks [krjk ls

xqt+kjrk gS vkSj lqcg dks [kq'k mBrk gSA [k+rjk bldk fd jkr x+Q+yr esa u xqt+j tk;s vkSj [kq'kh mlQT+yksa jger dh nkSyr ij tks mls ulhc gqbZ gSA vxj mldk u¶+l fdlh ukxokj lwjrs gkys ds cnkZ'r djus ls budkj djrk gS rks og mldh euekuh dks iwjk ugha djrkA tkfonkuh userksa esa mlds fy;s vka[kksa dk lqdq;jgS nkjsQ+kuh dh pht+ksa ls csrvYyqdh o cst+kjh gSA mlus bYe esa fgYe] vkSj dkSy esa vey dks leks fn;k gSA rqe ns[kksxs fd mldh mEehnksa dk nkeu dksrkg gS tx+ft+'ksa de] fny eqrokt+s vkSj u¶+l dkus] fxt+k d+yhy joS;k] cs t+ger] nhu egQwt+] [+okfg'ksa eqnkZ vkSj xqLlk ukiSn gSA mlls HkykbZ dh gh roD+d+ks dh tk ldrh gS vkSj mlls xt+Un dk dksbZ vans'kk ugha gksrkA ftl oDr ft+Øs [kqnk ds xkfQ+y gksus okyksa esa ut+j vkrk gSA tc Hkh ft+Ø djus okyksa esa fy[kk tkrk pwadh mldk fny xkfQ+y ugha gksrk gS rks t+kfgj gh gS fd mls x+Q+yr f'kvkjksa esa 'kqekj ugha fd;k tkrkA tks ml ij t+qYe djrk gS mlls njxqt+j dj tkrk gS] tks mls eg:e djrk gSA mldk nkeu viuh vrk ls Hkj nsrk gSA tks mls fcxkM+rk gS ;s mls cukrk gSA cs gqnk cd+okl mlds djhc ugha Q+VdrhA mldh ckrsa ueZ] cqjkb;ka ukiSn vkSj vPNkb;ka uqek;k gSaA [kwfc;ka mHkj dj lkeus vkrh gSa vkSj cfn;ka ihNs gVrh gqbZ ut+j vkrh gSaA ;g eqlhcrksa ds >Vdksa esa dksgs bYeksod+kj] lf[+r;kas ij lkfcj vkSj [kq'kgkyh esa 'kkfdj jgrk gSA ftldk nq'eu Hkh gks mlds f[k+ykQ+ cstk ft+;knrh ugha djrk vkSj ftldk nksLr gksrk gS mldh [k+kfrj Hkh dksbZ xqukg ugha djrkA d+Cy blds fd mldh fdlh ckr ds f[k+ykQ+ xokgh dh t+:jr iM+s og [kqn gh gd+ dk ,frjkQ+ dj ysrk gSA vekur dks t+k, cckZn ugha djrkA u nwljksa dks cM+s ukeksa ls ;kn u gelk;ksa dks xt+Un igqapkrk gS] u ckfry dh ljgn esa nkf[+ky gksrk gS] vkSj u tkn, gd+ ls d+ne ckgj fudkyrk gSA vxj pqi lk/k ysrk gS rks ml [kkeks'kh ls mldk fny ugha cq>rk vkSj vxj galrk gS rks vkokt+ cqyan ugha gksrhA vxj ml ij ft+;knrh dh tk, rks lg ysrk gS rkfd vYykg gh mldk bafrdke ysA mldk u¶+l mlds gkFkksa e'kD+d+r esa eqCryk gS vkSj nwljs yksx mlls veu~o jkgr esa gSaA mlus vkf[k+jr dh [+kkfrj vius u¶+l dks t+gej esa vkSj [k+Yd+s [kqnk dks vius u¶+l ds 'kj ls jkgr esa j[kk gSA ftuls nwjh bf[+r;kj djrk rks ;g tqgnks ikdht+xh ds fy, gksrh gS vkSj ftuls d+jhc gksrk gS rks ;g [kq'kh [kqydh o jge fnyh dh fcuk ij gSA u mldh nwjh xq:jks fdcz dh

otg ls vkSj u mldk esy tksy fdlh Q+jsc vkSj eØ dh fcuk ij gksrk gSA

jkoh dk c;ku gS fd bu dfyekr dks lqurs lqurs geke ij x+'k rkjh gqbZ vkSj mlh vkye esa :g iokZt+ dj xbZA veh:y eksfeuhu (v-) us Q+jek;k fd ^^[kqnk dh d+le! eq>s blds eqrvYyhd+ ;gh [k+rjk FkkA** fQj Q+jek;k ^^eqofLlj ulhgrsa ulhgr it+hj rchvrksa ij ;gh vlj fd;k djrh gSa** ml oDr ,d dgus okys us dgk fd ^^;k vehjy eksfeuhu (v-) fQj D;k ckr gS fd [kqn vki ij ,slk vlj ugha gksrk** gt+jr us Q+jek;k fd ^^fcyk'kqCgk ekSr ds fy, ,d oDr eqd+jZj gksrk gS fd og mlls vkxs c<+ gh ugha ldrk vkSj mldk ,d lcc gksrk gS tks dHkh Vy ugha ldrkA ,slh cs evuh xq¶[+rxw ls 'kSrku us rqEgkjh t+cku ij tkjh dh gS] ckt+ vkvks ,slh ckr fQj t+cku ij u ykukA**

(1) bCus vfcy gnhn ds ut+nhd blls geke bCus 'kjhg eqjkn gS vkSj vYykek etfylh Q+jekrs gSa fd blls ct+kfgj geke bCus bcknk eqjkn gSaA

(2) ;g 'k[+l ^^vCn bCus dOok** Fkk tks [k+okfjl dh gaxkek vkjkb;ksa esa ais'k&is'k vkSj gt+jr dk l[+r eq[k+kfyQ+ FkkA

غلام حسین، رضا آقا

مولانا سید غلام حسین عرف رضا آقا حیدر آباد دکن کے بزرگ عالم ہیں۔ سلطان المدارس لکھنؤ مین تعلیم حاصل کی حیدر آباد دکن میں اعلیٰ پیانے پر قومی وملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مجالس کے سلسلے میں مختلف مما لک کے سفر کر چکے ہیں۔ حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تعلیم حاصل کر کے فقہ، اصول، عقائد وکلام میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ہندوستان مراجعت کے بعد آپنے حضرت امیر المومنینؑ کا وہ کلام جو نہج البلاغہ کے علاوہ ہے جمع کیا۔

نہج الاسرار فی کلام حیدر کرار:

آپنے ۱۲ سال کی محنت و کاوش سے اس کلام کو جمع کیا جمع آوری میں سلیم بن قیس ھلالی، ثقۃ الاسلام شیخ محمد بن یعقوب کلینیؒ، شیخ صدوقؒ، حافظ ابو نعیم، شیخ سلیمان، ملا عبد الصمد ھمدانی کی کتب سے کامل استفادہ کیا ہے۔ اسکا پہلا ایڈیشن ۱۳۹۹ھ میں پاکستان سے شائع ہوا۔ آپکی یہ علمی کاوش قابل ستائش ہے جسکی بنا پر وہ خطبے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکے تھے وہ قابل استفادہ ہو گئے۔

خطبہ بلا نقطہ کا ترجمہ:

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جو بادشاہ ہے حمد کردہ مالک ہے۔ محبت کرنے والا ہر مولود کا مصور اور ہر ٹھکرائے ہوئے کی بازگشت ہے۔ فرش زندگی کا بچھانے والا پہاڑوں کا قائم کرنے والا بارش کا بھیجنے والا اور سختیوں کا آسان کرنے والا ہے وہ اسرار کا جاننے والا مدرک اور ملکوں کا برباد کرنے والا اور زمانوں کا گردش دینے والا ان کو لوٹانے والا اور امور کا مورد ومصدر ہے اس کی سخاوت عام ہے اور اس کا انتقام کامل ہے۔ اس نے مہلت دی

ہے اور سوال و امید میں مطاوعت پیدا کی ہے اور رمل وارمل کو وسعت دی۔

میں اس کی حمد کرتا ہوں ایسی حمد کہ جو طویل ہے اور اس کی توحید بیان کرتا ہوں جیسا کہ اس کی طرف رجوع ہونے والوں نے بیان کیا ہے۔ وہی وہ خدا ہے کہ امتوں کا اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کوئی اس شخص کا بگاڑنے والا نہیں جس کو اس نے درست کیا ہو۔ اس نے محمدؐ کو اسلام کا علم اور حکام کا امام زیادتیوں کا روکنے والا اور ود وسواع (دونوں بت ہیں) کے احکام کو باطل کرنے والا بنا کر بھیجا اس نے تعلیم دی اور حکم دیا اور اصولوں کو مقرر کیا اور ہدایت کی وعدہ وفائی کی تاکید کی اور اللہ نے اکرام کو اس کے ساتھ متصل کرلیا اور ودیعت کی روح کو سلامتی کے ساتھ اور اس پر رحم اور اس کے اہلِ بیت کو مکرم کیا۔ جب تک سراب کی چمک باقی ہے اور چاند روشن ہے۔ اور ہلال کو دیکھنے والا سنتا رہے، جان لو خدا تم سے رعایت کرے تمہارے اعمال کی اصلاح کرے حلال کے راستوں پر گامزن رہو اور حرام کو ترک کرو اور حکم خدا کو مانو اس کی حفاظت کرو اور صلۂ رحم کرو اور اس کی رعایت کرو اور خواہشات کی مخالفت کرو ان کو چھوڑو اور نیکوکاروں کی مصاحبت اختیار کرو۔ لہو ولعب اور لالچیوں سے جدائی اختیار کرو تمہارے ہم صحبت لوگ معاملات کی حیثیت سے پاک و پاکیزہ ہوں اور سرداری کی حیثیت سے منتخب ہوں اور بحیثیت میزبان کے شیریں بیان ہوں اور آگاہ ہو کہ اسی نے حرام کیا ہے تمہاری ماؤں کو حلال کیا ہے تمہاری بیویوں کو اور مالک بنایا ہے تم کو تمہاری مکرم دولہنوں کا اور بنایا ہے تم کو ان کا مہر دینے والا جیسا کہ رسول اللہؐ نے امّ سلمہؓ کا مہر ادا کیا۔ وہ خسر کی حیثیت سے بزرگ

ترین ہستی ہیں انہوں نے اولاد چھوڑی اور مالک بنایا ہر اس چیز کا جو انہوں نے چاہا اس مالک بنانے والے نے نہ ہی سہو کیا اور نہ وہم وغفلت۔ میں اللہ سے تمہارے لئے سوال کرتا ہوں ان کے وصال کی اچھائیاں تمہیں ملیں اور ان کی سعادت کی مداومت ہو اور کل کے لئے اصلاحِ حال کی اور اس کے مآل و معاد کے سامان کے لئے یعنی اس کی دنیا وآخرت کی بہبودی کے لئے خواہش کرتا ہوں حمد و ہمیشگی اسی کے لئے ہے اور مدح اس کے رسولؐ کے لئے ہے جس کا نام احمدؐ ہے۔

غلام رضا ناصر نجفی

مولانا غلام رضا ناصر کی ولادت ۱۳۵۸ھ/ اگست ۱۹۳۹ء کو بھلوال ضلع سرگودھا میں ہوئی میٹرک کرنے کے بعد دینی تعلیم کی ابتدا دارالعلوم محمدیہ سرگودھا سے کی اسکے بعد جامعۃ المنتظر لاہور میں زیر تعلیم رہے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دارالعلوم الجعفریہ خانپور کے مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے کچھ عرصے دارالعلوم محمدیہ ضلع سرگودھا میں تدریس کی پھر مدرسۃ الواعظین کراچی میں رہے اسکے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے وہاں آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی، امام خمینی، آیت اللہ شیخ مرتضیٰ فیروزآبادی، آیت اللہ رشتی سے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث کی تعلیم حاصل کرکے وطن واپس آئے اور فیصل آباد میں تبلیغ دین میں مصروف ہوئے کچھ عرصے بعد تنزانیہ و کینیا کے تبلیغی دورے کئے اور ۱۹۷۹ء میں جامعہ حیدریہ باب حیدر میٹھ ضلع سرگودھا میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔

پاکستان میں آپکے مشہور اساتذہ مولانا شیخ اختر عباس نجفی، مولانا شیخ محمد حسین، مولانا حسین بخش، مولانا صفدر حسین نجفی، مولانا حافظ ریاض حسین شاہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

آپ نے کلام امیرالمومنین علیہ السلام کے مجموعہ ''غررالحکم ودررالکلم'' کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

دیگر آثار علمی:

ترجمہ توضیح المسائل آیت اللہ خوئی

ترجمہ مناسک حج آیت اللہ خوئی

منازل آخرۃ [1]

---

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۲۰۹

قمر عباس

مولانا سید قمر عباس نے حوزہ علمیہ امیر المومنین نجفی ہاؤس ممبئی میں تعلیم حاصل کی بعدۂ ایران گئے اور حوزۂ علمیہ قم کی تاریخی درسگاہ مدرسہ حجتیہ میں رہکر تعلیم حاصل کی۔ آپ راقم کے معاصرین میں ہیں۔ دوران تعلیم ہی ریڈیو تہران کی اردو سروس میں ملازمت کی تہران میں مقیم ہیں۔

تجلیات حکمت:

آقای سید اصغر ناظم زادہ کی تالیف کا اردو ترجمہ ہے جسمیں حضرت امیر المومنینؑ کے ۲۲۵ منتخب اقوال وکلمات شامل ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں حیدری کتب خانہ ممبئی سے شائع ہوئی۔

محمد اکرم

جناب محمد اکرم صاحب پاکستان کے اہل علم میں سے ہیں آپکی تالیف ''قرآن اور نہج البلاغہ'' ہے جسمیں آپ نے خالق ومخلوق کے کلام کے محاسن بیان کئے ہیں۔

محمد بشارت علی

مولانا محمد بشارت علی نے حضرت علی علیہ السلام کے وہ خطبات جو نہج البلاغہ میں مرقوم نہیں ہیں انھیں مرتب کیا۔

کلمات جلی من کلام مولا ناعلیؑ:

یہ کتاب ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے کراچی سے شائع ہوئی۔ [۱]

---

[۱] امامیہ مصنفین ۔ج:۱۔ص:۱۰۱

محمد حسنین رضوی

جناب سید محمد حسنین رضوی کو اگر عاشق نہج البلاغہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا آپنے لکھنؤ میں ادارہ ''علی مشن'' قائم کیا جسکے زیر اہتمام نہج البلاغہ سیمینار اور کانفرنس کا انعقاد کیا اور ہر سال علمی، ادبی، سماجی شخصیات کو ''علی ایوارڈ'' سے نوازتے ہیں۔ ماہنامہ ''باب شہر علم'' کا اجرا کیا جسمیں سلسلہ وار نہج البلاغہ کی اشاعت اور مختلف موضوعات پر مضامین لکھے۔ نہج البلاغہ سے عشق کا یہ عالم ہے کہ آپنے اپنے مکان کا نام ''نہج البلاغہ ہاؤس'' رکھا۔

آپنے انگریزی میں نہج البلاغہ بھی ایڈیٹ کی۔

محمد سیادت نقوی، امروہوی

مولانا ڈاکٹر سید محمد سیادت نقوی نے ۱۳۶۱ھ/ ۶ رنومبر ۱۹۴۲ءکوامروہہ کے اس خانوادہ میں آنکھ کھولی جسکی علمی و مذہبی خدمات صدیوں پر مشتمل ہیں والد ماجد حضرت مولانا سید محمد عبادت کلیم طاب ثراہ فقیہ اور متکلم تھے۔ خالص مذہبی و ادبی ماحول میں نشو ونما ہوئی طبیعت کا میلان مذہبیت کی طرف رہا عربی فارسی کی تعلیم والد ماجد کے علاوہ مولانا نورین احمد، مولانا صفی مرتضٰی سے حاصل کی ۔ فقہ میں میراث مولانا خورشید حسن مجتہد سے پڑھی جنہیں علم الفرائض میں اعلیٰ مہارت حاصل تھی۔ دارالعلوم سید المدارس میں زیر تعلیم رہکر عربی فارسی بورڈ سے عالم، فاضل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم۔ اے (اردو) کیا۔ روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی سے اردو میں ''علی نظر حیات اور شاعری'' کے عنوان پر Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۴ء میں امام المدارس انٹر کالج میں فارسی کے مدرس مقرر ہوئے ۱۹۷۳ء میں جگدیش سرن ہندو ڈگری کالج امروہہ میں اردو لکچرر منتخب ہوئے ۱۹۸۷ء سے ۲۰۰۳ء تک صدر شعبہ اردو رہے آپکی نگرانی میں تقریباً ۲۰ ریسرچ اسکالرس تحقیقی مقالے لکھکر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ والد ماجد کی وفات کے بعد ۱۹۸۹ء سے امام جمعہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ پختہ گو شاعر بھی ہیں فہمیؔ تخلص فرماتے ہیں تصنیف و تالیف کا بڑا شوق ہے کئی علمی آثار منظر عام پر آچکے ہیں۔

اسلامی نظریۂ عدالت نہج البلاغہ کی روشنی میں:

آپنے اس کتاب میں مولا علی بن ابی
طالب علیہ السلام کے نظریہ عدالت کی تحقیقی شرح کی اور فطرت انسانی اور عدالت کا باہمی رابطہ،

عدالت کے لغوی و اصطلاحی معنی، عدالت کے سلسلے میں حکماء و فلاسفہ کے نظریات، قرآن و احادیث کے تناظر میں اہمیت عدالت جیسے کے موضوعات پر انتہائی عالمانہ ومحققانہ بحث کی ہے یہ کتاب جون ۲۰۰۴ء میں مولانا محمد عبادت ایجوکیشنل سوسائٹی امروہہ سے شائع ہوئی استاذ العلماء علامہ سید محمد شاکر نقوی دامت برکاتہ اور علامہ محمود حسن قیصرؔ مرحوم کی یادگار تقاریظ مندرج ہیں۔

دیگر آثار علمی:

اسلام، اشتراکیت اور سرمایہ داری میں تصور ملکیت

دیوان علی نظر

نسیمؔ امروہوی ایک تعارف

گفتۂ غالبؔ

علی نظر حیات اور شاعری

محمد عباس ہاشمی

مولانا محمد عباس ہاشمی صاحب علوم وفنون ہیں ایک عرصے سے اردو زبان میں موضوعاتی نہج البلاغہ کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی اس کمی کو آپ نے پورا کیا۔

نہج البلاغہ موضوعاتی:

موضوعات کے اعتبار سے کلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو مرتب کیا جس کے ذریعہ کسی بھی موضوع پر آسانی سے مواد فراہم ہوسکتا ہے۔

محمد علی توحیدی

مولانا محمد علی توحیدی بلتستان کی نامور شخصیت ہیں بڑے پیمانے پر علمی مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں قلم وقرطاس کی خدمت کا شوق ہے آپنے شہید مطہری کی کتاب اسرار نہج البلاغہ کواردو قالب میں ڈھالا ہے۔

اسرارِ نہج البلاغہ:

یہ کتاب رجب المرجب ۱۴۱۳ھ/ دسمبر ۱۹۹۲ء میں دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان سے شائع ہوئی نہج البلاغہ کے سلسلے میں بے پناہ معلوماتی کاوش ہے شہید مرتضیٰ مطہری کی علمی عظمت وجلالت انکے آثار علمی سے آشکار ہے آپنے فلسفیانہ اور حکیمانہ طرز اسلوب کے ذریعہ معارف اھلبیت علیہم السلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ کتاب سات حصوں پر مشتمل ہے۔

حصہ اول

ایک محیر العقول کتاب:- یہ عمدہ کتاب، سید رضیؒ اور نہج البلاغہ، دو امتیازی خصوصیات، زیبائی، تاثیر ونفوذ، اعترافات، اس دور کے آئینے میں، شاہکار نمونے، علیؑ مختلف میدانوں میں، نہج البلاغہ کے موضوعات، نہج البلاغہ کے موضوعات پر ایک مجموعی نظر۔

حصہ دوم

الہیات اور ماوراء الطبیعیات:- توحید ومعرفت،، تلخ اعتراضات، شیعی طرزِ تفکر، ماوراء الطبیعی امور میں فلسفی نظریات کی قدر و قیمت، آثار فطرت میں غور وفکر کی اہمیت، خالص عقلی مسائل، خدا کی ذات اور صفات، ذات حق، خدا کی وحدانیت عددی نہیں، خدا کا اول وآخر، ظاہر وباطن ہونا، تقابل اور فیصلہ، نہج البلاغہ اور علم کلام، نہج البلاغہ اور فلسفیانہ افکار، نہج البلاغہ اور مغربی فلسفی افکار۔

حصہ سوم

خلوت وعبادات: –اسلام اور عبادت، عبادت کی منازل، نہج البلاغہ کا تصور عبادت، احرار کی عبادت، یادِ حق، حالات ومقامات، یارانِ خدا کی راتیں، نہج البلاغہ میں عبادت اور عبادت گزاروں کی تصویر کشی، شب خیزیاں تجلیاتِ قلبی، گناہوں کی بخشش، اخلاقی دوا، انس ولذت۔

حصہ چہارم

حکومت اور عدالت: –نہج البلاغہ اور مسئلہ حکومت، عدالت وحکومت کی اہمیت، عدل کا مقام، بے انصافی پر خاموش تماشائی بننا درست نہیں، عدل مصلحت پر قربان نہیں ہوسکتا، انسانی حقوق کا اعتراف، کلیسا اور حقِ حاکمیت، نہج البلاغہ کا نظریہ، حکمران امین ہیں مالک نہیں۔

حصہ پنجم

اہل بیتؑ اور خلافت: –تین بنیادی مسائل، اہل بیتؑ کا امتیازی مقام، تقدم حق، نص اور وصیت اہلیت اور فضیلت، قرابت اور رشتہ داری، خلفاء پر تنقید خلیفۂ اول، خلیفۂ دوم، خلیفۂ سوم، قتلِ عثمان میں معاویہ کا ماہرانہ کردار، تلخ خاموشی، اتحادِ اسلامی، دو ممتاز موقف۔

حصہ ششم

وعظ وحکمت: –عدیم المثال مواعظ، دیگر مواعظ سے موازنہ، وعظ وحکمت، وعظ وخطابت، نہج البلاغہ کا بہترین حصہ، نہج البلاغہ میں وعظ ونصائح کے موضوعات، آئینۂ فکرِ علیؑ سے آشنائی حاصل کریں، تقویٰ محافظت ہے محدودیت نہیں، تقویٰ باعثِ حفاظت ہے، ایک دوسرے کے مقابل ذمہ داریاں، زہد و پارسائی، زہد اور رہبانیت، دو سوال، زہدِ اسلامی کے تین اصول، زاہد اور راہب، زہد اور ایثار، ہمدردی، زہد اور آزادمنشی، زہد اور معنویت، زہد اور عشق و پرستش، دنیا اور آخرت میں تضاد، کم خرچ بالانشیں۔

حصہ ہفتم

دنیا اور دنیا پرستی:- نہج البلاغہ اور ترکِ دنیا، اموالِ غنیمت سے پیدا ہونے والے خطرات تعیّشات کی بدمستیاں، فرمانِ امامؑ کا عمومی پہلو، ہر مکتبِ فکر کا مخصوص لہجہ، مذموم دنیا سے مراد، انسان اور کائنات کا رابطہ، اسلام کا نظریہ، دنیا قرآن اور نہج البلاغہ کی نظر میں، حریت اور غلامی، وجودیت Existentaialism کا نظریہ، کیا ارتقاء انسانیت بے خودی ہے؟، خودزیانی اور خودفراموشی، عرفانِ ذات اور خدا شناسی، عرفانِ ذات میں عبادت کا کردار، چند مسائل، دنیا اور آخرت کا تضاد، تابع پرستی یا متبوع پرستی۔

محمد علی فاضل، شیخ

مولانا شیخ محمد علی فاضل کا شمار پاکستان کے بلند مرتبہ علماء میں ہوتا ہے آپ نے مختلف اہم موضوعات پر خامہ فرسائی کی آپ کا یادگار علمی کارنامہ شرح نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ ہے۔

منهاج البراعة فی شرح نہج البلاغة:

آپ نے محقق سید حبیب اللہ خوئی کی شرح نہج البلاغہ کو اردو قالب میں ڈھالا یہ ترجمہ دوسری بار ۲۰۰۸ء میں حق برادرز لاہور نے شائع کیا۔ یہ شرح سات جلدوں پر مشتمل ہے جو حضرت امیر المومنینؑ کے ۲۱۸ ویں خطبہ تک کی شرح ہے باقی شرح آپکے فرزند نے مکمل کی۔ جنکی تعداد اکیس جلد ہے۔ آپکی ولادت ۱۲۶۱ھ ایران کے شہر خوئی میں ہوئی جو صوبۂ آذربائجان کا دارالحکومت ہے آپ اسی شہر میں پروان چڑھے اور تربیت حاصل کی ۲۵ سال کی عمر تھی جب والد ماجد سید محمد کے ساتھ نجف اشرف گئے اور تحصیل علم کا سلسلہ شروع کیا اور بزرگ اساتذہ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوکر اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ بڑی تعداد میں آپکے آثار علمی یادگار ہیں ماہ صفر ۱۳۲۴ھ تہران میں وفات ہوئی اور قبرستان شاہ عبدالعظیم میں تدفین ہوئی۔ [1]

علی اصغر بن مجتبیٰ صادق حسینی۔

''بایں ہمہ متقدمین اور متاخرین میں سے علماء متبحرین کی ایک جماعت نے نہج البلاغہ کے جملات کی تفسیر، مشکل کلمات کی وضاحت اور پیچیدہ کلام کی توضیح کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے لیکن جہاں تک میں نے دیکھا جس طرح اسکا حق سید سند حبر معتمد۔۔۔ الحاج میر حبیب اللہ ہاشمی موسوی خوئی طاب ثراہ نے ادا کیا ہے اس طرح کسی اور نے

[1] ترجمہ منهاج البراعة۔ص:۱۷

اسکا حق ادا نہیں کیا کیونکہ مرحوم ومغفور نے نجف اشرف سے اپنے وطن مالوف خوئی میں واپس آ کر کتاب منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ کی تالیف کیلئے اپنی کمر ہمت باندھی اور زندگی کا ایک حصہ اور جوانی کے عمدہ ایام اس کتاب کی تالیف میں صرف کر دیئے۔ اور ایک ایسی کتاب پیش کی جسکا اسلوب کار اور انداز عجیب وغریب تھا نہ تو میں نے اولین کی کتابوں میں یہ انداز دیکھا نہ ہی آخرین میں سے کسی کے بارے میں ایسے انداز کے متعلق سنا۔'' [1]

ترجمہ کی خصوصیت:

☆ فاضل مترجم شیخ محمد علی فاضل نے ترجمہ کا آغاز ۱۹۹۷ء میں کیا اور ایک ماہ کی مدت میں پہلی جلد کا ترجمہ مکمل کر لیا۔

☆ ترجمہ میں سادگی، سلاست اور روانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے تا کہ ہر سطح علمی کا قاری آسانی سے سمجھ سکے۔

☆ کتاب میں جہاں غیر ضروری اضافہ تھا اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

☆ عربی عبارات پر اعراب گذاری کی گئی ہے تا کہ قاری کو پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔

☆ کتاب کا زیادہ تر مقدمہ علمی حلقوں کو مدنظر رکھکر لکھا گیا ہے۔

☆ کتاب میں موجود اقتباس شدہ قرآنی آیات اور فرامین امیر المومنین علیہ السلام کا حوالہ بھی دیا گیا ہے ساتھ ہی اسکا ترجمہ بھی موجود ہے۔

☆ خطبات کے ترجمہ میں مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمہ سے بھی رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

---

[1] ترجمہ منھاج البراعۃ۔ ص:۱۵

نثار احمد، زین پوری

کلام امیر المومنین علیہ السلام کو اردو پیکر عطا کرنے والوں میں مولانا نثار احمد زین پوری ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء کو قصبہ زین پور ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ والد ماجد محمد اسماعیل صاحب نیک سیرت مذہبی انسان ہیں۔ ابتدائی تعلیم جامعۃ المنتظر نوگانواں سادات اور منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں حاصل کی۔ اس کے بعد دار العلوم سید المدارس امروہہ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید محمد عبادت طاب ثراہ مولانا سید عابد حسین عثمانپوری، مولانا سید محمد ابو طالب سے کسب فیض کیا اور مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔

بعد ازاں لکھنؤ گئے اور مدرسۃ الواعظین میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید وصی محمد صاحب، مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی سے کسب علم کر کے ''واعظ'' کی ڈگری حاصل کی۔ مدرسۃ الواعظین میں تعلیم کے دوران ماہنامہ ''الواعظ'' کے اولاً مدیر مسئول پھر مدیر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں عازم ایران ہوئے اور حوزہ علمیہ قم میں نہائی دروس کی تعلیم حاصل کی۔ ایران میں قیام کے دوران مجلّہ ''الحسین'' سہ ماہی کے رکن اور ''ثقلین'' سہ ماہی کے مدیر اور ''مجمع جہانی اہلبیتؑ'' کے شعبہ اردو کے انچارج مقرر ہوئے۔ ہندوستان مراجعت کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں مدرس مقرر ہوئے اور اب بحمد اللہ آپ ہی کی نگرانی میں مدرسہ رواں دواں ہے۔ اس کے علاوہ آپ مدرسہ سلطان المدارس میں بھی تدریس فرماتے ہیں۔

ترجمہ نگاری میں اعلیٰ مہارت حاصل ہے۔ ایران میں قیام کے دوران ہی فارسی کی اہم کتب کو اردو قالب میں ڈھالنے کا کام شروع کیا جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

گفتار امیر المومنین علی علیہ السلام:

آپ نے آقای سید حسین شیخ الاسلام کی تالیف ''ھدایۃ

العلم وغرر الحکم'' کا اردو ترجمہ ''گفتار امیر المومنینؑ'' کے نام سے دو جلدوں میں کیا جو انصاریان پبلیکیشنز قم ایران سے ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

ترجمہ کی زبان صاف اور شستہ ہے۔ جسمیں مختلف موضوعات پر ہزار ہا کلمات کو جمع کیا گیا ہے۔

دیگر تراجم:

ترجمہ تفسیر تسنیم

ہو جاؤ سچوں کے ساتھ مطبوعہ ۱۹۹۱ء

اہل ذکر ۱۹۹۲ء ایران

شیعہ ہی اہلسنت ہیں ۱۹۹۴ء ایران

اسرار نماز کی تجلی ۱۹۹۴ء ایران

حدیث سے دفاع ۱۹۹۵ء

صحیفہ کربلا

مثالی خواتین

نقیب اتحاد

سوانح کاشف الغطاء

سوانح محدث نوری

آفتاب عدالت

جوان اور شریک حیات کا انتخاب مطبوعہ ایران

اسلام کی نظر میں خاندان

آئینہ حقوق

محبت قرآن وحدیث کی نظر میں
تجلیات عصمت احادیث حضرت فاطمہ زہرا
تجلیات ہدایت
جمال منتظر
آداب حرمین
اولیاء خدا کی عظمتیں
احیاء مقدسات
امام رضا علیہ السلام اور مشہد مقدس
حضرت معصومہ اور قم مقدسہ
اہلبیت کے شیعہ
اصول دین
منارۂ ہدایت
شاخسانہ عقد ام کلثوم
نمونۂ صبر زینب
حضرت علی اور نجف اشرف
تاریخ اسلام
رسالت رسولؐ
انبیاء علیہم السلام ۲۰ حصے
اصحاب ۱۶ حصے
اصحاب حسینی ۶ حصے
ترجمہ توضیح المسائل آیت اللہ العظمٰی سعید الحکیم

نصیر علی جاوا

آپ نے مختلف موضوعات پر نہج البلاغہ کے اقتباسات مرتب کئے جو حیدر پریس ریلوے روڈ لاہور سے شائع ہوئے۔ [۱]

[۱] امامیہ مصنفین۔ج:۱۔ص:۹۸

نظر الحسنین، نہجی، لکھنوی

ڈاکٹر سید نظر الحسنین خیالؔ لکھنؤ کے ارباب علم وکمال میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ آپکی نشونما علمی و مذہبی گھرانے میں ہوئی آپکو بچپن سے لکھنے پڑھنے کا شوق رہا۔ آپکے تعلیمی شوق کا اندازہ اسی سے ہوتا ھیکہ آپنے چار مضامین اردو، سوشیالوجی، عرب کلچر اور تاریخ میں ایم۔اے کیا اور اسکے علاوہ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی۔ آپنے لکھنؤ یونیورسٹی سے نہج البلاغہ کے موضوع پر Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔

تعلیمات حضرت علی نہج البلاغہ کی روشنی میں:

تحقیقی مقالہ برائے ڈاکٹریٹ آف فلاسفی

لکھا۔لکھنؤ یونیورسٹی نے اس تحقیق پر Ph.D کی ڈگری تفویض کی گئی اور سابق گورنر اتر پردیش جناب بی ستیہ نارائن ریڈی نے گولڈ میڈل سے نواز کر حوصلہ افزائی کی۔آپ نے یہ مقالہ ڈاکٹر شبیر احمد ندوی ریڈر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی کے زیر نگرانی پائے تکمیل کو پہنچایا۔ یہ مقالہ کتابی شکل میں ۱۴۲۰ھ/ دسمبر ۱۹۹۹ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا جو سات ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول:۔جسمیں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی مختصر سوانح حیات کے خاکہ میں آپ کی ولادت، خاندان، نام کنیت و القاب، پرورش، حلیہ، شادی، خدمات دین اسلام و دیگر خصوصیات، دورِ خلافت اور شہادت نیز آپ کی تجہیز وتکفین اور آخر میں آپ کے مزار مقدس کی سلسلے وار تعمیرات کو بڑی تحقیق وجستجو کے بعد پیش کیا ہے۔

باب دوم:۔ نہج البلاغہ کے مختصر تاریخی تعارف کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ''نہج البلاغہ کیا ہے؟ اس کے

مسائل اور موضوعات اس کتاب کا اصل مواد نیز اس کی زبان کی اصل خوبی کیا ہے؟ مزید برآن اس باب کے آخر میں نہج البلاغہ کی وجہ تالیف پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب سوم:- اس تحقیقی مقالہ کا اہم ترین باب ہے اس لئے یہ خصوصی اہمیت کا مالک ہے اس باب میں نہج البلاغہ کے استناد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کتاب کی سندی حیثیت کو پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم:- میں نہج البلاغہ کی اہمیت پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اہل ذوق ونظر کی دلچسپی کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا گیا ہے کہ اس کلام کے جملہ محاسن پوری طرح سامنے آجائیں۔ لہذا اس حقیقت کے پیش نظر مؤلف نے اس کی ادبی، علمی، الہامی، مذہبی، تاریخی، سماجی، اخلاقی اور اصلاحی اہمیت کے علاوہ اس کی فلسفیانہ اہمیت، سائنسی اہمیت، مہماتی اہمیت اور معاشی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

باب پنجم:-اس باب میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تعلیمات کو کافی تفصیل سے پیش کرتے ہوئے ہر ایک تعلیم کو الگ الگ عنوان کے ذیل میں پیش کیا ہے۔آپ نے جن تعلیمات کے درس دیئے ہیں ان میں خدا شناسی، تحصیل علم وحکمت، صبر وقناعت، قرآن پر عمل کرنے کی ہدایت، خواہشات نفس سے بچنے اور عمل صالح کرنے کی نصیحت، فتنہ و فساد اور شر انگیزی سے اجتناب، نخوت وتکبر اور ظلم وتشدد سے گریز کرنے کی تاکید، عدل ومساوات اور ایمانداری سے زندگی گزارنے کی تعلیم، سنت

رسول کی پیروی اور اصول دین وفروع دین میں کہی گئی باتوں پر عمل کرنے کی ہدایت پر زور دیا گیا ہے۔

باب ششم:- میں دنیا کے نامور حکماء نے اس کتاب نیز حضرت علیؑ کی علمی وادبی شخصیت اور خدمات کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے، اسے مختصراً پیش کیا ہے اور باب ہفتم اس تحقیقی مقالہ کا اختتامی حصہ ہے۔

ہادی حسن فیضی

مولانا ہادی حسن صاحب کا تعلق نگپور جلا لپور ضلع امبیڈکر نگر سے ہے آپکی ولادت یکم فروری ۱۹۶۸ء میں ہوئی والد ماجد غلام علی صاحب نیک کردار بزرگ تھے ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اسکے بعد لکھنؤ گئے اور معروف درسگاہ جامعہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا ایوب حسین، مولانا مرتضیٰ نقوی، مولانا محمد حسین نجفی رحمہم اللہ کے علاوہ مولانا سید محمد شاکر اور مولانا ابن حیدر سے فیضیاب ہوئے۔ ۱۹۹۰ء میں مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی اسکے بعد حوزۂ علمیہ قم میں جید اساتذہ سے کسب علم کر کے منزل کمال پر فائز ہوئے۔ ابھی چند سال قبل ایران سے مراجعت کے بعد جامعہ ناظمیہ میں تدریس کیلئے سرکاری تقرر ہوا ہے آپ انتہائی سادہ مزاج، محنتی اور با اخلاق ہیں محنت اور دل جمعی سے تدریس کرتے ہیں لکھنے پڑھنے کا بھی شوق ہے کئی ترجمے منظر عام پر آچکے ہیں۔

قرآن نہج البلاغہ کے آئینہ میں:

آپنے آیت اللہ محمد تقی مصباح یزدی کی گرانقدر تصنیف ''قرآن در آئینہ نہج البلاغہ'' کو اردو کا لباس پہنایا اور اردو کے دامن میں ایک گوہر بے بہا کا اضافہ کیا۔ آقای یزدی کی علمی عظمت و رفعت روشن ہے آپ کا شمار حوزۂ علمیہ قم کے جید اساتذہ میں ہوتا ہے۔ اسلام اور علوم اہلبیت علیہم السلام کے سلسلے میں اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں خداوند عالم آپکو سلامت رکھے۔

یہ ترجمہ ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء میں مجمع جہانی اہلبیت قم ایران سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں عظمت قرآن مجید نہج البلاغہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی قرآن کے سلسلے میں وصیت، قرآن کی معنویت، قرآنی اسرار و رموز پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

مہدی حسن جعفری

ڈاکٹر سید مہدی حسن جعفری ایڈیشنل ڈائریکٹر ہیلتھ حیدر آباد دکن کی معروف علمی ہستی ہیں۔ نہج البلاغہ سے گہرا شغف ہے مختلف رسائل و جرائد بالخصوص ''صدائے جعفری'' حیدر آباد دکن میں نہج البلاغہ سے متعلق آپ کے مضامین شائع ہوئے۔

نہج البلاغہ کیا ہے؟:

نہج البلاغہ سے متعلق اچھی معلوماتی جمع ہے۔ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

ناظم حسین خاں

مولانا ناظم حسین خاں کا تعلق ضلع سلطان پور سے ہے ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کیلئے جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی۔ جامعہ ناظمیہ میں استاذ العلماء مولانا سید محمد شاکر امروہوی، مولانا ابن حیدر صاحب، مولانا شہنشاہ حسین مرحوم، مولانا محمد مجتبیٰ صاحب سے کسب فیض کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔اے۔ کیا اور Ph.D کیلئے نہج البلاغہ کا انتخاب کیا۔

نہج البلاغہ کی ادبی اور سماجی معنویت اردو تراجم کی روشنی میں:

آپ نے لکھنؤ

یونیورسٹی سے Ph.D کیلئے تحقیقی مقالہ لکھا۔ یہ مقالہ پروفیسر انیس اشفاق کی نگرانی میں لکھا گیا ہے۔ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: نہج البلاغہ کے موضوعات و مشتملات توضیح وتعارف۔

دوسرا باب: نہج البلاغہ کے موضوعات کی معنویت۔

تیسرا باب: ترجمے کا فن۔

چوتھا باب: نہج البلاغہ کے اردو تراجم اور انکا تقابلی مطالعہ۔

پانچواں باب: نہج البلاغہ کی ادبی اور لسانی اہمیت۔

چھٹا باب: نہج البلاغہ کی سماجی معنویت۔

ساتواں باب: نہج البلاغہ کے اردو تراجم کا مجموعی جائزہ۔

اس مقالہ میں صرف تین ترجموں کا تقابلی مطالعہ ہے ترجمہ مفتی جعفر حسین، ترجمہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی اور ترجمہ علامہ ذیشان حیدر جوادی۔

محمد رضا نجفی

مولانا محمد رضا نجفی پاکستان کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں آپکی ولادت ۱۹۵۴ء میں خیر پور ناتھن شاہ ضلع داؤد (سندھ) میں ہوئی مڈل تک تعلیم حاصل کی اسکے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا ۱۹۶۶ء میں مدرسہ مشارع العلوم حیدر آباد میں داخلہ لیا اسوقت مولانا سید ثمر حسن امروہوی مدرسہ کے پرنسپل تھے آپنے موصوف کے زیر نگرانی مولانا سید محمد قاسم، مولانا صغیر الحسن صاحب سے کسب علم کیا۔ نہائی دروس کیلئے عراق کا قصد کیا فروری ۱۹۷۱ء میں نجف اشرف میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور جید اساتذہ سے کسب فیض کیا جن مین آقای محمد مہدی مرتضوی، آقای سید موسوی اردبیلی، آقای محمد علی مدرس افغانی، آقای شیخ ضیاء الخوئی، آقای اعتمادی قابل ذکر ہیں۔ علم فقہ، اصول، کلام وعقائد، تفسیر، حدیث سے آراستہ ہوکر ۱۹۷۵ء میں وطن واپس آئے اور تبلیغ دین میں مصروف ہوئے اور ''مدرسہ صاحب العصر'' میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ [1]

ترجمہ نہج البلاغہ:

آپنے سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو ایک علمی واہم کارنامہ ہے۔ ترجمہ میں نہایت صاف وشفاف زبان استعمال کی گئی ہے۔ عام فہم ترجمہ ہے۔

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۴۹۷

طیب رضا، اغوانپوری

مولانا طیب رضا نے دو کتابوں کا ترجمہ کیا جن میں نہج البلاغہ سے متعلق مختلف علماء اعلام کے ارزشمند مضامین ہیں۔

آپ کا تعلق اغوان پور ضلع مرادآباد سے ہے والد ماجد سید ریاض الحید رنقوی دیندار، مذہبی انسان تھے۔ ۱۳۸۳ھ/ ۳۰ رجون ۱۹۶۳ء اغوان پور میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، طبیعت کا میلان دینی تعلیم کی طرف ہوا تو منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں داخلہ لیا سطحیات کی تکمیل کے بعد سلطان المدارس لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید بیدار حسین، مولانا سید غلام مرتضیٰ مرحوم مولانا محمد جعفر مرحوم جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے سیریا (شام) کا سفر کیا اور حوزہ علمیہ زینبیہ میں جید اساتذہ سے فیضیاب ہوئے جن مین آیۃ اللہ سید احمد واحدی، آیۃ اللہ شیخ اعتمادی، آیت اللہ سید احمد فہری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد مدرسہ جامعۃ التبلیغ لکھنؤ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ دینیات میں بعہدۂ لکچر منتخب ہوئے۔ بحمدللہ اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ خطابت وذاکری کا بھی شوق ہے کئی سال سے امریکہ میں عشرۂ مجالس کو خطاب کر رہے ہیں۔ خدمت قلم وقرطاس بھی معمولات میں شامل ہیں۔ متعدد کتب کے ترجمے کئے۔

کتاب مقالات درباری نہج البلاغہ:

☆ نہج البلاغہ میں معرفت محبت وعبادت	جوادی آملی
☆ علیؑ اور فلسفہ الٰہی	,,
☆ نہج البلاغہ میں نظریہ توحید	سید علی قریشی
☆ نہج البلاغہ میں الٰہی جہاں بینی	جمال الدین دین پرور

☆ خدا، کائنات اور انسان علیؑ کی نظر میں — تقی جعفری
☆ انسان کامل نہج البلاغہ کی نظر میں — حسن زادہ آملی
☆ انسان کامل نہج البلاغہ کی نظر میں — آیت اللہ خزعلی
☆ رشد عقل نہج البلاغہ کی روشنی میں — سید جواد مصطفوی
☆ توحید نہج البلاغہ کی نظر میں — ابراہیم امینی
☆ نہج البلاغہ میں انسانی واجتماعی فکر — عبدالجواد فلاطوری
☆ نہج البلاغہ میں کمالات کی راہیں طے کرنے کی تحریک — محمد تقی جعفری

۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء میں ترجمہ کیا ہے۔

مجموعہ مقالات درباری نہج البلاغہ:

☆ فقہ اسلامی میں نہج البلاغہ کے نقوش — ناصر مکارم شیرازی
☆ نہج البلاغہ کے تین امتیازات جامعیت، عینیت، ابدیت — ,,
☆ نہج البلاغہ جاذبیت کیوں رکھتی ہے؟ — ناصر مکارم شیرازی
☆ مدیریت میں انسانی مناسبات علیؑ کے نقطہ نظر سے — ڈاکٹر علی شریعتمداری
☆ کلام علی کے آئینہ میں حکومت کے چار اصول — آیت اللہ خزعلی
☆ سیاست علیؑ کی نظر میں — علی اکبر رفسنجانی
☆ نہج البلاغہ میں علوی علوم سے لزوم تمسک — حسن زادہ آملی
☆ امام علیؑ تاریخ کے بزرگ ترین خطیب — استاد احمد سپہر خراسانی
☆ عدالت اور عدل الٰہی اور حیات علیؑ — محمد تقی جعفری

☆ نہج البلاغہ میں علیؑ کی تجلی — آیت اللہ حسین نوری
☆ علیؑ کی شخصیت کے جہات — محمد تقی جعفری
☆ نہج البلاغہ کے شارحین پانچویں صدی سے آٹھویں صدی ہجری تک — عزیز اللہ عطاردی
☆ نہج البلاغہ میں روش تحقیق — الہی خراسانی
☆ نہج البلاغہ کے فہم میں تفحص — واعظ زادہ خراسانی
☆ بلندترین چہرہ — استاد علی اکبر پروش

۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں ترجمہ کیا۔

دیگر آثار علمی:

علی فی القرآن

مناظرہ بغداد

امتحان ھے خون کا

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

مھدی فی القرآن

مھدی فی السنة

عالم مہدی رضوی، زید پوری

نہج البلاغہ کو منظوم پیکر عطا کرنے والوں میں معتبر نام مولانا سید عالم مہدی رضوی کا ہے آپ نے ۲۴؍رجب ۱۳۷۸ھ/ جنوری ۱۹۵۹ء کو زید پور ضلع بارابنکی میں سفر حیات کا آغاز کیا۔ والد ماجد جناب ابن محمد مرحوم پیشۂ طباعت یونانی سے وابستہ تھے۔ ابتدائی تعلیم جد مادری مولوی سید محمد ابراہیم رضوی سے حاصل کی۔ حسین آباد انٹر کالج لکھنؤ سے انٹر میڈیٹ کیا اسکے بعد ۱۹۷۷ء میں سلطان المدارس لکھنؤ میں داخلہ لیکر باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کیا لکھنؤ میں قیام کے دوران شیعہ ڈگری کالج سے بی۔اے اور لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔اے اردو ادبیات میں کیا۔ سلطان المدارس میں سندالافاضل جماعت اولیٰ تک تحصیل علم کیا بعدہٗ ۱۹۸۴ء میں عازم ایران ہوئے اور حوزۂ علمیہ قم میں چھ سال تحصیل علوم دین کر کے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث اور ادبیات میں درجہ کمال تک پہونچے۔ ۱۹۹۰ء میں ہندوستان مراجعت کی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا آپ نے ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیئے جن میں جامعہ مہدیہ سیتھل، دارالعلوم سیدالمدارس امروہہ، جامعہ اہلبیت دہلی، مدرسہ امام محمد باقرؑ گرسائی پونچھ کشمیر، جامعۃ الرضا پونہ قابل ذکر ہیں۔ ابھی چند سال قبل ۲۰۱۰ء میں جامعۃ المنتظر نوگانواں سادات میں سرکاری تقرر ہوا ہے۔ شعروسخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ادب کی مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کر چکے ہیں آپنے امام خمینی کی وفات پر یادگار مرثیہ کہکر اردو ادب میں ''شخصی مرثیہ'' کا اضافہ کیا۔ دہلی اور کشمیر میں قیام کے دوران دعائے کمیل، زیارت عاشورہ، دعائے ندبہ کا منظوم ترجمہ کیا۔ جسے خود طبع کرا کے قوم میں نشر کیا۔ پونہ میں قیام کے دوران دعائے افتتاح، دعائے عہد اور زیارت ناحیہ کا منظوم ترجمہ کیا جو ابھی تشنۂ اشاعت ہے۔

راقم کے مشفق ہیں اس کتاب کی تالیف میں مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب کے مسودہ کی دقیق نظر سے پروف ریڈنگ فرمائی۔ خداوند عالم آپکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

منظوم ترجمہ نہج البلاغہ:

آپ کا علمی وادبی کارنامہ نہج البلاغہ کے کلمات قصار کا منظوم ترجمہ ہے۔ ترجمہ کی زبان شستہ اور بیان میں روانی ہے۔ منظوم ترجمہ کے ساتھ منظوم شرح بھی ہے۔

نمونۂ کلام:

ابتدائیہ وآغاز

ہے کلمۂ امیر المومنین سن
نہ ہو فتنے میں تیری کوئی دھن

☆

کلمہ:۱۔

اٹھے فتنہ تو بن جائے تو کچا
کہ جیسے اونٹ کا دو سالہ بچا
نہیں پیٹھ ایسی جس پر بیٹھا جائے
نہ تھن رکھتا ہے جسکو دوھا جائے

☆

اجمالی شرح:

مچے ہلّا تو فوراً دور ہو جا
تو اڑ کر صورت کافور ہو جا
نہ ہو فتنے میں تیرا کوئی بھی کام
تو رکھ محفوظ اپنا نیک انجام
شتر کے ایسے بچے کی طرح بن
کہ جسکے پشت ہوتی ہے نہ ہی تھن
کہاں ہے پشت کہ اسوار ہوئیں
کہاں ہیں تھن کہ جن سے دودھ دوہیں

کلمہ:۲۔ جس نے لالچ کو بنا ڈالا شعار
خود بنایا دہر میں رسوا و خار
خود پہ دی جس نے زباں کو فوقیت
خود بنائی بد سے بدتر اپنی گت
جس نے کی تکلیف اپنی آشکار
ہو گیا تذلیل سے اپنی دوچار
ہے مصیبت عاجزی بے چارگی
جسکو حاصل ہے سدا بے مایگی
ہے شجاعت صبر، ثروت زہد ہے
ورع ہے تیری سپر اے آدمی

☆

کلمہ:۳۔ بخل ہے انساں کی خاطر ننگ و عار
تنگ دستی نے کیا ہے عقل کو
اس طرح گونگا کہ عاقل کچھ نہ ہو
شہر میں اپنے ہے مفلس بے وطن
اجنبی کی طرح اسکا ہے چلن

مخطوطات نہج البلاغہ

کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (ج۔۱) زبان: عربی

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ)

نوع خط: نسخ اوراق: ۹۰۰ سطور: ۲۱ سائز: ۱۵×۲۵.۵

ابتدائی عبارت: **بعد ......دلالة الله .....الاشتقاق المترادف والتوكيد اسباب مترادف اقامة احد المترادفين اقسام التوكيد اقسام المشترك اسباب المشترك**

اختتام: **و طالب للدنيا والموت يطلبه و غافل و ليس بمفعول عنه**

نوٹ: یہ نسخہ کرم خوردہ ہے مولف نے یہ شرح خواجہ علاء الدین عطا ملک الجوینی الوزیر متوفی ۶۸۰ھ کے نام معنون کی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (ج۔۲) زبان: عربی

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ)

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۲۶ سطور: ۲۳ سائز: ۱۶.۵×۲۶

ابتدائی عبارت: **بعد ...و من خطبة له عليه السلام نحمده على ما كان و نستعينه على ما يكون تسال الله المعافاة فى الاديان كان نساله المعافاة فى الابدان**

نوٹ: کرم خوردہ ہے

نام کتاب:شرح نہج البلاغہ (ج۔۴) زبان:عربی

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ)

تاریخ کتابت:۱۰۸۱ھ

نوع خط:نسخ اوراق:۲۹۴ سطور:۳۵ سائز:۳۵.۵×۲۴.۵

اختتام:**و تصنیف عنه طاقتی و ان یصون و جهی عن المخلوقین و کیف عنی عادیتة الظالمین انه سیمع مجیب انشاء الله و حسبنا الله و حده صلوٰة علی سیدنا محمدؐ.............**

نوٹ: کرم خوردہ ہے

☆☆☆

نام کتاب:شرح نہج البلاغہ زبان:عربی

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ)

نوٹ: آخر سے ناقص ہے۔

☆☆☆

نام کتاب:صد کلمات امیر المومنینؑ زبان:عربی

نام کاتب:محمود بن طاؤس

تاریخ کتابت:۹۳۶ھ

نوع خط:نسخ اوراق:۳۸

نام کتاب:شرح نہج البلاغہ زبان:عربی

نام مؤلف:ابوحامد عبدالحمید بن ھبۃ اللہ بن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ)

نوع خط:نسخ اوراق:۳۷۰ سطور:۳۵ سائز:۲۶.۵×۳۶

ابتدائی عبارت:**اما بعد .....المجلد الاول من شرح نهج البلاغه لامام الفاضل عبد الحميد بن هبة الله بن محمد بن محمد بن ابی الحديد المعتزلی و هو فی عشرين مجلداً.**

اختتام: **فلما وقع الاختلاف كنا نحن اولی بالله و بالحق ....الذين امنوا و هم الذين كفروا ولو شآء الله قتالهم بمشيته و ارادته ....هذا آخر**

نوٹ: شارح نے اس شرح کو مؤیدالدین بن علقمی وزیر معتصم باللہ عباسی متوفی ۶۵۶ھ کے نام معنون کیا ہے۔

☆☆☆

نام کتاب:شرح نہج البلاغہ (ج ۔۱) زبان:عربی

نام مؤلف:ابوحامد عبدالحمید بن ھبۃ اللہ بن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ)

تاریخ کتابت:قبل از ۱۲۲۵ھ

نوع خط:نسخ اوراق:۳۸

☆☆☆

نام کتاب:**کلمات حضرت امیر المومنین علیہ السلام** زبان:عربی

نوع خط:نستعلیق

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (ج۔۱) زبان: عربی

نام مؤلف: ابوحامد عبدالحمید بن ھبۃ اللہ بن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ)

تاریخ کتابت: ۱۲۲۵ھ

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: ملا علاء الدین محمد گلستانہ

نوع خط: نسخ اوراق: ۲۷۷ سطور: ۲۴ سائز: ۱۹×۲۸

ابتدائی عبارت: و کان کتاب نہج البلاغہ من کتب الاخبار..........

اختتام: ان ظھر و بروی بالرفع علی صیغۃ المضارع..........

نوٹ: نسخہ پر مہر سید علی ابن دلدار علی غفرانمآب ۱۲۴۴ھ و مہر سید حسین ۱۲۳۶ھ و مہر ممتاز العلماء ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: نثر اللآلی صد کلمات امیر المومنینؑ زبان: عربی و فارسی

نام کاتب: محبّ اللہ

تاریخ کتابت: ۱۰۸۲ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۸

نوٹ: باترجمہ فارسی۔

نام کتاب: خطبۃ امیر المومنینؑ بین البصر ۃ والکوفۃ زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۲ سطور: ۲۱ سائز: ۲۲×۱۵

ابتدائی عبارت: اما بعد ....و من خطب امیر المومنین علی اخیه و علیه و زوجتة الطاهرة الصدیقة و ابنائه صلوٰة الله و سلامه مادام الدهر دهراً و سرمداً قال علیه السلام و روحی فداه انا اول المسلمین ....

اختتام: و ان المحب له مومن والمخالف له کافر والمقتضی لاثر لاحق و صلی الله علی محمد و آله الطاهرین و لعنة الله علی اعدائهم .....و منکر فضائلهم اجمعین الی یوم الدین من الجن و الانس

☆☆☆

نام کتاب: خطبۃ امیر المومنینؑ زبان: عربی

نوع خط: شکستہ نستعلیق اوراق: ۲۰ سطور: ۲۵ سائز: ۱۴.۵×۲۴

ابتدائی عبارت: خطبة امیر المومنین علیه السلام علی بن الحسن الموذب و غیره عن احمد بن محمد بن خالد عن اسماعیل بن مهران عن عبد الله بن ابی الحرث الهمدانی عن جعفر قال خطب امیر المومنینؑ

نوٹ: کرم خوردہ ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: مجموعہ ترجمہ کلمات قصار جناب امیر علیہ السلام

نام کاتب: علی اکبر شروانی

ماخذ: فہرست مخطوطات کتبخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن

کتب خانہ مولانا آزاد مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

شمارۂ کتب خانہ: Univ. Arabid Literaturey 4

شمارہ میکروفلم: ۴۵۲/۲

نام کتاب: نہج البلاغہ (جزء اول)

نام کاتب: علی بن ابی القاسم بن علی تاریخ کتابت: ۵۳۸ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۹۱ سطور: ۱۸

ابتدائی عبارت: **امـا بعد حمد الله الذی جعل الحمد ثمناً لنعمائه و معاذاً من بلائه......** [۱]

☆☆☆

شمارۂ کتب خانہ: Univ. Arabid Literaturey 4

شمارہ میکروفلم: ۴۵۲/۳

نام کتاب: نہج البلاغہ (جزء ثانی)

نام کاتب: علی بن ابی القاسم بن علی تاریخ کتابت: ۵۳۸ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۸۰ سطور: ۱۸

ابتدائی عبارت: ....ان صاحبالا میر المومنین علیہ السلام فقال لہ....... [۲]

---

[۱] فہرست میکروفلم نورکتبخانہ مولانا آزاد ص۔۵۹۷ [۲] فہرست میکروفلم نورکتبخانہ مولانا آزاد ص۵۹۸

شمارۂ کتب خانہ: Farhangi Mahal 508/30 4

شمارہ میکروفلم: ۵۵۴/۴/۴

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (جزء اول)

نام مؤلف: عز الدین عبدالحمید بن محمد بن محمد بن حسین بن ابی الحدید متوفی (۶۵۵ھ/ ۱۲۵۷ء)

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۰۰ سطور: ۲۱

ابتدائی عبارت: ......وثانیاً الراع والتدبیر فکان اشد الناس رایا و اصححهم تدبیراً و هو الذی اشار ۱

☆☆☆

شمارۂ کتب خانہ: Abdul Hayy 14/14 per

شمارہ میکروفلم: ۴/ ۱۲۷ زبان: عربی وفارسی

نام کتاب: ارشاد المسلمین فی شرح کلام امیر المومنینؑ (ترجمہ وشرح نثر اللآلی)

نام شارح: محمد حسن علی ہاشمی حنفی محدث لکھنوی

نام کاتب: بخط شارح تاریخ کتابت: ۱۲۴۰ھ

نوع خط: نستعلیق ونسخ اوراق: ۲۴ سطور: ۱۹

ابتدائی عبارت: بعد الحمد.......اما بعد ایں رسالہ ایست موسوم بنثر اللآلی من کلمات امیر المومنین علیؑ مشتمل بر ۲

شمارۂ کتب خانہ:37/37
شمارہ میکروفلم:۳۰/۳۴۸ زبان:اردو
نام کتاب:تہذیب نثر اللآ لی فی شرح کلمات امیر المومنینؑ (ترجمہ)
نام مؤلف:مسیح الدین کاکورویؒ (مترجم)
نام کاتب:غلام حیدر تاریخ کتابت:۱۲۹۶ھ
نوع خط:نستعلیق اوراق:۱۴۶ سطور:۱۵
ابتدائی عبارت:**نحمدک یا من له الکبریاء و الجبروت سبحانک انت حی لا تموت** ۱

☆☆☆

شمارۂ کتب خانہ:UNIV. 84 PER REL SUFISM
شمارہ میکروفلم:۶/۲۶۶ زبان:عربی وفارسی
نام کتاب:کلمات طیبات حضرت علیؑ
نام مترجم:عادل
نوع خط:نستعلیق و نسخ اوراق:۲۸ سطور:۱۱
ابتدائی عبارت: **هر که در هر کار بسم الله الرحمن الرحیم گوید ایمن گردد از شیطان رجیم** ۲

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: علامہ رضی الدین ابوالحسن محمد بن الحسین المعروف سید رضی (۴۰۶ھ)

تاریخ کتابت: ۸۶۸ھ

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۲۹۳ سطور: ۱۳ سائز: ۴.۵×۶:۷×۱۰

ابتدائی عبارت: **اما بعد حمد الله الذی جعل الحمد ثمناً لنعمائه و معاذاً من بلائه و وسیلاً بی الی جنانه و سبباً لزیادة**

اختتام: تمت الخطب من نهج البلاغه من کلام مولانا امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالبؑ ۱

☆☆☆

زبان: فارسی

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (۶۷۹ھ)

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۵۲۱ سطور: ۳۵ سائز: ۴×۱۰:۶×۱۳

ابتدائی عبارت: **سبحانک اللهم و بحمدک توحدت فی ذاتک فحسر عن ادرامک انسان کل عارف وتفردت فی صفائک فقصر عن مدحک کل واصف.......** ۲

شمارۂ کتب خانہ: Farhangi Mahal 507/29 4   زبان: عربی

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ

نام مؤلف: ابو حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد معروف ابن الحدید المعتز لی (متوفی ۶۵۵ھ/ ۱۲۵۸ء)

نوع خط: نستعلیق   اوراق: ۲۵۱   سطور: ۲۳

ابتدائی عبارت: ......**وابن عمه العباس بن عبد المطلب ويقال ان الفرزدق مربا لفضل و هو........** [1]

☆☆☆

ذخیرہ حبیب آفتاب، مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

زبان: عربی وفارسی

نام کتاب: اقوال امیر المومنینؑ

نوع خط: نستعلیق   اوراق: ۱۳   سطور: مختلف

سائز: ۶×۱۰:۱۳×۱۶

نوٹ: ناقص الطرفین ہے۔

ماخذ: فہرست میکروفلم نور نسخہ ہای خطی، کتبخانہ مولانا آزاد، علیگڑھ

کتب خانہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

زبان: عربی و فارسی

نام کتاب: **کلمات طیبات حضرت علیؑ**

تاریخ کتابت: ۱۲۵۲ھ

اوراق: ۷ سطور: ۱۵ سائز: ۹×۶

ابتدائی عبارت:

بہترین ہر کلام اے نور چشم درماں
ھست نام خالق بسیار بخش مہرباں

قال امیر المومنین علیه السلام لو کشف الغطا لما ازددت یقینا

نوٹ: یہ نسخہ اس رسالے سے نقل کیا گیا ہے جسے قاسم کاتب نے مولد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں لکھا تھا۔

کتب خانہ ایشیا ٹک سوسائٹی، بنگال

زبان: فارسی

نام کتاب: منہج الفصاحہ شرح نہج البلاغہ

نام مؤلف: حسین عبدالحق استرآبادی

اوراق: ۵۴۱ سطور: ۲۱

ابتدائی عبارت: **بهترین خطبه های که سخنوران معارف ......**

☆☆☆

زبان: فارسی

نام کتاب: حکم نامہ بہ مالک اشتر

اوراق: ۷۷ سطور: ۱۲

ابتدائی عبارت: **هذاما امر به عبد الله علی امیر المومنین ....**

کتب خانہ برٹش میوزیم

نام کتاب: نہج البلاغہ

نوع خط: نسخ اوراق: ۳٦۷ سطور: ۲۰ سائز: ۹×۴

ابتدائی عبارت: بعدا ز حمد وسپاس خدائی که گردانیده است حمد را بهای نعمتهای او و پناه از بلای.....

☆☆☆

زبان: فارسی

نام کتاب: تنبیہ الغافلین وتذکرۃ العارفین ترجمہ نہج البلاغہ

نام شارح: فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی

نام کاتب: حسن مثنی بن عبداللہ مثنی

نوع خط: نسخ اوراق: ۴۳۸ سطور: ۲۲ سائز: ۷×۵

ابتدائی عبارت: الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی ....

اختتام: تمت هذا ترجمه فی ٢٦ شهر شعبان المعظم سن ٩٥٥ من الهجرة النبوية...........

کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد

زبان: عربی

نام کتاب: صد کلمات امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

نوع خط: نسخ اوراق: ٦٧ سائز: ۲۰×۱۲

ابتدائی عبارت: **لو کشف الغطا لما ازددت یقینا**

اختتام: **لیسعد الرجل بصاحبه السعید**

☆☆☆

زبان: عربی

نام کتاب: نثر اللآلی ووصیۃ امیر المومنین ثلاثین خصلۃ

نام کاتب: ابوحامد بن شیخ محمود قرشی تاریخ کتابت: جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۲۱ سطور: ۱۱ سائز: ۱۳×۱۲

ابتدائی عبارت: **الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلٰوة والسلام على خير خلقه...........**

اختتام: **العاشره ليسعد المراء بمصاحبة السعيد ....**

زبان: عربی

نام کتاب: مائۃ کلمات امیر المومنین

اوراق: ۷ سطور: ۹ سائز: ۲۴×۱۳

ابتدائی عبارت: مائة كلمات من كلام امير المومنين اسد الله الغالب علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه

اختتام: امامهم اغفر رمزات الالحاد و سقطات الالفاظ و هفوات اللسان و شهوات الجنان

☆☆☆

زبان: عربی

نام کتاب: خطبات واقوال حضرت علی ابن ابی طالبؑ

نوع خط: نسخ اوراق: ۶۳۱ سطور: ۱۲ سائز: ۲۵.۵×۱۷.۵

ابتدائی عبارت: حمد الذی جعل الحمد ثمنا لنعمائه .....من بلائه و وسيلا الی جنانه و سبباً لزيادة ......

اختتام: المومن اخاه فقد فارقه انتهت......

کتب خانہ حیدر آباد میوزیم

زبان: عربی و فارسی

نام کتاب: ترجمہ صد کلمہ
نام مؤلف: محمد بن عبد الجلیل عمری الرشید وطواط (۵۷۸ھ/۱۱۸۲ء)
نوع خط: نسخ اوراق: ۱۷۰ سطور: ۱۶ سائز: ۳×۶
نوٹ: کلمات امیر المومنین علیہ السلام فارسی ترجمہ کے ساتھ ہیں۔

کتب خانہ خدابخش، پٹنہ

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: عز الدین عبد الحمید بن ابی الحسین ھبۃ اللہ بن محمد بن محمد الحسین بن ابی الحدید المعتزلی (۶۵۵ھ)

ابتدائی عبارت: **الحمد الذی تفرد بالکمال فکل کامل سواہ منقوص واستوعب عموم المحامد والممادح فکل ذی عمدۃ عواہ مخصوص ......الخ**

نوٹ: یہ شرح وزیر مؤید الدین محمد بن علقمی کے لئے لکھی گئی جس کے انعام میں وزیر نے شارح کو ایک سو دینار، ایک گھوڑا اور خلعت فاخرہ سے نوازا۔

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی (متوفی ۶۷۹ھ)

ابتدائی عبارت: **سبحانک اللھم و بحمدک توحدت فی ذاتک ....عن ادراکک جنان کل عارف و تفردت فی صفاتک فقصر عن مدحک لسان کل واصف..... الخ**

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

نام کاتب: ملاعلی المرشدی الشکانی تاریخ کتابت: ۸۸٦ھ

نوع خط: نسخ

ابتدائی عبارت: **اما بعد حمد الله الذی جعل الحمد ثمنا لنعمائه و معاذا من بلائه ......الخ**

نوٹ: نسخہ طلائی ہے اور سلطان محمود شاہ بہمی کی مہر لگی ہوئی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: شرح خطبۂ شقشقیہ زبان: فارسی

نام مؤلف: مولانا امداد علی لکھنوی تاریخ تصنیف: ۱۲۴۷ھ

ابتدائی عبارت: **طوبیٰ لا دیب هدرت شقاشقية للتبيان....الخ**

☆☆☆

نام کتاب: صد کلمہ امیر المومنینؑ زبان: فارسی

نام کاتب: سید علی حسینی

اوراق: ۱۸ سطور: ۹ سائز: ۳×۵:٦×۹

ابتدائی عبارت: بہترین ہر کلام ای نور چشم مرد ماں......

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: فارسی

سال کتابت: ۱۰۰۹ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۴۰ سطور: ۲۳

نام کتاب: **نثر اللآلی** زبان: فارسی

نام مؤلف: محمد حسن علی ہاشمی

نام کاتب: امام الدین محمدی القادری تاریخ کتابت: ۱۲۴۰ھ

اوراق: ۲۶ سطور: ۲۰ سائز: ۵×۸:۷×۱۱

ابتدائی عبارت: **الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ اما بعد ایں رسالہ است موسوم بنثر اللآلی من کلمات الامیر المومنینؑ ......**

☆☆☆

نام کتاب: **کلمات حضرت علیؑ**

نام مؤلف: محمد صالح بن محمد باقر قزوینی سال کتابت: ۱۲ویں صدی ھجری

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۷ سطور: ۳۷ سائز: ۱۸×۲۹

☆☆☆

نام کتاب: **ترجمہ نہج البلاغہ** زبان: فارسی

نام کاتب: میر مدار بخش سال کتابت: ۱۲۳۷ھ

نوع خط: نسخ و نستعلیق اوراق: ۲۱۸ سطور: ۲۱ سائز: ۱۸×۲۸

ماخذ: فہرست مخطوطات کتبخانہ خدا بخش، پٹنہ

کتب خانہ درگاہ گیلانی، بھاولپور

نام کتاب: **صد کلمہ امیر المومنینؑ** زبان: عربی وفارسی

نام مؤلف: محمد بن عبد الجلیل العمری الرشید وطواط (متوفی ۵۷۸ھ/۱۱۸۲ء)

سال کتابت: ۹۷۸ھ

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۱۳ سطور: ۱۲ سائز: ۲×۵:۵×۸

ابتدائی عبارت: **الحمد لله على الالطاف كرمه و انصاف و نعمه والصلوة على نبيه ......**

اختتام: **تمت كلمة متبركه بدار المحفوظ سمرقند بتاريخ نهصد و هفتاد و هشت ......**

نوٹ: کلمات امیر المومنین علیہ السلام کا فارسی ترجمہ

☆☆☆

نام کتاب: **کلمات امیر المومنینؑ** زبان: عربی وفارسی

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۴۰ سطور: ۱۵ سائز: ۴×۸:۷×۱۱

ابتدائی عبارت: **خاصتم كه شرح ايں سيصد كلمات كه صحيح از كلام ابو الحسن اند ......**

نوٹ: حضرت علی علیہ السلام کے تین سو کلمات کا فارسی ترجمہ۔

کتب خانہ رضا، رامپور

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

نام کاتب: عبدالجبار سال کتابت: ۵۵۳ھ/ ۱۱۸۵ء

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۶۰ سطور: ۲۵ سائز: ۱۰.۵×۲۵

ابتدائی عبارت: **اما بعد حمد الله الذی جعل الحمد ثمناً لنعمائه ......**

☆☆☆

نام کتاب: وصایای امیر المومنینؑ زبان: عربی

نام مؤلف: ابن بابویہ قمی سال کتابت: ۳صدی

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۲ سطور: ۷ سائز: ۱۶.۲×۲۷.۵

ابتدائی عبارت: **اوصی امیر المومنین علی بن ابی طالب ولدیه الحسن و الحسين .....يابنی اوصیکما بالتقویٰ الله ......**

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۴۳ سطور: ۱۳، ۱۷

ابتدائی عبارت: **و من خطبة له علیه السلام ایها الغافلون غیر المغفول عنهم ......**

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: عزالدین ابوحامد عبدالحامد بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ ھ)

سال کتابت: ۱۲۴۷ھ

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۳۹۶ سطور: ۳۱

ابتدائی عبارت: **الحمد الله الواحد العدل ......الحمد للذی تفرد بالکمال ......**

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

سال کتابت: تیرہویں صدی

نوع خط: نسخ

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۹۳ سطور: ۱۹ سائز: ۳۱.۸×۱۲ [1]

☆☆☆

نام کتاب: کلام امیر المومنینؑ زبان: عربی و فارسی

سال کتابت: تیرہویں صدی ہجری

نوع خط: نسخ

ابتدائی عبارت: **بسم الله استعن علی العدل بحسن النیة ......**

---

[1] (فہرست نسخہ ہای خطی کتب خانہ رضارامپور)

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: عزالدین ابوحامد عبدالحامد بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ ھ)

سال کتابت: گیارہویں صدی ہجری

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۱۳۱ سطور: ۱۸ سائز: ۲۴×۱۶.۵

ابتدائی عبارت: **الحمد لله الذی تجازا من مهاوی الغی و ظلماته ......**

☆☆☆

نام کتاب: کلام امیر المومنینؑ زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۱ سطور: ۲۶

ابتدائی عبارت: **بسم الله ......اشرف العبادة الاخلاص و الشهادة ......**

ماخذ: فہرست نسخہ ہای خطی، کتبخانہ رضا، رامپور

کتب خانہ مولانا رسول احمد، گوپال پور

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

کاتب: سید محمد شاہ ابن سید بولاقی تاریخ کتابت: ۲۰ر ذی الحجہ ۱۱۲۵ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۶۴۹ سطور: ۱۳ سائز: ۷×۶

ابتدائی عبارت: **اما بعد حمد الله الذى جعل الحمد ثمنا لنعمائه و معاذا من بلائه و سبيلا الى جنانه ......من خطبة له عليه السلام يذكر فيها ابتداء الخلق السماء والارض و خلق آدم عليه السلام ....**

اختتام: **و قال عليه السلام القناعة مال لا ينفد و قدروى بعضهم هذا الكلام ....**

☆☆☆

نام کتاب: وصایای حضرت علی علیہ السلام زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۲۶ سطور: ۱۹ سائز: ۸×۷

ابتدائی عبارت: **روى حماد بن عمرو انس بن محمد عن ابيه جميعا عن جعفر بن محمد .....عن على عليه السلام ....**

اختتام: **فيكون عليك ثقلا فى حشرك و نشرك فى القيامة فليس الزاد الى المعاد العدد ان على العباد**

کتب خانہ راجا محمود آباد

نام کتاب: نہج البلاغہ

نوع خط: نسخ اوراق:۳۵۲ سائز:۱۶×۲۴/۵

ابتدائی عبارت: **اما بعد الحمد لله جعل الحمد ....لنعمائه و معاذا بلائه**

اختتام: **حسبنا الله و نعم الوكيل نعم المولى و نعم النصير و ذالك ....**

نوٹ: مطلا ہے مگر بوسیدہ ہے

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ

نوع خط: نسخ اوراق:۴۳۳ سطور:۱۵ سائز:۶/۵×۱۰

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان عربی وفارسی

نوع خط: نستعلیق اوراق:۲۷۷ سطور:۲۲ سائز:۸×۱۳

نوٹ: ناقص الطرفین ہے۔

نام کتاب: خطبۂ شقشقیہ (شرح) زبان: عربی

نام کاتب: محمد مختار حسین عثمانی

تاریخ کتابت: ۱۳۱۴ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۲۶

سطور: ۹ سائز: ۸/۵×۵/۵

☆☆☆

نام کتاب: رسالہ جنۃ نظم شرح البیان (کلام امیر المومنینؑ)

زبان: عربی وفارسی

نوع خط: نسخ اوراق: ۹۰ سطور: ۶ سائز: ۶/۵×۶/

نوٹ: بین السطور ترجمہ ہے اور دو مہریں ابوالقاسم طباطبائی کی لگی ہوئی ہیں۔

☆☆☆

نام کتاب: مطلوب کل طالب (صد کلمہ) زبان: عربی وفارسی

نام مؤلف: رشید الدین وطواط

تاریخ کتابت: ۱۲۹۷ھ نوع خط: نسخ ونستعلیق

اوراق: ۷۷ سطور: ۶ سائز: ۳۰×۲۰

ابتدائی عبارت: **الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على ......بدانكه اين صد كلمات از كلمات حضرت امير المومنين ....**

نوٹ: بوسیدہ ہے، عربی کے ساتھ منظوم فارسی ترجمہ بھی ہے۔

نام کتاب: نہج البلاغہ (منتخبات) زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۰۱ سطور: ۱۷ سائز: ۸×۱۳

نوٹ: آخر کے صفحات ندارد ہیں۔ حاشیہ پر عربی عبارت مندرج ہے اور کتبخانہ دار الذکر لکھنؤ ۱۳۲۵ھ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: نثر اللآلی (کلمات امیر المومنینؑ) زبان: فارسی

نام مؤلف: عز الدین بن ضیاء الدین ابی رضا فضل اللہ الحسینی راوندی

تاریخ کتابت: ۱۲۹۷ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۸ سطور: ۲۵ سائز: ۲۰×۳۰

ابتدائی عبارت: **هذا كتاب نثر اللآلی من كلام امير المومنين علی بن ابی طالب عليه السلام علی ترتيب حروف المعجم ....**

اختتام: **مع الوقوف عند ما حكمت به الفصوص و هذا هو مذهب الاشاعره**

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ (منتخبات) زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۰۱ سطور: ۱۷ سائز: ۸×۱۳

نوٹ: آخر کے صفحات ندارد ہیں۔ حاشیہ پر عربی عبارت مندرج ہے اور کتبخانہ دار الذکر لکھنؤ ۱۳۲۵ھ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

ماخذ: فہرست نسخہ ہای خطی، کتبخانہ راجا محمود آباد

کتب خانہ سالار جنگ، حیدرآباد دکن

نام کتاب: ترجمہ نہج البلاغہ زبان: فارسی

اوراق: ۳۴۳ سطور: ۱۵ سائز: ۱۲×۲۲: ۵×۹

ابتدائی عبارت: اصل و من وصية عليه السلام ايها الناس انما الدنيا....

اختتام: ترک محبت کرده است و مفارقت اورا می خواهد

نوٹ: حیدر یار کی مہر لگی ہوئی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: ترجمہ نہج البلاغہ زبان: فارسی

اوراق: ۱۱۶ سطور: ۱۵

ابتدائی عبارت: اصل و من وصية عليه السلام للحسن ابنه عليه السلام ....این وصیت است که بجانب پسر خود .....

اختتام: این تفسیر از جمله غرائب تفسیر است که از آنحضرت منقول شده است

☆☆☆

نام کتاب: ترجمہ نہج البلاغہ زبان: فارسی

نام مؤلف: محمد صالح بن حاجی باقر قزوینی

اوراق: ۱۸۰ سطور: ۱۶ سائز: ۱۱×۱۸: ۷.۴×۴.۷

ابتدائی عبارت: الحمد لله على ما اولانا من لسانه و انعم علينا من الائه و

من علینا

اختتام: از دراز کردن دست بغیر خود بدوستی کہ تو بر آنچہ می خواہی

☆☆☆

نام کتاب: **شرح نہج البلاغہ** زبان: فارسی

نام مؤلف: علی حسین بن عبدالحق اردبیلی

اوراق: ۳۹۷ سطور: ۱۹ سائز: ۱۴×۲۵: ۵×۱۰

ابتدائی عبارت: بہترین خطبھا کہ سخنوران معارف ما ینطق عن الھویٰ.... الخ

اختتام: **شرو خیر او در رازها وفتنه ها کبار است باد وقار......**

نوٹ: محمد یار خاں وسکینہ بیگم بنت محمد جعفر لکھا ہے

☆☆☆

نام کتاب: **کلمات امیر المومنینؑ** زبان: فارسی

نام کاتب: محمد رحیم الدین سال کتابت: ۱۲۹۱ھ

اوراق: ۳۶ سطور: ۱۳ سائز: ۸.۵×۴.۷

ابتدائی عبارت: **دین آدمی را از شرنگاه دارد دنیا آدمی را هلاکی می دهد......**

اختتام: **لخت تر از طلب کردن تو او را، بس نیک معامله باش ......**

کتب خانہ میر ضامن علی، عزاخانہ شاہ گنج، آگرہ

نام کتاب: انوار الفصاحہ واسرار البلاغہ فی شرح نہج البلاغہ

نام مؤلف: نظام الدین بن علی الحسن بن نظام الدین زبان: عربی وفارسی

سال کتابت: ۱۰۳۵ھ اوراق: ۹۲۹ سطور: مختلف سائز: ۱۷×۲۲۵

ابتدائی عبارت: ...من کلام لہ علیہ السلام روی عنہ انہ قال عند دفن سیدۃ النساء علیہا السلام کما لمناجی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم عند قبرہ السلام علیک یا رسول اللہ عنی و عن صفیتک صبرک ورق عنہا ....

اختتام: قد شرقت بکتابتہ العبد الفقیر ....عماد الدین بن شیخ نور الدین العقیلی الاصفہانی ....

نوٹ: کرم خوردہ ہے صفحات آپس میں چپک گئے ہیں اور حاشیہ فارسی میں ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: خطبات علی علیہ السلام زبان: عربی وفارسی

اوراق: ٦٩ سطور: ۳۰ سائز: ۱۸×۳۴

ابتدائی عبارت: ان النساء اسواھا کژۃ مع ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال ذکر علی عبادۃ ھذا مذکور مختصر للشیخ العالم احمد بن محمود بن محمد بن جریر الطبری فی ترجمہ خلافت علی علیہ السلام............

اختتام: و نعم ما قال لہ الطالب الاملی فی ذیل قصیدہ طویلہ فی منقبۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام

کتب خانہ مجیدیہ بدریہ پھلواری شریف

نام کتاب: مراسلات امیر المومنین علی علیہ السلام زبان: عربی

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۲۷۰ سطور: مختلف سائز: ۱۵.۲×۱۱.۲

ابتدائی عبارت: روی ان شریح بن حرث قاضی امیر المومین اشتریٰ علی عهده دارا بثمانین دیناراً فبلغه ذالک فاستدعاه وقاله له بلغنی انک قد ابتعت داراً بثمانین دیناراً و کتبت کتاباً ....

اختتام: ثم قال له یا شریح فان سیاتیک من لا ینظر فی کتابک.....

نوٹ: کرم خوردہ اور شروع میں اوراق ناقص ہیں۔

☆☆☆

نام کتاب: ملفوظات حضرت علیؑ زبان: عربی وفارسی

نوع خط: نسخ اوراق: ۸ سطور: ۹ سائز: ۱۲×۲۱

ابتدائی عبارت: الدینه و ادنبویة ....مکار ما لا خلاص و محاسن الاشفاعه....

اختتام: ثم قال له یا شریح فان سیاتیک من الا ینظر فی کتابک......

کتب خانہ گاما گنجینۂ مانک جی بمبئی

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: فارسی

نام مؤلف: محمد صالح بن حاجی باقر قزوینی سال کتابت: ۱۲۸۳ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۳۲۰ سطور: ۲۱ سائز: ۲۹×۲۰

ابتدائی عبارت: **الحمد لله ....این حقیر......محمد صالح بن حاجی باقر قزوینی....ترجمه کتاب نهج البلاغه**

اختتام: **تمام شد در روز دو شنبه یا زدهم شهر ذی قعده الحرام در دار الخلافة طهران......**

☆☆☆

نام کتاب: نصائح علی علیہ السلام

نوع خط: نسخ ونستعلیق اوراق: ۴۴ سطور: ۹ سائز: ۲۲×۱۴

ابتدائی عبارت: **ایمان المرء یعرف ....**

کتب خانہ ممتاز العلماء لکھنؤ

نام کتاب: نہج البلاغہ زبان: عربی

سال کتابت: ۵۱۰ھ نوع خط: نسخ اوراق: ۴۰۰ سطور: ۲۱

ابتدائی عبارت: ....حمد لله الذی ....

اختتام: .....لافتی لا یرید احد ....

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ زبان: عربی

نام مؤلف: میر علاء الدین محمد گلستانہ بن شاہ ابوتراب (۱۱۱۰ھ)

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۲۰۰ سطور: ۲۳ سائز: ۲۲×۳۳

ابتدائی عبارت: من خطبة علیه السلام یذکر فیها ابتداء خلق السماء والارض و خلق آدم علیه السلام ....

اختتام: مغلوب جارها ممروب .....مکنوب ساکنها و ظاعن و فاطنها...

نوٹ: ممتاز العلماء کی مہر لگی ہے۔

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ

نام مؤلف: عزالدین ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ)

نوع خط: نسخ اوراق: ۴۰۸ سطور: ۳۸ سائز: ۱۸×۳۰

ابتدائی عبارت: **بسم الله الرحمن الرحیم الاصل ....**

اختتام: **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم .....**

کتب خانہ ناصریہ، لکھنؤ

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (ج۔۲) زبان: عربی

نام مؤلف: ابن ابی الحدید معتزلی بن ھبۃ اللہ بن محمد بن محمد (۶۵۵ھ)

نام کاتب: عبدالباقی لاھوری سال کتابت: ۱۰۸۰ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۴۰۸ سطور: ۳۵ سائز: ۵.۲۴×۳۶

ابتدائی عبارت: **بعد.....الاصل و من کلام امیر المومنینؑ فی معنی الانصار قال لها انتهت الی امیر المومنین انباء السقیفه یوم وفاه النبی صلی الله علیه و آله و سلم قال ما قالت الانصار .....**

اختتام: **و ان افتقاری واحد بعد واحد دلیل علی ان لا یدون خلیل و الناس**

نوٹ: کرم خوردہ ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: شرح نہج البلاغہ (ج۔۳) زبان: عربی

نام مؤلف: عزالدین ابن ابی الحدید معتزلی (۶۵۵ھ)

نوع خط: نسخ اوراق: ۲۶۲ سطور: ۳۵ سائز: ۲۴×۵.۳۵

ابتدائی عبارت: **بعد...فهرست المجلد الحادی عشرین شرح نهج البلاغه لابن الحدید و من کلامه علیه السلام و من کلامه علیه السلام و ذکر فی شرحها ....**

اختتام: **و هذا المعنی سمّی ابو سفیان بن حرب انبه.......**

نوٹ: کرم خوردہ ہے۔

نام کتاب: ترجمہ خطبہ امیر المومنین در ذم دنیا زبان: عربی

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۱۴۰ سطور: ۱۷ سائز: ۱۲.۵×۱۹.۵

ابتدائی عبارت: **بعد.....در ستائش و ثنا مخصوص خالقی است که انبیاء را برای ارشاد عباد فرستاده و اورا به محض لطف ازلی.....بخشنده و صلوة از حد فزون نثار رسول کریم رحیمی است**

اختتام: **من المدینة و قد بلغ جمیع الشرائع غیر الحج و الولایة فاتاه جبرئیل فقال له یا محمد ان الله جل اسمه ......**

نوٹ: کرم خوردہ ہے اور آخر سے صفحات ناقص ہیں۔

☆☆☆

نام کتاب: رسالہ فی قول امیر المومنین العلم نقطہ کسرھا الجھال زبان: عربی

نام مؤلف: خواجہ نصیر الدین طوسی (۶۷۲ھ/۱۲۷۴ء)

نوع خط: شکستہ نستعلیق اوراق: ۱۴ سطور: ۲۶ سائز: ۱۱.۵×۲۲.۵

ابتدائی عبارت: **بعد.....شرق نور الالهیه تتجلی الاعیان ...الوجود ....بالوجود و الاستفتاء...الامکان....**

اختتام: **اصحاب ابلیس و اعداء الصناعات و العلوم الحقیقة البطال الحق و اثبات الباطل الثامن.**

نوٹ: کرم خوردہ ہے اور آخر سے ناقص ہے۔

نام کتاب: روضۃ الابرار ترجمہ نہج البلاغہ زبان: فارسی

نام مؤلف: علی بن حسن زواری تلمیذ محقق کرکی (۹۴۰ھ) سال کتابت: ۱۰۹۶ھ

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۱۸۰ سطور: ۱۸ سائز: ۲۲.۵×۲۳

ابتدائی عبارت: **بعد الحمد الله ...و بعد مخفی نیست که بعد از کلام حضرت رب العالمین و سید المرسلین کلام معجز نظام امیر المومنین است صلوت الله علیه ......**

اختتام: **اللهم اغفر لنا ولهم یا غافر المذنبین و یارب العالمین بحق سید المرسلین والائمة المعصومین الطیبین صلوة الله و سلامه اجمعین.**

نوٹ: کرم خوردہ ہے اور شروع میں دو مہریں لگی ہوئی ہیں ایک بنام سید محمد قلی خان بہادر دوسری الملک لِلّٰہ بتاریخ ۱۲۵۵ھ۔

☆☆☆

نام کتاب: الخطبۃ الشقشقیہ

نوع خط: نسخ اوراق: ۲ سطور: ۲۱ سائز: ۱۶.۵×۲۱.۵

ابتدائی عبارت: **بعد.....والله لقد تقمصها فلان و انه یعلم ان محلی منها علی القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر**

اختتام: **قال هیهات یابن عباس تلک شقشقیه.....ثم قرت قال ابن عباس فو الله ما اسفت علی کلام قط کاسفی علی ذالک الکلام الایکون امیر المومین بلغ منه حدیث .**

نام کتاب: **خلاصۃ الترجمان فی تاویل خطبۃ البیان** زبان: عربی

نام مؤلف: محمد بن محمود بن الملقب بہ دھدار (متوفی ۱۰۱۶ھ) سال کتابت: ۱۰۱۳ھ

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۱۱۴ سطور: ۱۵ سائز: ۱۵×۲۴

ابتدائی عبارت: **بعد..... الحمد الذی خلق الانسان علمه البیان المنان ذی احسان الذی کل یوم هو فی شان فسبحان من لا یشغله شان عن شان .....**

اختتام: **که در دو کون ژجام ولای آل نبی**

☆☆☆

نام کتاب: **رسالہ فی بیان شرح الذی روی عن امیر المومنین من عرف نفسہ فقد عرف ربہ**

نام مؤلف: احمد بن زین الدین الاحسائی (۱۲۴۱ھ)

نوع خط: نسخ اوراق: ۱۰ سطور: ۲۱ سائز: ۱۵×۲۲

ابتدائی عبارت: **بعد حمد ... اما بعد فیقول العبد المسکین احمد بن زین الدین الاحسائی انه عرض علی عالیجناب الفاضل الاحسائی الفراغ الاخ الاعز الشیخ محمد مهدی ....**

اختتام: **وقع الفراغ من تسوید هذه کلمات تعلم منتهی العبد المسکین احمد بن زین الدین الاحسائی فی الساعة الرابعة من الیوم الثالث من صفر سنه خمس و ثلثین و مأتین بعد الالف**

نوٹ: کرم خوردہ ہے۔

کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

نام کتاب: ارشاد المسلمین فی شرح کلمات امیر المومنینؑ

نام کاتب: احمد حسین سال کتابت: ۱۲۴۹ھ زبان: عربی

نوع خط: نستعلیق اوراق: ۱۰۶ سطور: ۱۳ سائز: ۱۶.۵×۲۱.۵

ابتدائی عبارت: **الحمد لله رب العالمين حمد الشاكرين والصلوٰة والسلام على رسوله محمد ....**

کتب خانہ مدرسۃ الواعظین ،لکھنؤ

نام کتاب:منتخب نہج البلاغہ زبان:عربی

نام مؤلف: میرزا محمود بن میرزا محمد تقی مشھدی

نوع خط: نسخ اوراق:۲٦٦ سطور:۹ سائز:۱۴.۵×۲۹

ابتدائی عبارت:**بعد.....بهترين كلا ميكه به شادابى در كمالش تيغ زبان را .....ما اعظم اللهم خلقك وما اصغر عظيمة فى جنب ما غاب عنامن قدرتك ما الهول اللهم ما شاهد من ملكوت**

اختتام:**انفع الكنوز معروف تودعه الاحرار و علم يتدارسه الاخيار...**

نوٹ: کرم خوردہ ہے مقدمہ کا ابتدائی حصہ فارسی زبان میں ہے پہلا صفحہ منقوش اور مطلا ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: رسالہ شرح نہج البلاغہ وصایای امیر المومنینؑ

نام مؤلف: محمد بن باقر بن محمد تقی

نوع خط: نستعلیق اوراق:۱۹۵ سطور:۱۵ سائز:۱۵.۵×۲۴

ابتدائی عبارت:**الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى محمد و آله اما بعد اين رساله ايست در ترجمه بعضى از احاديث شريفه كه در كيفيت سلوك ولايت**

اختتام:**پس از راست خود را سه مرتبه بران خود زند و بگويد العجل العجل يا مولى يا صاحب الزمان يا صاحب الزمان**

نوٹ: کرم خوردہ ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: نہج البلاغہ

نوع خط: نسخ اوراق:۳۵۰ سطور:۱۴ سائز:۱۳×۲۳

ابتدائی عبارت:**یتــافــون الــی الــموت و هــم یـنـظـرون شـذایـب ای مضطرب ...فـذاهبت الریح ای اضطرب .....عـلیه السلام فی معنی الخوارج لما سمع علیه السلام**

اختتام:**من العقل والتجربة و انی لا عبد ان یقول قائل بباطل و ان......**

نوٹ: کرم خوردہ بوسیدہ اور ناقص الطرفین ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: نصائح امیر المومنینؑ زبان: عربی

نام مؤلف: ابوالفضل المدعو بہ محمد اشرف

نوع خط: نستعلیق اوراق:۱۴ سطور:۱۳ سائز:۱۶.۵×۲۵.۵

ابتدائی عبارت:**بعد.....هذا ما امر به عبد الله علی امیر المومنین مالک ابـن الـحــارث الاشتــری فــی عهـده الیـه حین ولّاه مصـرجبـایة خـراجهـا و جهادعدوها و استصلاح اهلها و عمارة بلادها و امره بتقوی الله ....**

اختتام:**و تـضـعیف الـکرامه و ان یختم لی ولک بالسعادة والشهادة و انّـا الیـه راجـعـون والسـلام عـلی رسول الله علیه و آله طیبین الطاهرین و سلم تسلیماً کثیرا والسلام**

نوٹ: امیر المومنینؑ کی نصیحتیں مالک اشتر کے نام۔

کتب خانہ جامعہ ہمدرد، دہلی

نام کتاب: خطبات واقوال حضرت علی علیہ السلام زبان: عربی

نوع خط: نسخ اوراق: ۶۱۳ سطور: ۱۲ سائز: ۲۵.۵×۱۷.۵

ابتدائی عبارت: **حمد الله الذی جعل الحمد ثمناً لنعمائه .....من بلائه وسيلاً الى جنانه و سبباً لزيادة....**

اختتام: **المومن اخاه فقد فارقه انتهت.**

فہرستیں

فہرستِ کتب

نمبر شمار			صفحہ
۱	احتساب	علی اکبر شاہ	۲۳۳
۲	ادبی معجزہ	تقی عابدی، ڈاکٹر	۳۷۴
۳	اسباق نہج البلاغہ	احمد علی، ادیب، حیدرآبادی	۳۱۸
۴	استناد نہج البلاغہ	امتیاز علی خاں عرشی	۲۳۴
۵	اسرارِ نہج البلاغہ	محمد علی توحیدی	۴۱۹
۶	اسرار حکمت (شرح خطبۂ طاؤسیہ)	علی اکبر بن سلطان العلماء	۱۰۴
۷	اسلامی نظریۂ عدالت نہج البلاغہ کی روشنی میں	محمد سیادت، امروہوی	۱۱۶
۸	الاشاعۃ فی شرح نہج البلاغہ	اولاد حسن، امروہوی	۱۲۷
۹	امیرالمومنینؑ کے ایک خط کا مطالعہ	مجتبیٰ حسن، کامونپوری	۲۱۹
۱۰	انتخاب نہج البلاغہ منظوم	علی عباد نیساں، اکبرآبادی	۳۲۱
۱۱	انتخاب نہج البلاغہ	حسن عسکری، حیدرآبادی	۳۴۰
۱۲	AN INTRODUCTION TO		
۱۳	NAHJUL BALAGHA	حسنین اختر، امروہوی	۳۸۲
۱۴	الہامی کلمات	رزم، ردولوی	۲۲۹
۱۵	بلاغت امیرالمومنینؑ	مجتبیٰ حسن، کامونپوری	۲۱۹
۱۶	PEAK OF ELOQUENCE	محمد عسکری جعفری	۱۸۵
۱۷	Trade with Reference to		
	Nahjul Balagha	شاہ محمد وسیم، پروفیسر	۳۹۴

نمبر شمار			صفحہ
۱۸	تجلیات حکمت	قمر عباس	۴۱۲
۱۹	تدوین کلام علی بن ابی طالبؑ	محمود حسن قیصؔر	۳۶۴
۲۰	ترجمہ خطبہ بلا الف	ارتضیٰ حسین	۱۲۸
۲۱	ترجمہ خطبہ بلا الف	ظفر الحسن رضوی	۲۴۸
۲۲	ترجمہ خطبہ شقشقیہ	محمد علی، حزیں لاھیجی	۵۳
۲۳	ترجمہ خطبہ مونقہ علویہ	آغا اشھر لکھنوی	۲۲۶
۲۴	ترجمہ غرر الحکم ودرر الکلم	جاوید جعفری	۲۹۱
۲۵	ترجمہ غرر الحکم ودرر الکلم	غلام رضا ناصر نجفی	۴۱۱
۲۶	ترجمہ کلمات قصار	مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی	۲۷۲
۲۷	ترجمہ مقدمہ شرح نہج البلاغہ	محمد عادل رضوی، فیض آبادی	۲۲۲
۲۸	ترجمہ مکتوبات امیر المومنینؑ	احمد نذر، امروہوی	۸۴
۲۹	ترجمہ مکتوبات نہج البلاغہ	عبد الرزاق، ملیح آبادی	۱۸۱
۳۰	ترجمہ نہج البلاغہ	غلام محمد زکی، سرورکوٹی	۳۵۲
۳۱	ترجمہ نہج البلاغہ	حامد رضوی، کراروی	۳۶۵
۳۲	ترجمہ نہج البلاغہ	محمد حسین، محقق ہندی	۱۲۴
۳۳	ترجمہ نہج البلاغہ	غلام علی اسماعیل	۱۵۹
۳۴	ترجمہ نہج البلاغہ	مسرور حسین، امروہوی	۱۷۸
۳۵	ترجمہ نہج البلاغہ	رئیس احمد جعفری، ندوی	۱۹۸
۳۶	ترجمہ نہج البلاغہ	علی امام زیدی	۴۰۳

نمبر شمار			صفحہ
۳۷	ترجمہ نہج البلاغہ	علی رضا	۲۳۰
۳۸	ترجمہ نہج البلاغہ	جعفر حسین، مفتی	۲۳۹
۳۹	ترجمہ نہج البلاغہ	محمد صادق، سید	۲۵۹
۴۰	ترجمہ نہج البلاغہ	ذیشان حیدر، جوادی	۳۲۶
۴۱	ترجمہ نہج البلاغہ	یوسف حسین، مرزا	۳۳۶
۴۲	ترجمہ نہج البلاغہ	محمد رضا نجفی	۴۳۴
۴۳	ترجمہ نہج البلاغہ	علی محمد، تاج العلماء	۹۲
۴۴	ترجمہ نہج البلاغہ (بنگالی)	جہاد الاسلام	۳۳۲
۴۵	ترجمہ نہج البلاغہ (بنگالی)	ابوجعفر	۳۳۴
۴۶	ترجمہ نہج البلاغہ (گجراتی)	نشاط نورانی	۳۱۹
۴۷	ترجمہ نہج البلاغہ (ہندی)	عزیز الحسن جعفری	۳۱۰
۴۸	ترجمہ وصیت امیر المومنینؑ	احمد علی کریم بھائی دھرمسی	۱۶۲
۴۹	ترتیب ترجمہ نہج البلاغہ	نائب حسین نقوی، امروہوی	۲۵۶
۵۰	تعلیمات حضرت علی نہج البلاغہ کی روشنی میں	نظر الحسنین نجفی، لکھنوی	۴۲۸
۵۱	تقویم الاود فی مداوۃ العمد	سبط حسن، جائسی	۱۴۵
۵۲	توضیحات تحقیقیہ	علی اکبر بن سلطان العلماء	۱۰۴
۵۳	حاشیہ نہج البلاغہ	ظہور حسین، ظہیر الملت	۱۴۸
۵۴	حرف دانش	مہدی نظمی	۲۸۹
۵۵	حضرت علی اور فلسفہ جدلیت	اختر علی، تلہری	۲۰۶

نمبر شمار			صفحہ
۵۶	حضرت علیؑ کے اقوال حکمت	خسرو قاسم	۳۸۶
۵۷	حضرت علی کے خطوط کا جائزہ	مجتبیٰ حسن، کاموںپوری	۲۱۹
۵۸	حضرت علی کی تقریریں	رضا علی عابدی	۳۸۹
۵۹	حضرت علی کی نظر میں دنیا کا تصور	مجتبیٰ حسن، کاموںپوری	۲۱۹
۶۰	حل لغات نہج البلاغہ	محمد اعجاز حسن، بدایونی	۱۳۱
۶۱	حلیۃ الصالحین کلمات امیر المومنینؑ	حیدر علی، میر	۷۳
۶۲	خطبات عالیات	رضی حیدر	۲۳۷
۶۳	خطبہ عبرت	جرار رضوی، بھیکپوری	۳۷۷
۶۴	خلاصہ خطبات امیر المومنین	ظفر حسن، امروہوی	۲۹۴
۶۵	درّ شہوار	امجد علی اشہر	۲۲۷
۶۶	دراسۃ فی منثورات الامام علی	حسنین اختر، امروہوی	۳۸۱
۶۷	درس انسانیت	شوکت علی زیدی	۱۹۳
۶۸	دروس نہج البلاغہ	افروز مجتبیٰ، امروہوی	۳۷۰
۶۹	Dignity of Labour with reference to Nahjul Balagha	شاہ محمد وسیم، پروفیسر	۳۹۴
۷۰	رجال نہج البلاغہ	محمود حسن قیصرؔ، امروہوی	۳۶۳
۷۱	زھرۂ مشرقہ شرح خطبہ مونقہ	علی حسین، زنگی پوری	۸۶
۷۲	سلسبیل فصاحت شرح نہج البلاغۃ	ظفر مہدی گہرؔ جائسی	۱۴۹
۷۳	Socio-Economic Justice with		

نمبر شمار			صفحہ
	Reference to Nahjul Balaggha	شاہ محمد وسیم، پروفیسر	۳۹۴
۷۴	شرح بعض خطب امیر المومنینؑ	محمد علی، حزیں لاھیجی	۵۳
۷۵	شرح خطبہ شقشقیہ	امداد علی خاں، راجہ	٦۸
۷٦	شرح خطبہ شقشقیہ	محمد عباس، مفتی، شوشتری	۷۸
۷۷	شرح خطبہ شقشقیہ	علی محمد، تاج العلماء	۸۹
۷۸	شرح نہج البلاغہ	احمد حسین، امروہوی	۱۱٦
۷۹	شرح نہج البلاغہ	یوسف حسین، امروہوی	۱۳۵
۸۰	شرح نہج البلاغہ	علی اظہر، فخر الحکماء	۱۳۹
۸۱	شرح نہج البلاغہ	خورشید حسن، امروہوی	۱۹۵
۸۲	شرح نہج البلاغہ	مجتبیٰ حسن، کامونپوری	۲۱۹
۸۳	شرح نہج البلاغہ	زوّار علی خاں	۱۰۲
۸۴	شرح نہج البلاغہ	حسین بن شہاب الدین	۵۰
۸۵	شمائم فیض علیؑ (ترجمہ خطبہ مونقہ)	ناصر حسین، ناصر الملت	۱٦۰
۸٦	صحیفۂ معرفت	اشتیاق حسین	۳۳۱
۸۷	عنوان ریاست و بنیان سیاست	علی اکبر بن سلطان العلماء	۱۰۴
۸۸	فرمان حیدری بنام مالک اشتر	ابن حسن، جارچوی	۲۱۰
۸۹	فوائد النقیہ شرح خطبہ شقشقیہ	مسیح الدین، کاکوروی	۷۱
۹۰	قرآن اور نہج البلاغہ	محمد اکرم	۴۱۳
۹۱	قرآن نہج البلاغہ کے آئینہ میں	ہادی حسن فیضی	۴۳۱

نمبر شمار			صفحہ
۹۲	قرآن کے بعد عظیم کتاب، نہج البلاغہ	عابدہ نرجس	۳۴۶
۹۳	قندلیں (منظوم ترجمہ)	سلمان عابدی	۳۹۰
۹۴	کتاب مقالات درباری نہج البلاغہ	طیب رضا، اغوانپوری	۴۳۵
۹۵	کلام لسان اللہ ترجمہ خطبہ بلا الف	صفدر عباس طاہری	۴۰۱
۹۶	کلام ابوتراب	حیدر جاوید سید	۳۵۸
۹۷	کلمات حضرت علیؑ	حیدر علی، صفا	۱۶۴
۹۸	کلمات جلی من کلام مولا ناعلیؑ	محمد بشارت علی	۴۱۴
۹۹	گفتار امام علیؑ	اقبال حیدر حیدری	۳۷۳
۱۰۰	گفتار امیر المومنین علی علیہ السلام	نثار احمد، زین پوری	۴۲۴
۱۰۱	مثنوی رسا (خطبہ بلا الف)	امداد علی رسآ	۸۸
۱۰۲	مرتضوی نظام حکومت	محمد حسین اکبر	۳۴۷
۱۰۳	مستقبل کی نسلوں کے نام حضرت علیؑ کا پیغام	سردار نقوی، امروہوی	۳۰۵
۱۰۴	مشکوٰۃ الفصاحۃ	صفدر حسین رضوی	۲۲۸
۱۰۵	مطالعہ نہج البلاغہ	گروہ مترجمین	۳۲۲
۱۰۶	مظہر العجائب (منظوم ترجمہ بلا الف)	ناظر حسین، ناظمؔ، مظفر نگری	۱۱۸
۱۰۷	معارف نہج البلاغہ	افتخار حسین نقوی نجفی	۳۷۱
۱۰۸	معجزہ علیؑ (خطبہ بلا الف)	احمد علی کریم بھائی دھرمسی	۱۶۲
۱۰۹	مقدمہ نہج البلاغہ	علی اظہر، فخر الحکماء	۱۴۰
۱۱۰	مکتوب بنام مالک اشتر	رشید ترابی	۲۱۷

نمبر شمار			صفحہ
۱۱۱	مکتوبات حضرت علیؑ	نبی احمد خاں، رامپوری	۱۸۹
۱۱۲	منظوم ترجمہ	محمد حسن علی، حافظ، خیر پوری	۱۰۰
۱۱۳	منظوم ترجمہ نہج البلاغہ	عالم مہدی رضوی، زید پوری	۴۳۹
۱۱۴	منظوم ترجمہ	سید محمد تقوی، باسٹوی	۳۴۹
۱۱۵	منہاج نہج البلاغہ	سبط الحسن، ہنسوی	۲۲۴
۱۱۶	منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ	محمد علی فاضل، شیخ	۴۲۲
۱۱۷	نصائح حضرت علی	نذر حسن، گوپالپوری	۲۴۴
۱۱۸	نکتۂ جہاں بانی	آصف پاشا صدیقی	۳۵۱
۱۱۹	نہج البلاغہ اور قرآن	مجتبیٰ حسن، کامونپوری	۲۱۹
۱۲۰	نہج البلاغہ کے سیاسی تعلیمات	احتشام عباس زیدی	۳۶۶
۱۲۱	نہج البلاغہ کی روشنی میں زندگی کا منظر	محمد وصی خاں	۲۵۵
۱۲۲	نہج البلاغہ آئین زندگی	نامعلوم؟	۲۷۱
۱۲۳	نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ	مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی	۲۷۳
۱۲۴	نہج البلاغہ کا استناد	علی نقی، نقوی، سید العلماء	۲۸۱
۱۲۵	نہج البلاغہ کے ہزار سال	مہدی نظمی، لکھنوی	۲۸۸
۱۲۶	نہج البلاغہ سے چند منتخب نصیحتیں	محمد خالد فاروقی	۳۰۸
۱۲۷	نہج البلاغہ کا تصور الوہیت	محمد تقی، امروہوی	۳۲۰
۱۲۸	نہج البلاغہ کی سیر	انیس فاطمہ، شبنم جعفری	۳۲۳
۱۲۹	نہج البلاغہ اور حیات اجتماعی	سعید حیدر زیدی	۳۳۳

نمبر شمار			صفحہ
۱۳۰	نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ نے فرمایا	رفعت امام زیدی	۱۹۶
۱۳۱	نہج البلاغہ سے تیس سبق	شمس الحسن عارفی	۳۹۷
۱۳۲	نہج الاسرار فی کلام حیدر کرار	غلام حسین، رضا آقا	۴۰۸
۱۳۳	نہج البلاغہ موضوعاتی	محمد عباس ہاشمی	۴۱۸
۱۳۴	نہج البلاغہ کے اقتباسات	نصیر علی جاوا	۴۲۷
۱۳۵	نہج البلاغہ کیا ہے؟	مہدی حسن جعفری	۴۳۲
۱۳۶	نہج البلاغہ کی ادبی اور سماجی معنویت اردو تراجم کی روشنی میں		
		ناظم حسین خاں	۴۳۳
۱۳۷	نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغۃ	ذاکر حسین، بھریلوی	۱۶۶
۱۳۸	وصی رسولؐ کا وصیت نامہ	محمد باقر، جوراسی	۳۴۲
۱۳۹	وصیت نامہ حضرت علیؑ بہ امام حسن	خسرو قاسم	۳۸۷
۱۴۰	ہدایات حضرت علیؑ	عبدالحسین	۱۶۳
۱۴۱	ہزار موتی	محسن نواب رضوی	۲۰۴
۱۴۲			

فہرستِ مخطوطات

نمبر شمار		صفحہ
۱	مخطوطات نہج البلاغہ کتبخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن	۴۴۱
۲	شرح نہج البلاغہ (ج۔۱)	۴۴۲
۳	شرح نہج البلاغہ (ج۔۲)	,,
۴	شرح نہج البلاغہ (ج۔۴)	۴۴۳
۵	شرح نہج البلاغہ	,,
۶	صد کلمات امیر المومنینؑ	,,
۷	شرح نہج البلاغہ	۴۴۴
۸	شرح نہج البلاغہ (ج۔۱)	,,
۹	کلمات حضرت امیر المومنین علیہ السلام	,,
۱۰	شرح نہج البلاغہ (ج۔۱)	۴۴۵
۱۱	شرح نہج البلاغہ	,,
۱۲	نثر اللآلی صد کلمات امیر المومنینؑ	,,
۱۳	خطبۃ امیر المومنینؑ بین البصرۃ والکوفۃ	۴۴۶
۱۴	خطبۃ امیر المومنینؑ	,,
۱۵	مجموعہ ترجمہ کلمات قصار جناب امیر علیہ السلام (کتبخانہ مولانا آزاد مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ)	۴۴۶
۱۶	نہج البلاغہ (جزء اول)	۴۴۷

نمبر شمار		صفحہ
۱۷	نہج البلاغہ (جزء ثانی)	۴۴۷
۱۸	شرح نہج البلاغہ (جزء اول)	۴۴۸
۱۹	ارشاد المسلمین فی شرح کلام امیر المومنینؑ (ترجمہ وشرح نثر اللآلی)	,,
۲۰	تہذیب نثر اللآلی فی شرح کلمات امیر المومنینؑ (ترجمہ)	۴۴۹
۲۱	کلمات طیبات حضرت علیؑ	,,
۲۲	نہج البلاغہ	۴۵۰
۲۳	شرح نہج البلاغہ	,,
۲۴	شرح نہج البلاغہ	۴۵۱
۲۵	اقوال امیر المومنینؑ	,,
	(کتبخانہ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن)	
۲۶	کلمات طیبات حضرت علیؑ	۴۵۲
	(کتبخانہ ایشیاءٹک سوسائٹی، بنگال)	
۲۷	منہج الفصاحہ شرح نہج البلاغہ	۴۵۳
۲۸	حکم نامہ بہ مالک اشتر	,,
	(کتبخانہ برٹش میوزیم)	
۲۹	نہج البلاغہ	۴۵۴
۳۰	تنبیہ الغافلین وتذکرۃ العارفین ترجمہ نہج البلاغہ	,,
	(کتبخانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد)	
۳۱	صد کلمات امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ	۴۵۵
۳۲	نثر اللآلی ووصیۃ امیر المومنین ثلاثین خصلۃ	۴۵۵

نمبر شمار		صفحہ
۳۳	مائۃ کلمات امیر المومنینؑ	۴۵۶
۳۴	خطبات واقوال حضرت علی ابن ابی طالبؑ	,,
	(کتبخانہ حیدر آباد میوزیم، حیدر آباد)	
۳۵	ترجمہ صد کلمہ	۴۵۷
	(کتبخانہ خدا بخش، پٹنہ)	
۳۶	شرح نہج البلاغہ	۴۵۸
۳۷	شرح نہج البلاغہ	,,
۳۸	نہج البلاغہ	۴۵۹
۳۹	شرح خطبۂ شقشقیہ	,,
۴۰	صد کلمہ امیر المومنینؑ	,,
۴۱	شرح نہج البلاغہ	,,
۴۲	نثر اللآلی	۴۶۰
۴۳	کلمات حضرت علیؑ	,,
۴۴	ترجمہ نہج البلاغہ	,,
	(کتبخانہ درگاہ گیلانی، بھاولپور)	
۴۵	صد کلمہ امیر المومنینؑ	۴۶۱
۴۶	کلمات امیر المومنینؑ	,,
	(کتبخانہ رضا، رامپور)	
۴۷	نہج البلاغہ	۴۶۲
۴۸	وصایای امیر المومنینؑ	,,

نمبر شمار		صفحہ
۴۹	نہج البلاغہ	,,
۵۰	شرح نہج البلاغہ	۴۶۳
۵۱	نہج البلاغہ	,,
۵۲	نہج البلاغہ	,,
۵۳	کلام امیر المومنینؑ	,,
۵۴	شرح نہج البلاغہ	۴۶۴
۵۵	کلام امیر المومنینؑ	,,
	(کتبخانہ مولانا رسول احمد، گوپالپور)	
۵۶	نہج البلاغہ	۴۶۵
۵۷	وصایای حضرت علی علیہ السلام	,,
	(کتبخانہ راجا محمود آباد، محمود آباد)	
۵۸	نہج البلاغہ	۴۶۶
۵۹	نہج البلاغہ	,,
۶۰	شرح نہج البلاغہ	,,
۶۱	خطبۂ شقشقیہ (شرح)	۴۶۷
۶۲	رسالہ جنّۃ نظم شرح البیان (کلام امیر المومنینؑ)	,,
۶۳	مطلوب کل طالب (صد کلمہ)	,,
۶۴	نہج البلاغہ (منتخبات)	۴۶۸
۶۵	نثر اللآلی (کلمات امیر المومنینؑ)	,,
۶۶	نہج البلاغہ (منتخبات)	,,

صفحہ		نمبر شمار
	(کتبخانہ سالار جنگ، حیدر آباد دکن)	
۴۶۹	ترجمہ نہج البلاغہ	۶۷
,,	ترجمہ نہج البلاغہ	۶۸
,,	ترجمہ نہج البلاغہ	۶۹
۴۷۰	شرح نہج البلاغہ	۷۰
,,	کلمات امیر المومنینؑ	۷۱
	(کتبخانہ میر ضامن علی، عزاخانہ شاہ گنج، آگرہ)	
۴۷۱	انوار الفصاحہ واسرار البلاغہ فی شرح نہج البلاغہ	۷۲
,,	خطبات علی علیہ السلام	۷۳
	کتبخانہ مجیدیہ بدریہ، پھلواری شریف	
۴۷۲	مراسلات امیر المومنین علی علیہ السلام	۷۴
۴۷۲	ملفوظات حضرت علیؑ	۷۵
	کتبخانہ گاما گنجینۂ مانک جی، ممبئی	
۴۷۳	شرح نہج البلاغہ	۷۶
,,	نصائح علی علیہ السلام	۷۷
	کتبخانہ ممتاز العلماء، لکھنؤ	
۴۷۴	نہج البلاغہ	۷۸
,,	شرح نہج البلاغہ	۷۹
۴۷۵	شرح نہج البلاغہ	۸۰
	(کتبخانہ ناصریہ، لکھنؤ)	

نمبر شمار		صفحہ
۸۱	شرح نہج البلاغہ (ج۔۲)	۴۷۶
۸۲	شرح نہج البلاغہ (ج۔۳)	,,
۸۳	ترجمہ خطبہ امیر المومنینؑ درذم دنیا	۴۷۷
۸۴	رسالہ فی قول امیر المومنین العلم نقطہ کسرھا الجھال	,,
۸۵	روضۃ الابرار ترجمہ نہج البلاغہ	۴۷۸
۸۶	الخطبۃ الشقشقیہ	,,
۸۷	خلاصۃ الترجمان فی تاویل خطبۃ البیان	۴۷۹
۸۸	رسالہ فی بیان شرح الذی روی عن امیر المومنین من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (کتبخانہ ندوۃ العلماء، لکھنوَ)	,,
۸۹	ارشاد المسلمین فی شرح کلمات امیر المومنینؑ (کتبخانہ مدرسۃ الواعظین، لکھنوَ)	۴۸۰
۹۰	منتخب نہج البلاغہ	۴۸۱
۹۱	رسالہ شرح نہج البلاغہ وصایای امیر المومنینؑ	,,
۹۲	نہج البلاغہ	۴۸۲
۹۳	نصائح امیر المومنینؑ (کتبخانہ جامعۂ ہمدرد، دہلی)	,,
۹۴	خطبات واقوال حضرت علی علیہ السلام	۴۸۳

کتب خانے

نمبر شمار		صفحہ
۱	کتبخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن	۴۴۲
۲	کتبخانہ مولانا آزاد مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ	۴۴۷
۳	کتبخانہ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن	۴۵۲
۴	کتبخانہ ایشیاءٹک سوسائٹی، بنگال	۴۵۳
۵	کتبخانہ برٹش میوزیم	۴۵۴
۶	کتبخانہ پیرمحمد شاہ، احمد آباد	۴۵۵
۷	کتبخانہ حیدرآباد میوزیم، حیدرآباد	۴۵۷
۸	کتبخانہ خدابخش، پٹنہ	۴۵۸
۹	کتبخانہ درگاہ گیلانی، بھاولپور	۴۶۱
۱۰	کتبخانہ رضا، رامپور	۴۶۲
۱۱	کتبخانہ مولانا رسول احمد، گوپالپور	۴۶۵
۱۲	کتبخانہ راجا محمود آباد، محمود آباد	۴۶۶
۱۳	کتبخانہ سالار جنگ، حیدرآباد دکن	۴۶۹
۱۴	کتبخانہ میر ضامن علی، عزاخانہ شاہ گنج، آگرہ	۴۷۱
۱۵	کتبخانہ مجیدیہ بدریہ، پھلواری شریف	۴۷۲
۱۶	کتبخانہ گاما گنجینۂ مانک جی، ممبئی	۴۷۳
۱۷	کتبخانہ ممتاز العلماء، لکھنؤ	۴۷۴
۱۸	کتبخانہ ناصریہ، لکھنؤ	۴۷۶

صفحہ		نمبر شمار
۴۸۰	کتبخانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ	۱۹
۴۸۱	کتبخانہ مدرسۃ الواعظین، لکھنؤ	۲۰
۴۸۳	کتبخانہ جامعۂ ہمدرد، دہلی	۲۱

منابع ومصادر

ادبی معجزہ	ڈاکٹر تقی عابدی
ارباب اردو	اسماء رفعت حسین
امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تالیفات	مولانا حسین عارف نقوی
ایک فرد ایک ادارہ	عندلیب زہرا، کامونپوری
تاریخ آداب اللغۃ	--------
تاریخ اصغری	اصغر حسین نقوی
تاریخ بغداد	خطیب بغدادی
تالیفات شیعہ	ڈاکٹر شہوار حسین
تجلیات	مرزا محمد ہادی عزیز، لکھنوی
تذکرہ بے بہا	مولانا محمد حسین، نوگانوی
تذکرہ حفاظ شیعہ	مولانا سید علی نقی نقوی
تذکرہ علماء امامیہ، پاکستان	مولانا حسین عارف نقوی
تذکرہ علماء امروہہ	ڈاکٹر شہوار حسین
ترجمہ نہج البلاغہ	مفتی جعفر حسین
تکملہ نجوم السماء	مرزا محمد مہدی
تواریخ واسطیہ	قاضی رحیم بخش
خورشید خاور	مولانا سعید اختر
الذریعہ الی تصانیف الشیعہ	آقا بزرگ تہرانی

سلسبیل فصاحت	مولانا ظفر مہدی، جائسی
سندھ میں اردو شاعری	نبی بخش بلوچ
سوانح مرتضیٰ حسین فاضل	مولانا حسین مرتضیٰ
سید رضی بر ساحل نہج البلاغہ	محمد ابراہیم نژاد
شروح نہج البلاغہ	شیخ حسین جمعہ عاملی
شہداء فضیلت	علامہ امینی
صدائے جعفریہ (ماہنامہ)	مولانا تقی حسن وفا
طبقات مفسران شیعہ	ڈاکٹر عقیقی بخشایشی
الغدیر	علامہ امینی
فوائد الرضویہ	شیخ عباس قمی
فہرست کتب شیعہ، حیدر آباد	
فہرست	نجاشی
فہرست	ابن ندیم
فہرست	حاج بابا مشار
فہرست نسخہ ھای خطی کتبخانہ رضا، رامپور	
فہرست نسخہ ہای خطی راجہ محمود آباد	
کتاب المجد	عمری
کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون	ملا کاتب حلبی
ماھو نہج البلاغہ	شہرستانی
ماہنامہ اصلاح	مولانا محمد جابر جوراسی

ماہنامہ سرفراز	انصار حسین، ماہلی
مجلّہ راہ اسلام	خانۂ فرہنگ جمہوریہ اسلامیہ ایران، دہلی
مصادر نہج البلاغہ	--------
مطلع انوار	مولانا مرتضیٰ حسین فاضل
معالم العلماء	ابن شہرآشوب مازندرانی
مقدمہ نہج البلاغہ	مولانا حکیم علی اظہر
مکتوبات حضرت علیؑ	حکیم نبی احمد خاں، رامپوری
نثر نگاران اردو	عرفان عباسی
نجوم الارض	مولانا سید محمد پیکر، گوپالپوری
نجوم السماء	مولانا مرزا محمد علی
نزھۃ الخواطر	ملا عبدالحیٔ
نقباء البشر	آقا بزرگ تہرانی